قرآن و حدیث کی روشنی میں شاتمِ رسول کی سزا

گستاخِ رسول کی سزا
سر تن سے جدا

تالیف
ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

ناشر

قرآن و حدیث کی روشنی میں شاتم رسول کی سزا

گستاخِ رسول کی سزا

سر تن سے جدا

تالیف
ابو حمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

ناشر

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

نام کتاب .... گستاخ رسول کی سزا سرتن سے جدا

مؤلف .... ابوحمزہ مفتی ظفر جبار چشتی

پروف ریڈنگ .... حافظ عبدالجمال ناصر نقشبندی

صفحات 256

تعداد 600

کمپوزنگ .... عبدالسلام، قمرالزمان

اشاعت 2012ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... -/250 روپے

انتساب

پروانہ شمع رسالت، عاشق رسول ﷺ

غازی **علم الدین** شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
ذکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجیے
مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیاتِ ولادت کیجیے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل "یا رسول اللہ" کی کثرت کیجیے
کیجیے چرچا انہیں کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجیے
آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجیے
اِذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور جانبِ مہ پھر اشارت کیجیے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب اُس برے مذہب پہ لعنت کیجیے
ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے
والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر مومنو اتمامِ حجت کیجیے
بیٹھتے اُٹھتے حضورِ پاک سے التجا و استعانت کیجیے
یا رسول اللہ ! دہائی آپ کی گو شمالِ اہلِ بدعت کیجیے
غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجیے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہےٰ اولیاء کو حکمِ نصرت کیجیے

میرے آقا حضرتِ اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجیے

فہرست

NafseIslam
Spreading The True Teachings Of Quran & Sunnah

عرضِ مؤلف

حضور پُر نور، شافعِ یوم النشور، فخرِ دو جہاں، نبی آخر الزماں، سید المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات با برکات ابتداء سے ہی مومن نگاہوں کا مرکز ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فکر و تصور اہلِ عشق کی نماز ہے...... دُرود و سلام کا ملکوتی وظیفہ اس کی افضل ترین عبادت ہے...... رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الفت و ارادت ہی مغزِ قرآن، روحِ ایمان اور جانِ دیں ہے ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل، شمائل، اور خصائل سے وابستگی ملت اسلامیہ کا سب سے بڑا اثاثہ ہے...... ہر سچے مسلمان کا دل آپ ﷺ کی عقیدت و محبت کا مسکن ہے...... محسنِ انسانیت، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لا محدود محبت اور غیر مشروط وفاداری ہی کا نتیجہ ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرنے والے شاتمان رسول کی ہلاکت و بربادی کا اہتمام عاشقانِ رسول نے ابتدا سے ہی روا رکھا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اس باب میں لا تعداد روشن حوالے اور ایمان پرور نمونے چھوڑے ہیں۔ بلاشبہ مسلمانوں نے جس جذبۂ ایمانی کے ساتھ رسولِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حرمت و ناموس کا تحفظ کیا، اس کی نظیر دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہیں کر سکتی۔ اقوام عالم کے سامنے ملتِ اسلامیہ بجا طور پر فخر کر سکتی ہے کہ اس نے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ ناز میں ہمیشہ دو طرح سے نعتیہ نذرانے پیش کیے۔ نوکِ قلم سے بھی اور نوکِ تلوار کے ساتھ بھی...... مختلف ادوار میں جس طرح نوجوانان ملت اسلامیہ

تحفظ ناموس رسالت کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتے رہے وہ بے مثال بھی ہے اور لازوال بھی...... کلمہ گو مائیں اپنے بیٹوں کو پھولوں کے ہار پہنا کر سوئے مقتل روانہ کرتی رہیں...... عفت مآب بہنوں نے اپنے بھائی اس مقدس جذبے پر وار دیئے ...... یہ ولولہ، یہ جذبہ، یہ سعادت اس قوم کے مقدر میں کیوں نہ لکھی جاتی، ملت اسلامیہ کا تو خمیر ہی طیبہ کی مٹی میں گوندھا گیا ہے۔ لہٰذا جب بھی کوئی ایسا مرحلہ آتا ہے تو دیوانگانِ عشق بے خطر آتش نمرود میں کود پڑتے ہیں۔ تحفظ ناموس رسالت ہر صاحب ایمان کے دل کی آواز ہے اور اس کی عقیدت کا اعزاز ہے۔ ہر مسلمان اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس پر فدائیت کو اپنے ایمان کی بنیاد سمجھتا ہے۔ مسلمان کے نزدیک نعلینِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نوک تاجِ شاہی سے زیادہ معظم اور محترم ہے۔ ان کے ہاں آپ ﷺ کا نقشِ کفِ پا سجدہ گاہِ عشق ہے۔ اہلِ اسلام کہکشاں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کی دھول سمجھتے ہیں۔ اربابِ عشق کلی کی چٹک کو تبسم رسول کا صدقہ سمجھتے ہیں۔ صاحبانِ نظر کے عقیدے میں آبِ حیات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوؤں کا دھوون ہے۔ خلعت شاہی آپ کے لباس کی اُترن ہے...... دیارِ حبیب کے کوچے اس کے لیے جنت کے باغیچے ہیں۔

غبارِ راہِ حجاز

ابوحمزہ (مفتی) ظفر جبار چشتی

اکتوبر 2012ء

کسی نبی کی شان میں سوءادبی کا حکم شرعی

تمہیدی گفتگو کے بعد ہم آغاز بحث کرتے ہیں۔ اولاً سوءادبی کا حکم شرعی بتایا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی توبہ کے قبول نہ ہونے کی بحث کی جائے گی۔ نبی ﷺ کی شان اقدس میں سوءادبی کرنے والا کافر و مرتد ہے اور واجب القتل ہے۔ اس کا کافر و مرتد اور واجب القتل ہونا قرآن و سنت و اجماع اور قیاس سے ثابت ہے۔

قرآن

آیت نمبر۱: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (سورہ البقرہ ۱۰۴)

''اے ایمان والو!'' راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں۔ اور کان لگا کر سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ (وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) یعنی الذین تھاونوا بالرسول صلی اللہ علیه وسلم وسبوہ۔

اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے یعنی ان کے لئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اور آپ کی شان میں بری بات کہی۔

(البیضاوی ج۔ صفحہ ۷۷ امصری)

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ" کی تفسیر میں یہ فرما کر "جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں سوء ادبی کی" اس طرف اشارہ کیا کہ آپ کی شان اقدس میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔

اس کی شرح میں امام شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

یعلم منه انه لایجوزان یطلق علیه صلی اللّٰه علیه وسلم مایوهم نقصاولو علی وجه بعید الخ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسا لفظ بولنا بھی جائز نہیں جس سے آپ کی شان اقدس میں سوء ادبی کا وہم پیدا ہوتا ہو اگرچہ دور کے طور پر۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی ج ۲ صفحہ ۲۱۸)

آیت نمبر۲: اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ (الاحزاب ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کر کے ان کو ایذاء پہنچانے والا دنیا و آخرت کا لعنتی اور ذلت ناک عذاب کا مستحق ہے جو اللہ نے ایسوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

آیت نمبر۳: مَّلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ۝ (الاحزاب ۶۱)

پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں۔

آیت نمبر۴: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

(سورہ توبہ آیت نمبر ۶۱)

جو اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچائیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

آیت نمبر ۵ : وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○ (احزاب آیت نمبر ۵۳)

اور تمہیں جائز نہیں کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی ازواج کے ساتھ نکاح کرو۔ بلاشبہ یہ اللہ کے نزدیک ایک جرم عظیم ہے۔

ان آیات مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے وہ کافر، ملعون، واجب القتل اور مستحق عذاب الیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں "یؤذون" اور "تؤذوا" کے لفظ ارشاد فرمائے جو اذی سے مشتق ہیں اور اس کا معنی ہے شر خفیف اور زیادہ شر ہو تو ضرر کہتے ہیں چنانچہ امام ابن عابد بن امام خطابی وغیرہ سے ناقل ہیں۔ والا ذی هو الشر الخفیف فان زاد کان ضررا (تنبیہ الولاۃ الحکام صفحہ ۳۱۷) لہٰذا جو شخص رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے اور اس شر خفیف کا مرتکب ہو وہ از روئے قرآن مرتد واجب القتل ہے تو جو شر کثیر کا مرتکب ہو اور مضر ہو تو وہ بطریق اولیٰ واجب القتل ہوگا اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ وہ زندیق ہے۔

آیت نمبر ۶ : فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (سورہ النساء آیت نمبر ۶۵)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما

دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں
(یعنی جب تک آپ کے فیصلے اور حکم کو صدق دل سے نہ مان لیں
مسلمان نہیں ہوسکتے

اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فسلب اسم الایمان عن من وجد فی صدرہ حرجا من قضاہ
ولم یسلم لہ ومن تنقصہ فقد ناقض ھذا۔

یعنی اس شخص کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ جو حضور ﷺ کے فیصلہ کو صدق دل سے نہ مانے وہ مومن نہیں اور جس نے آپ کی شان میں سوءادبی کی تو بلاشبہ اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد کی مخالفت کی۔

آیت نمبر ۷: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(الحجرات آیت نمبر ۲)

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی
آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے
کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور
تمہیں خبر تک نہ ہو۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ شان رسالت میں معمولی سی بے ادبی اگرچہ بلانیت ہو تمام اعمال صالحہ کے ضائع ہونے کا سبب ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں:

ولا یحبط العمل الا الکفر والکافر یقتل (ج ۲ صفحہ ۱۹۴)

یعنی عمل کے ضائع ہونے کا سبب کفر ہی ہے اور کافر کی سزا قتل ہے۔

آیت نمبر ۸ : وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ (المجادلہ آیت نمبر ۸)

اور جب تمہارے حضور حاضر ہوں تو ان لفظوں سے تمہیں سلام نہیں کرتے جو لفظ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اعزاز میں کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم کافی ہے اس میں جلیں گے تو کیا ہی برا انجام ہے۔

مذکورہ تمام آیات گستاخ رسول ﷺ کے کافر اور واجب القتل و جہنمی ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں
گستاخِ رسول کی سزا

(۱) حدیث افک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کے متعلق فرمایا۔

یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی عنه اذاه فی اهلی فقام سعد بن معاذ فقال انا۔

اے مسلمانوں کی جماعت مجھے اس شخص سے کون بری کرائے گا جس کی طرف سے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھے ایذا پہنچی ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی:

یارسول الله اعذرك منه ان كان من الاوس ضربت عنقه وان كان من اخواننا الخزرج امرتنا ففعلنا امرك۝

(بخاری ج ۳ صفحہ ۳۹)

یا رسول اللہ (ﷺ) میں آپ کو اس سے بری کراؤں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوا تو میں اسے قتل کر دوں گا اور اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہوا تو جو آپ حکم فرمائیں گے ہم اسے پورا کریں گے۔

عبداللہ ابن ابی ابن سلول منافق تھا اس نے حضرت ام المومنین عائشہ

الصدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا اس سے حضور سرور کائنات کو بہت ایذا پہنچی اور آپ نے اس سے براۃ چاہی۔

امام ابن عابدین شامی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقول سعد بن معاذ هذا دليل على ان قتل موذيه صلى الله عليه وسلم كان معلوما عندهم واقره النبى صلى الله عليه وسلم ولم ينكره ولا قال انه لايجوز قتله

(تنبیہ الولاۃ والحکام صفحہ ۳۱۷)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس پر دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے کا قتل کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں معروف تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ثابت رکھا اور اس کا انکار نہ فرمایا اور نہ یہ فرمایا کہ اسے قتل کرنا جائز نہیں۔

اور اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ بن ابی شان رسالت میں گستاخی کا مرتکب نہ تھا بلکہ اہل بیت مصطفیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بھی مشہور تھا کہ جو اہل بیت مصطفیٰ کی توہین کا مرتکب ہو وہ بھی واجب القتل ہے۔

حدیث نمبر۲: فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اشخاص جن میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی تھا اور دو عورتوں کے قتل کا حکم فرمایا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت اسلام کے لئے بلایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابن ابی سرح کو لائے اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھا دیا اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم):

بايع عبدالله فرفع راسه فنظر اليه مليا كل ذالك يا بى فبايعه بعد ثلث ثم اقبل على اصحابه فقال اليس منكم رجل رشيد يقوم الى هذا حين رانى كففت عن بيعته فيقتله فقالوا ما ندرى يا رسول الله ما فى نفسك الا اومأت الينا قال انه لا ينبغى لنبى ان تكون له خائنة الاعين. (نسائی وابوداؤد)

عبداللہ کو بیعت فرمالیجئے تو آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور اسے دیکھا اور تین بار اسے بیعت کرنے سے انکار فرمادیا۔ پھر اس کے بعد اسے بیعت کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کیا تم میں کوئی ذکی شخص نہیں تھا کہ جب میں نے اسے بیعت کرنے سے انکار کردیا تو وہ کھڑا ہو کر اسے قتل کردیتا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں آپ کے دل مبارک کی بات کا علم نہ تھا آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ وہ نگاہوں کی خیانت کرے۔ یہ حدیث تمام اہل سیر کے نزدیک بہت مشہور ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والاحکام صفحہ ۳۱۷)

ابن ابی سرح پہلے مسلمان اور کاتب وحی تھا پھر وہ مشرک ہوگیا اور قریش مکہ کی طرف چلا گیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی سرح اور اس کے علاوہ ایک جماعت کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ امام ابن عابدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وهو بلاشك دليل على قتل الساب قبل التوبة۔ (تنبیہ الولاۃ صفحہ ۳۱۷)

یعنی یہ حدیث گستاخ رسول کے توبہ کرنے سے پہلے واجب القتل ہونے کی دلیل ہے لیکن اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ ابن ابی سرح کے مرتد ہونے کی وجہ شان

رسالت میں گستاخی کرنا نہیں تھا۔ اس حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مرتد توبہ سے پہلے واجب القتل ہے۔ لہٰذا اس سے امام شامی کا استدلال گستاخ رسول کی توبہ مقبول ہونے پر محل نظر ہے۔

حدیث نمبر ۳: حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من سبَّ نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ

(شفاء شریف ج ۲ صفحہ ۱۹۴، طبرانی)

جو شخص کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کردو اور جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخی کرے اسے مارو (کوڑے مارو)

حدیث نمبر ۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف یہودی کے بارے میں فرمایا:

من لکعب ابن الاشرف فانہ اذی اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۱۱۰)

یعنی کعب ابن اشرف کو کون قتل کرے گا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مازری سے ناقل ہیں۔

انما امر بقتلہ لانہ نقض عهد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھجاہ وسبہ (شرح مسلم ج ۱ صفحہ ۱۱۰)

کہ کعب بن اشرف کو اس لئے قتل کا حکم فرمایا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا تھا اسے توڑ دیا اور آپ کی شان میں گستاخی کی۔

اور امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وعلل باذاه له فدل ان قتله اياه لغير الا شراك بالله بل للاذى وكذالك قتل ابارافع قال البراء وكان يوذى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ويعين عليه وكذالك امره يوم الفتح بقتل ابن اخطل وجاريتيه اللتين كانتا تغنيان بسبه عليه الصلوٰة والسلام. (شفاء شريف ج ۲ صفحہ ۱۹۴)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم اس علت کی بناء پر فرمایا کہ اس نے آپ کو ایذا دی تو معلوم ہوا کہ اسے شرک باللہ کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا اور اسی طرح ابورافع آپ کو ایذا دیتا اور آپ کے خلاف کفار کی مدد کرتا اس لئے اسے قتل کرنے کا حکم فرمایا اسی طرح ابن اخطل اور اس کی دو کنیزائیں جو آپ کی ھجو میں گاتی تھیں اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھیں فتح مکہ کے دن انہیں قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

حدیث نمبر ۵ : قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ "میرے اس دشمن کو کون قتل کرے گا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) میں اسے قتل کروں گا تو آپ نے حضرت خالد کو اس کی طرف بھیجا اور انہوں نے اسے قتل کردیا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بہت سے ان کفار کو جو آپ کو ایذا دیتے اور آپ کی شان میں گستاخی کرتے تھے جیسے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہما کے قتل کا حکم فرمایا اور وہ قتل کردیئے گئے۔

حدیث نمبر ۶ : قد روى البزار عن ابن عباس ان عقبه بن

ابی معیط نادی یا معاشر قریش مالی اقتل من بینکم صبرا فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بکفرك وافترائك علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عقبہ بن ابی معیط نے قتل سے پہلے پکار کر کفار قریش سے فریاد کی کہ تم لوگوں کے ہوتے ہوئے میں جبراً قتل کیا جا رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے اس کی فریاد سن کر فرمایا تیرے قتل کی وجہ تیری بدزبانی اور وہ کذب و افتراء ہیں جو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق کرتا تھا۔

حدیث نمبر ۷: وذکر عبدالرزاق ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم سبه رجل فقال من یکفینی عدوی فقال الزبیر انا فبارزه فقتله الزبیر۔

جناب عبدالرزاق نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی حضور ﷺ نے اس کی حرکت پر فرمایا کون غیور ہے جو اس دریدہ دہن گستاخ کو اس کی حرکت کا مزہ چکھائے حضرت زبیر نے عرض کیا میری خدمات اس کام کے لئے حاضر ہیں اور اس مرد مجاہد نے اس گستاخ کو گستاخی کی سزا دی۔

حدیث نمبر ۸: وروی ایضا ان امرأة کانت تسبه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال من یکفینی عدوتی فخرج الیها خالد بن الولید فقتلها وروی ان رجلا کذب علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فبعث علیاً والزبیر الیه لیقتلاه۔

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے اس اذیت سے بچائے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی غیرت جوش میں آئی اور اس خبیثہ کو قتل کر دیا۔

ایک اور بدتمیز کے قتل کے لئے سرور عالم ﷺ نے جناب حضرت علی بن ابی طالب وزبیر رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ ان حضرات نے جا کر اس کو قتل کیا۔

حدیث نمبر ۹: وروی ابن قانع ان رجلا جاء الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ سمعت ابی یقول فیك قولا قبیحا فقتلتُہ فلم یشق ذالك علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: ایک شخص نے بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ آپ کی ذات اقدس کی بابت بری بری باتیں کہتا تھا۔ میری غیرت وحمیت نے اس کو گوارہ نہ کیا اور میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۰-۱۱: وبلغ المهاجر بن ابی امیة امیر الیمن لابی بکر رضی اللّٰہ عنہ ان امرأة هنالك فی الردة غنت بسب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقطع یدها ونزع ثنیتاها فبلغ ابابکر رضی اللّٰہ عنہ ذالك فقال لہ لولا ما فعلت لامرتك بقتلها لان حد الانبیاء لیس یشبہ الحدود و عن ابن عباس هجت امرأة من خطمة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال من لی بها فقال رجل من قومها انا یا رسول اللّٰہ فنبض فقتلها فاخبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لا ینطح فیها عنزان۔

جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ مہاجر بن ابی

امیہ یمن میں اسلامی حکومت کے گورنر تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہاں ایک گانے والی عورت گیت گاتے وقت ایسے گیت گاتی ہے جن سے حضور ﷺ کی توہین ہوتی ہے۔ اس غیور حاکم کو اس کی یہ حرکت گوارا نہ ہوئی اور اس کو بلا کر اس کے ہاتھ کٹوا دیئے اور اس کے اگلے دانت تڑوا دیئے۔ جب یہ اطلاع بارگاہ خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش تم نے یہ نہ کیا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے معاملہ میں حدود بھی دوسروں سے مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی خطمہ کی ایک عورت حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کیا کرتی تھی حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت کیا کون ہے جو اس دریدہ دہن سے بدلہ لے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اس قبیلہ کے ایک شخص نے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور اس عورت کو قتل کر کے بارگاہ رسالت میں آ کر مطلع کیا تو حضور نے اس شخص کو قبیلہ خطمہ کے متعلق بشارت دی کہ اس قبیلہ میں آئندہ دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہ ٹکرائیں گی اور سب لوگ اتحاد و اتفاق سے رہیں گے۔

حدیث نمبر۱۲: عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما ان اعمی کانت له ام ولد تسب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فیزجرها فلا تزجر فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وتشتمه فقتلها واعلم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بذلك فاهدر دمها۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک نابینا کی ام ولد باندی

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہی تھی تو اس نابینا کو سننے کی تاب نہ رہی اور اس نابینا نے اس باندی کو قتل کر دیا اور حضور ﷺ کو اس کے قتل کی خبر دی تو آپ نے اس کے خون کو معاف فرما دیا:

حدیث نمبر ۱۳: وفی حدیث ابی برزہ الاسلمی کنت یوما جالسا عند ابی بکر الصدیق فغضب علی رجل من المسلمین وحکی القاضی اسماعیل وغیر واحد من الائمۃ فی ھذا الحدیث انہ سب ابابکر ورواہ النسائی اتیت ابابکر وقد اغلظ لرجل فرد علیہ قال فقلت یا خلیفۃ رسول اللّٰہ دعنی اضرب عنقہ فقال اجلس فلیس ذلک لاحد الا لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال القاضی ابومحمد بن نصر ولم یخالف علیہ احد فاستدل الائمۃ بھذا الحدیث علی قتل من اغضب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بکل ما اغضبہ او اذاہ اوسبہ۔

حضرت ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ حضرت راشد صدیق اکبر کی خدمت میں حاضر تھا اس مجلس میں آپ نے ایک مسلمان پر غصہ فرمایا قاضی اسماعیل اور دیگر راویان حدیث نے اس اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ اس شخص نے جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گستاخی کی اور گالی دی تھی۔

امام نسائی نے اس واقعہ کو اس طرح نقل فرمایا ہے جناب حضرت ابی برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جناب حضرت ابی بکر صدیق کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ ایک شخص پر ناراض ہو رہے تھے اور وہ آپ کو جواب دے رہا تھا اس وقت میں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ اگر مجھے اجازت ہو تو اس شخص کی گردن اڑا دوں

لیکن جناب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ خصوصیت صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ ان کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے اور کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے۔ قاضی ابومحمد بن نصر فرماتے ہیں کہ تمام علماء نے اس مسئلہ میں ان کی تائید کی ہے اور کسی نے اس سلسلہ میں اختلاف نہیں کیا ہے۔ ائمہ حدیث نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کا سبب ہے خواہ کسی وجہ سے ہو یا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زبانی یا عملی طور پر تکلیف پہنچائے وہ واجب القتل ہے۔

حدیث نمبر:۱۶-۱۵:ومن ذلك كتاب عمر بن العزيز الى عامله بالكوفة وقد استشاره في قتل رجل سب عمر رضي الله عنه فكتب اليه عمر له لا يحل قتل امرى مسلم بسب احد من الناس الا رجلا سب رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن سبه فقد حل دمه و سال الرشيد ما لكا في رجل شتم النبي صلى الله عليه وسلم و ذكرله ان فقهاء العراق افتوه بجلده فغضب مالك و قال يا امير المومنين ما بقاء الامة بعد شتم نبينا من شتم الانبياء قتل و من شتم اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم جلد قال القاضي ابوالفضل كذا وقع في هذه الحكاية رواها غير واحد من اصحاب مناقب مالك و مولفي اخباره و غيرهم ولا ادرى من هولاء الفقهاء بالعراق الذين افتوالرشيد بما ذكرو قد ذكرنا مذهب العراقيين بقتله ولعله ممن لم يشتهر بعلم اومن لا يوثق بفتواه اويميل به هواه او يكون ما قاله يحمل على غير

السب فيكون الخلاف. هل هو سب او غير سب او يكون
رجع و تاب عن سبه فلم يقله لما لك على اصله والا
فالاجماع على قتل من سبه كماقد مناه ويدل على قتله من
جهة النظر والا عتبار ان من سبه او تنقصه صلى الله عليه
وسلم فقد ظهرت علامة مرض قلبه و برهان سوء طريقه
و كفره ولهذا حكم له كثير من العلماء بالردة وهى رواية
الشاميين عن مالك والا وزاعى و قول الثورى وابى حنيفة
والكوفيين والقول الاخرانه دليل على الكفر فيقتل حدا
وان لم يحكم له بالكفر الاان يكون متصادعلى قوله غير
منكر له ولا مقلع عنه فهذاكافر و قوله اما صريح كفر
كالتكذيب ونحوه اومن كلمات الاستهزاء والذم فاعترافه
بها و ترك و توبة عنهادليل استحلاله لذلك وهو كفر ايضا
فهذا كافر بلا خلاف قال الله تعالى فى مثله يحلفون
بالله ما قالوا ولقد قالو كلمة الكفر وكفروابعد اسلامهم
قال اهل التفسير هى قولهم ان كان ما يقول محمد
حقالنحن شرمن الحمير وقيل بل قول بعضهم ما مثلنا و
مثل محمد الاقول القائل سمن كلبك يا كلك ولئن رجعنا الى
المدينه ليخرجن الاعزمنها الاذل وقد قيل ان قائل مثل
هذا ان كان مستترابه ان حكمه حكم الزنديق يقتل
ولانه قدغير دينه وقد قال صلى الله عليه وسلم من غير
دينه فاضربوا عنقه ولان لحكم النبى صلى الله عليه وسلم

فی الحرمة مزیة علی امة وساب الحرمن امة یحد فکانت العقوبة لمن سبه صلی اللّٰه علیه وسلم القتل لعظیم قدرہ وشرف منزلة علی غیرہ (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۵،۱۹۶،۱۹۷)

خلیفہ عادل جناب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عامل کوفہ کو استفسار پر تحریر فرمایا تھا کہ سوائے اس شخص کے جو سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کا مرتکب ہو ان کے علاوہ کسی دوسرے کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ عامل کوفہ نے اس شخص کے بارے میں معلوم کیا تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں گستاخی کی تھی اور انہیں گالی دی تھی۔

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرتا ہو۔ ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ عراق کے علماء نے شاتم رسول کے لئے کوڑوں کی سزا تجویز کی ہے۔ آپ کا اس سلسلہ میں کیا فتوی ہے امام مالک نے ہارون الرشید کے استفسار پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جو شخص حضور ﷺ کو گالی دے وہ ملت اسلامیہ کا فرد نہیں رہتا ایسا شخص واجب القتل ہے اور جو کوئی شخص اصحاب رسول ﷺ کو برا کہے اور گالیاں دے اس کو کوڑے مار جائیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں اس قسم کے بہت سے واقعات کا تذکرہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ملتا ہے۔ جو امام مالک کے متعلقین اور سیرت نگاروں نے ترتیب دیئے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ عراق کا وہ کونسا عالم ہے۔ جس نے شاتم رسول کے لئے کوڑوں کی سزا تجویز کی حالانکہ علماء عراق کا مسلک میں نے تحریر کیا ہے کہ وہ بھی شاتم رسول کے قتل کے قائل ہیں اور ممکن ہے کہ یہ حضرت مفتی کوئی غیر معروف شخصیت ہوں یا ان کے فتویٰ کو زیادہ اہمیت نہ دی جاتی ہو یا کسی خواہش نفسانی کے

تحت ایسا فتویٰ دے دیا ہو یا یہ کہ اس مفتی نے ان الفاظ کو سب و شتم پر محمول ہی نہ کیا ہو یا وہ الفاظ مختلف فیہ ہوں یا قائل نے اپنے قول سے رجوع کر کے توبہ کر لی ہو اور امام مالک ۔ سے اس معاملہ میں تذکرہ نہ کیا گیا ہو ورنہ اجماع تو اس پر ہے کہ شاتم رسول کو قتل کر دیا جائے۔

نظری و فکری طور پر یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو گالی دی یا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی اس کا مرض و خبث باطن ظاہر ہوا اور اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء نے اس کے مرتد ہونے کا حکم دیا ہے۔ یہی قول امام مالک رضی اللہ عنہ اور شام کے علماء کا ہے اور اس کی تائید امام اعظم ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور کوفہ کے دوسرے علماء نے کی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ جو کلمات قابل گرفت اور قائل کے کفر پر دلالت کرتے ہیں ہوں حد کے طور پر اس کے قائل کو قتل کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں جب تک کہ قائل اپنے قول کا پابند نہ ہو اس وقت تک یہ حکم نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر وہ اپنے قول کے رجوع سے انکار کر دے یا ایسا کہنے سے باز نہ آئے تو ایسا شخص یقیناً کافر ہے خواہ اس کا قول صریح کفر ہو جیسے تکذیب وغیرہ یا استہزاء کے کلمات ہوں اور قائل ان کلمات کا اعتراف بھی کرتا ہو اور تائب نہ ہوا ہو تو یہ تمام عوامل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ ان کلمات کو درست اور حلال جانتا ہے اور ایسے کلمات کو درست اور حلال سمجھنا کفر اور ان کا قائل کافر ہے اور اس سلسلہ میں اہل علم اور مفتیان کرام نے کسی قسم کے اختلاف کا بھی اظہار نہیں کیا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں خالق کائنات نے بھی فرمایا:

يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا وَلَقَدۡ قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوۡا

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (پ ۱۰، ع ۱۶)

وہ قسمیں کھا کر اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کفریہ کلمہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کفریہ کلمات کہے

مفسرین کرام نے آیت کریمہ کی تفسیر کے بارے میں یہ نقل فرمایا کہ ایسے کلمات کہنے والوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ یہ کہا کرتے تھے جو کچھ محمد (ﷺ) نے فرمایا وہ سچ ہے تو ہم گدھے سے بدتر ہیں بعض اہل علم حضرات نے یہ فرمایا کہ بعض لوگ اس طرح کہتے تھے کہ ہماری اور محمد (ﷺ) کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی نے کہا کہ اپنے کتے کو فربہ اور طاقتور کر کہ تجھی کو کاٹ کھائے اور بعض لوگوں کا قول قرآن میں اس طرح نقل کیا ہے۔

وَلَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَ الْاَذَلَّ

اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹے تو ہم عزت والے ضرور مدینہ سے ذلیل کو نکال دیں گے۔

• اہل علم حضرات نے فرمایا ہے کہ ایسے کلمات کا کہنے والا اگر یہ کلمات پوشیدہ طور پر کہتا ہے تو وہ زندیق کی طرح ہے جو واجب القتل ہے کیونکہ اس نے اپنے دین کو بدلا ہے اور اس کی تائید قول رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے دین کو بدلے اور مرتد ہو جائے اس کی گردن مار دو اور اس کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ احترام نبوی کا امت کے افراد کے احترام کے مقابلے میں مرتبہ بہت ارفع و اعلیٰ ہے اور اس کا کوئی موازنہ نہیں اسی لئے افراد امت کے احترام کو پامال کرنے والے پر حد جاری ہوتی ہے اور احترام نبوی کا لحاظ نہ کرنے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔ اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ کی اہانت کے مرتکب کی

سزا قتل ہے کیونکہ حضور ﷺ کی عزت و منزلت عظمت و حرمت نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہے اور آپ کے مرتبہ کا پوری مخلوق سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

اجماع امت

ان تمام احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس یا کسی اور نبی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو وہ واجب القتل ہے اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام علماء امت کا اجماع و اتفاق ہے چنانچہ امام محمد بن سحنون اور امام ابوسلیمان خطابی سے منقول ہے کہ:

اجمع العلماء علی ان شاتم النبی المتنقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب اللّٰه له وحکمه عند الامة القتل ومن شك فی کفره وعذابه فقد کفر (شفاء شریف ج ۲ صفحہ ۱۹۰)

تمام علماء کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس کے لئے عذاب الٰہی کی وعید ہے اور پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

قیاس

اور قیاس کی رو سے بھی گستاخ رسول اللہ ﷺ واجب القتل ہے کیونکہ جب دوسرے مرتدین واجب القتل ہیں۔ جیسا کہ

بخاری شریف میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں:

ومن بدل دینه فاقتلوه (صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۲۳)

کہ جو شخص اپنے دین کو بدل ڈالے اسے قتل کر دو اور گستاخ رسول تو

دوسرے مرتدین سے بھی بدتر ہے لہٰذا وہ بطریق اولیٰ واجب القتل ہوا۔

گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے میں حکمت

گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہ بدترین مجرم ہے اور اگر مجرم کو اس کے جرم کی سزا نہ دی جائے تو ارتکاب معاصی کا سلسلہ جاری ہو جائے اسی لئے رب ذوالجلال نے جرائم کے سد باب کے لئے حدود مقرر فرمائیں حد زنا کا نفاذ صیانت انساب کے لئے حد سرقہ کا نفاذ صیانت مال کے لئے اور حد شرب میں مصلحت صیانت عقول اور حد قذف کے نفاذ میں صیانت اعراض کی مصلحت ہے۔ اس طرح ارتدار میں مصلحت دین قویم کی حفاظت ہے اس لئے اس کی اہمیت حدود اربعہ کی نسبت بہت زیادہ ہے لہٰذا اگر کسی مرتد گستاخ رسول کو سزا نہ دی جائے تو بہت سے ضعیف الایمان لوگ اس کے مرتکب ہوں گے اور حفاظت دین متین ناممکن ہوگی اور دین کی کشتی اس طوفان کی نذر ہو جائے گی ان حدود شرعیہ کے نفاذ کا فائدہ پورے عالم اسلام کے لئے ہے چنانچہ امام ابن عابدین شامیؒ ''تنبیہ الولاۃ والحکام'' میں لکھتے ہیں:

منها حد المرتد اذهو اعظم مصلحة تعود الى العباد لان فيه حفظ الدين الذى هو اعظم من حفظ الاربعة المذكوره ولو ترك المرتد بلا قتل لتتابع ارتداد كثير من ضعفة الايمان (صفحہ ۱۳۹)

وہ امور جن کا مرتکب گستاخ رسول قرار پاتا ہے

امام الائمہ قاضی القضاۃ ابوالفضل عیاض ابن موسیٰ الیحصبی الاندلسی شفاء شریف میں لکھتے ہیں:

من سب النبي او عابه او الحق به نقصافي نفسه او نسبه اودينه اوخصلة من خصاله او عرض به اوشبهه بشي علي طريق السب له اوالا زراء عليه اوالتصغير لشانه اوالغض منه والعيب له فهو ساب له والحكم فيه حكم الساب يقتل۔(ج۲صفحہ۱۷۹)

یعنی جو نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے یا آپ کو کوئی عیب لگائے یا آپ کی ذات مقدسہ میں کوئی نقص بتائے یا آپ کے نسب شریف میں کوئی نقص بیان کرے یا آپ کے دین میں کوئی نقص لاحق کرے یا آپ کے خصائل شریفہ میں سے کسی ایک خصلت میں کوئی کمی بتائے یا تعریض کرے یا آپ کو سب کے طور پر کسی شے کے ساتھ تشبیہ دے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ کے حق کو کم کرے یا آپ کی شان مبارک میں کمی بتائے وہ گستاخ رسول ہے اس کا حکم وہی ہے جو گستاخ کا حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں گیارہ باتوں کا تذکرہ ہے ان میں سے کسی ایک کے مرتکب کو گستاخ رسول کہا جائے گا اور وہ واجب القتل ہوگا۔

ابطال دعویٰ بہ اجماع

یہ دعویٰ اجماع بالکل غلط ہے چنانچہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں۔

وذهب طاؤس و عبيد ابن عبير والحسني في احدى الروايتين عنه انه لا يستتاب و قال عبدالعزيز بن ابي سلمة وذكره عن معاذ (الى ان قال) حكاه الطحاوي عن ابي يوسف وهوقول اهل الظاهر قالو وتنفعه توبة عند الله

ولکن لا ندرء القتل عنه لقوله صلى الله عليه وسلم من بدل دينه فاقتلوه وحكي عن عطاء انه ان كان ممن ولد في الاسلام لم يستتب۔ (جلد نمبر۲ صفحہ نمبر۲۲۶)

اور حضرت طاؤس اور عبید ابن عمیر اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ایک روایت کے مطابق اور حضرت عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور وہ حضرت معاذ سے ذکر کرتے ہیں اور امام طحاوی نے امام ابو یوسف سے حکایت کی کہ مرتد سے توبہ نہ کرائی جائے اور یہی قول اہل ظاہر کا ہے ان ائمہ دین کے نزدیک مرتد کی توبہ عند اللہ مقبول ہے لیکن فرماتے ہیں کہ ہم اس سے سزائے قتل کو رفع نہیں کرینگے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو شخص اپنے دین کو بدل ڈالے تو اسے قتل کر دو اور حضرت عطاء سے حکایت کی گئی ہے کہ اگر وہ مرتد مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا تو اسے توبہ کی دعوت نہ دی جائے۔

اس سے واضح ہوا کہ فقہائے مذکورین کے نزدیک مرتد کو نہ توبہ کی دعوت دی جائے گی اور نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اہل علم خوب جانتے ہیں کہ جب فقہائے مذکورین کا مؤقف دفع قتل میں عدم قبول توبہ ہوا تو دعویٰ اجماع خود ہی باطل ہو گیا کیونکہ اگر ایک مجتہد عالم دین بھی اختلاف کرے تو اجماع منعقد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ فخر الاسلام امام علی بن محمد البزدوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۸۲ھ اپنی مشہور کتاب کنز الوصول الی معرفۃ الاصول میں لکھتے ہیں فما بقي منهم احد يصلح الاجتهاد والنظر مخالفا لم يكن اجماعا جب تک ایک مجتہد بھی مخالف ہو گا اجماع منعقد نہ ہو گا اور فقیر نے اپنی کتاب الالماع فی حجیت الاجماع میں لکھا ہے۔ والشرط في انعقاد الاجماع اجماع الكل وخلاف الواحد الصالح

لاجتہاد مانع من الاجماع عندنا کخلاف الاکثر لاحتمال ان یکون الحق مع ذالك الواحد المخالف صفحہ ۱۲۷ اجماع کے انعقاد میں تمام فقہاء کا متفق ہونا شرط ہے اور ایک مجتہد کا اختلاف کرنا بھی انعقاد اجماع سے ہمارے نزدیک اسی طرح مانع ہے جیسے اکثر فقہاء کا اختلاف کرنا مانع ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حق اسی ایک مخالف کے ساتھ ہو۔

کیا شاتم رسول کی توبہ مقبول ہے؟

اگر کوئی شخص لاعلمی اور سبق لسان کی وجہ سے یا کسی دوسرے سے مخاصمت میں شدت غضب کی بناء پر بلا ارادہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ کہے تو وہ شخص مرتد خارج از اسلام ہے اس کے وہی احکام ہیں جو مرتد کے ہیں کہ گرفتار کر کے تین دن جیل میں رکھا جائے اور اس کے شبہ کو دور کیا جائے، اسے اسلام لانے کی تلقین کی جائے اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے اور دوبارہ ایسے فعل قبیح کے ارتکاب سے باز رہنے کا عہد کرے تو امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام ابویوسف، امام طحاوی، سفیان ثوری، امام اوزاعی اور امام محمد وغیرھم من اہل الکوفہ کے نزدیک اس کی توبہ مقبول ہے اور بروایت امام الولید ابن مسلم امام مالک سے بھی یہی منقول ہے اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔

چنانچہ امام ابن عابدین شامی تنبیہ الولاۃ صفحہ ۳۲۳، ۳۲۱ پر ارشاد فرماتے ہیں "ابوحنیفة واصحابه و ثوری و اهل الكوفه والا وزاعی وهولاء كلهم وافقوا الوليد بن مسلم عن مالك على انه ردة يستتاب منها پھر امام سبکی سے نقل فرماتے ہیں" واما الحنابلة فكلامهم قريب من كلام المالكية والمشهور عن احمد عدم قبول توبة وعنه رواية بقبولها فمذهب احمد كمذهب مالك"

شفا شریف میں وروی مثله(ای مثل قول ابی حنیفه)الولید بن مسلم عن مالك (ج۲صفحہ۱۸۹) پھر ج ۲ صفحہ ۲۲۴ پر زندیق کا حکم بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض فرماتے ہیں "والزندیق اذا تاب بعد القدرة علیه فعند مالك واللیث واسحاق واحمد لا تقبل توبة و عند الشافعی تقبل واختلف فیه عن ابی حنیفة و ابی یوسف وحکی ابن المنذر عن علی ابن ابی طالب یستتاب.

قبولیت توبہ باجماع ائمہ اربعہ اسی صورت میں ہے جب کسی سے لاعلمی میں بلا ارادہ سبق لسانی کی وجہ سے اس فعل قبیح کا ارتکاب ہو وہ اس جرم عظیم کا عادی نہ ہو اور وہ اس کا بار بار مرتکب نہ ہو اور نہ ارادہ ایسا کرے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بادشاہ اسلام اسے بعد توبہ و اسلام صرف بطور تعزیر دے یا اب بھی اسے سزائے موت دے۔

امام ابن عابدین تنبیہ الولاۃ والاحکام میں لکھتے ہیں قلت المسلم ظاهر حاله ان السب انما صدر منه عن غیظ و حمق و سبق لسان لا عن اعتقاد جاز فاذا تاب واناب واسلم قبلنا اسلامه (صفحہ۳۵۵)

اور اگر کوئی بد بخت عمداً وقصداً رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو اگرچہ ایک بار ارتکاب کیا ہو یا وہ اس جرم عظیم کا عادی اور بار بار مرتکب ہو وہ ایسا اعتقاد رکھتا ہو یا وہ اس فعل قبیح کے ساتھ معروف ہو ان تمام صورتوں میں بہ اجماع جمیع علماء امت اس شخص کی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ اسے ہر صورت قتل کیا جاتا ہے اگر اس کی توبہ صدق دل سے ہو تو عنداللہ مقبول ہوگی لیکن شرعی سزا سے قطعاً نہیں بچ سکتا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا. کہ اے ایمان والو! (میرے

حبیبؐ ﷺ کو) لفظ راعنا سے یہ نہ یاد کرو کیونکہ تمہارے ایسا کہنے سے میرے حبیب ﷺ کے دشمنوں کو ان کی شان میں گستاخی کرنے کا موقع ملتا ہے لہٰذا تم کوئی ایسا بات نہ کہو جس سے میرے حبیب ﷺ کے دشمنوں کو گستاخی کرنے کا موقع ملے۔ مقام غور ہے جب ایسی کوئی بات کہنا جس سے دشمنان مصطفےٰ ﷺ کو گستاخی کا موقع ملتا ہو ممنوع و حرام ہوا تو ایسا عمل کرنا جس سے انہیں گستاخی کرنے کا موقع ملے بلکہ انہیں تقویت پہنچے بطریق اولی ممنوع وحرام ہوا حالانکہ قرآن وسنت کی روشنی میں گستاخ رسول اگر گستاخی سے انکار کرے اور قسم بھی کھائے تو اس کا انکار اور قسم کوئی معنی نہیں رکھتے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَاقَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

''خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے''۔

امام اہل سنت تمہید ایمان صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں ابن جریر وطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ حضرت عبداللہ پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئیگا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہو۔ وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ گستاخ رسول ﷺ کا گستاخی سے محض حلفیہ انکار توبہ قرار نہیں پاتا کیونکہ اگر اس کا انکار توبہ قرار پاتا تو یہ نہ فرمایا جاتا فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ

اگر وہ توبہ کریں تو وہ ان کے لئے بہتر ہوگا لہٰذا گستاخ رسول ﷺ کے محض انکار کر دینے کو توبہ قرار دینا قرآن کریم کی اس آیت کیخلاف ہے بلکہ اس سے یہ خرابی ہوگی کہ دشمنان مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے شان رسالت مآب میں گستاخی کرنے کا باب کھل جائے گا اور وہ اعلانیہ گستاخیاں کریں گے اور انکار کر کے چھٹکارا پائیں گے اور اس طرح بہت سے ضعیف الایمان لوگ ان کے ساتھ موالات یا ان کی پیروی کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہوں گے اور اس طرح آہستہ آہستہ دین کی اہمیت لوگوں کے دلوں سے محو ہو جائے گی اور اللہ کے اس کامل واکمل دین کی کشتی اس طوفان کی نذر ہو جائے گی گویا گستاخ رسول ﷺ کے محض انکار کو توبہ قرار دینا دین کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کے احکام

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ملعون اور جہنمی ہے اور اس کی وہی سزا ہے جو مرتد کی سزا ہے لیکن مرتد کی توبہ مقبول ہے مگر ایسے گستاخ رسول کی توبہ جو قصداً و عمداً اس کا مرتکب ہو بہ اجماع امت مقبول نہیں چنانچہ امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

قال ابوبکر الفارسی من الشافعیة من انه کما لا یسقط حد القذف بالتوبة لا یسقط القتل الواجب بسب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالتوبة وادعی فیه الاجماع واقفه الشیخ ابوبکر القفال واستحسنه امام الحرمین۔

(تنبیہ الولاۃ والاحکام صفحہ ۳۲۳)

امام ابوبکر فارسی شافعی نے فرمایا کہ جیسے حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی ایسے ہی وہ قتل جو شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرنے کی وجہ سے واجب ہوا وہ بھی

توبہ سے ساقط نہیں ہوتا اور اس میں امام فارسی نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور امام ابوبکر قفال نے امام فارسی کی موافقت کی اور امام حرمین نے بھی اسی کو مستحسن قرار دیا۔

امام ابوبکر القفال کا تعارف

امام جلیل محمد بن علی بن اسماعیل القفال الکبیر الشاشی، جلیل القدر امام اور اپنے دور کے تمام علماء سے زیادہ فقیہ تھے اور امام ابن خزیمہ امام ابن جریر عبداللہ مدائنی محمد بن محمد الباغندی اور ابوالقاسم البغوی اور ابوعروبہ حرانی اجلہ محدثین کے شاگرد امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری اور امام ابوعبدالرحمٰن السلمی اور ابوعبداللہ الحلیمی و ابن مندہ و ابونصر عمر بن قتادہ وغیرھم ائمہ اعلام کے استاد ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام علم الاعلام حجۃ الحفاظ والمفسرین سیف النظار والمتکلمین ناصر السنہ مؤید الملۃ تاج الدین ابونصر عبدالوھاب ابن تقی الدین السبکی رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ طبقات شافعیۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

محمد بن علي بن اسماعيل القفال الكبير الشاشي الامام الجليل احد ائمة الدهر ذالباع الواسع في العلوم، واليد الباسطة، والجلالة التامة، والعظمة الوافرة، كان اماما في التفسير، اما ما في الحديث، اماما في الكلام، اماما في الاصول، اماما في الفروع ، اماما في الزهدو الورع، اماما في اللغة والشعر، ذاكرا للعلوم محققا لمايورده، حسن التصرف فيما عنده، فرد من افراد الزمان، قال فيه ابوعاصم العبادي هو افصح الاصحاب قلما، وانتهم في دقائق العلوم قدما، واسرعهم بيانا، وانبهم جنانا، واعلاهم اسنادا، وارفعهم عمادا، و قال الحليمي كان شيخنا

القفال اعلم من لقيتهٔ من علماء عصره، و قال فی کتابه شعب الایمان فی الشعبة السادسة والعشرین فی الجهاد اما منا الذی هو اعلامنّ لقینا من علماء عصر نا صاحب الاصول والجدل ، حافظ الفروع والعلل، و ناصرالدین بالسیف والقلم، والموفی بالفضل فی العلم علی کل علم و قال الحاکم ابوعبد اللّٰه هو الفقیه الادیب امام عصر و بما وراء النبر للشافعین واعلمهم بالاصول واکثرهم رحله فی طلب الحدیث، و قال الشیخ ابواسحاق الشیرازی کان اما ما وله مصنفات کثیرة لیس لا حد مثلها وهو اول من صنف الجدل الحسن من الفقهاء وله کتاب فی اصول الفقه وله شرح الرسالة و عنه انتشر فقه الشافعی بما وراء التبر و قال ابن الصلاح القفال الکبیر، علم من اعلام المذهب رفیع، ومجمع علوم هو بها علیم ولها جموع (قلت) سمع القفال الکبیر من ابن خذیمة وابن جریر و عبداللّٰه المداینی و محمد بن الماغندی و ابی القاسم البغوی و ابی عروبة الحرانی و طبقتهم روی عنه ابوعبد اللّٰه الحاکم و قال وردنیسا بور مرة علی ابن خزیمه ثم ثانیا عند منصرفه من العراق ثم وردها علی کبر السن وکتبنا عنه غیر مرة ثم اجتمعنا بخاری غیر مرة فکتبت عنه و کتب عنی بخط یده وروی ایضا عنه ابوعبد الرحمن السلمی و ابوعبد اللّٰه الحلیمی و ابن منده وابو نصر عمر بن قتاده امام قفال کی وفات ۳۱۷ھ میں ہوئی۔

طبقات الشافعیۃ الکبریٰ

الجزء الثانی

امام الحرمین کا تعارف

امام الائمہ عبدالملک بن الشیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف ضیاء الذین ابوالمعالی الجوینی امام الحرمین متاخرین ائمہ شافعیہ کے امام تھے چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنویؒ الفوائد البھیہ میں لکھتے ہیں: امام الحرمین من اعلم المتاخرین من اصحاب الشافعی صفحہ ۲۴۶ اور امام ابن کثیر امام حافظ ابوجعفر سے نقل کرتے ہیں کہ امام الائمہ ابواسحاق الشیر ازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام الحرمین کے متعلق ارشاد فرمایا: یا مفید اھل المشرق والمغرب انت الیوم امام الائمۃ البدایۃ والنہایۃ

ج ۱۱ صفحہ ۱۲۸

جب اتنے بڑے جلیل القدر امام جن کے ثقہ و عادل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ گستاخ رسول کی توبہ کے عدم قبول پر اجماع کا دعویٰ فرمارہے ہیں تو ان کے اس دعویٰ کو یقیناً تسلیم کرنا ہوگا اسی لئے امام الفقہاء عالم جلیل امام المعقول والمعقول حاوی الفروع والاصول الشیخ احمد ملا جیون صاحب نور الانوار متوفی ۱۱۳۰ھ فرماتے ہیں

وما سب المسلم فوجب للقتل بالاجماع وان تاب بعدہ واصلح۔

(تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۰۳)

مسلمان کہلانے والے شخص کا شان رسالت میں گستاخی کرنا باجماع

امت موجب قتل ہے اگرچہ اس جرم عظیم کے بعد وہ توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کر لے۔ اب ہم گستاخ رسول کی توبہ کے متعلق ائمہ اربعہ کے مذاہب کی تفصیل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو اور پھر کسی طالب حق کو اس میں کوئی تشنگی محسوس نہ ہو۔

امام ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں:

قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی الله علیه وسلم ومن قال ذالك مالك بن انس واللیث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی ولا تقبل توبته عند هؤلا۔ (ج ۲ صفحہ ۱۸۹)

عامۃ العلماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دیا جائے جن حضرات نے یہ کہا ان میں امام مالک، امام لیث بن سعد مصری، امام احمد، اسحاق بن راہو یہ ہیں اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے اور ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہیں۔

قاضی عیاض کی اس عبارت سے ائمہ ثلاثہ کا مذہب واضح ہے لیکن اس کے برعکس ان ائمہ ثلاثہ سے شاتم رسول کی توبہ کے مقبول ہونے کی روایت اسی صورت پر محمول ہوگی کہ جب کسی سے اس جرم عظیم کا ارتکاب لاعلمی کی بناء پر ہو اور وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو نہ علانیہ اس کا مرتکب ہو نہ اس کی طرف داعی ہو اور نہ اس کے ساتھ مشہور ہو اور ائمہ احناف سے گستاخ رسول کی توبہ کی قبولیت کی روایت بھی اسی پر محمول ہے۔

امام احمد بن حنبل کا مذہب

فقہ حنبلی کے مشہور امام شیخ الاسلام علامہ فقیہ محقق علاؤ الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرادی متوفی ۸۸۵ھ اپنی کتاب الانصاف جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۲ پر لکھتے ہیں:

قوله(وهل تقبل توبة الزنديق، ومن تكررت ردته، او من سب الله او رسوله والساحر؟) يعني الذى يكفر بسحره (على روايتين) احداهما لا تقبل توبة و يقتل بكل حال وهو المذهب صححه فى التصحيح، وادراك الغاية و جزم به فللوجيز، وغيره وقدمه فى المحرر، والنظم، والرعايتين، وغيرهم.

وهو اختيار ابى بكر، والشريف ، وابى الخطاب ، وابن البنا، والشيرازى فى الزنديق ، وهو اختيار ابى الخطاب، فى خلافه، فى الساحر قال القاضى فى التعليق : هذا الذى نصره الاصحاب وقطع به القاضى فى تعليقه، والشيرازى فى ساب الرسول صلى الله عليه وسلم.

کیا زندیق کی توبہ اور اس کی جو بار بار مرتد ہو یا اس کی جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول مقبول ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو اور وہ جادوگر جو جادو کی وجہ سے کافر ہوا ہو مقبول ہے یا نہیں؟ اس میں امام ابن حنبل سے دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں اسے ہر حال میں قتل کر دیا جائے گا یہی مذہب امام ہے اور اسی کو صحیح وادراک الغایہ میں صحیح قرار دیا ہے اور الوجیز وغیرہ میں اسی پر جزم کیا ہے اور محرر اور نظم اور رعایتین میں اسی کو مقدم رکھا ہے اور اسی قول کو امام ابوبکر، شریف وابوالخطاب اور ابن البناء امام شیرازی نے زندیق کے مسئلے میں

امام ابوالخطاب نے اپنی کتاب الخلاف کے اندر جادوگر کے مسئلے میں اور شیرازی و قاضی وغیرھما نے گستاخ رسول کے مسئلہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ امام ابوالحسن المرادی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل کے مذہب میں گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں اس کے برعکس امام ابن حنبل سے قبولیت توبہ کی روایت ضعیفہ کو امام کا مذہب قرار دینا قطعاً غلط ہے۔

شاتم رسول کی توبہ مقبول نہ ہونے پر ائمہ احناف کا فتویٰ

صدرالشریعہ کا فتویٰ: صدرالشریعہ محمد امجد علی صاحب اعظمی فرماتے ہیں کہ مرتد ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہ اسلام اسے قتل نہ کریگا بہار شریعت جلد ۹ صفحہ ۱۴۴ مگر حلف لینے والے علماء نے بد دیانتی کی انتہاء کردی کہ بہار شریعت کی اس عبارت کو چھوڑ دیا اور اپنے مفید مطلب عبارت کو لے کر قبولیت توبہ کو صاحب بہار شریعت کا مسلک قرار دے کر ان پر بہتان باندھا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نعیمی میں لکھتے ہیں کہ باقی گستاخوں سے توبہ قبول ہے مگر گستاخ رسول کی توبہ بھی قبول نہیں۔ وہ گستاخ اگر توبہ کر کے اسلام قبول کرے تو اس کا اسلام معتبر ہے مگر اسے بحق رسول قتل کیا جائے گا اور بعد قتل اس کی جنازہ اور دفن ہوگا کہ مسلمان ہو چکا ہے جیسے کوئی قاتل مسلمان ہو تو اس کا اسلام قبول ہے مگر اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا حق رسول حق العبد ہے توبہ سے معاف نہیں ہوتا اور حضور انور کی عزت و عظمت کسی مقتول کی جان سے زیادہ ہے

کہ دونوں جہان حضور کی عظمت کے مقابل مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ تفسیر نعیمی جلد۱۰ صفحہ۱۸۶ پھر فرماتے ہیں ہر قسم کے کفار کی توبہ قبول ہے مگر حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں۔ (الی ان قال) مذہب امام مالک یہی ہے اسی پر فتویٰ فقہا حنفیہ دیتے ہیں۔ (بحوالہ روح البیان صفحہ۱۸۹)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

امام اہل سنت قامع البدعت مجدد ماۃ ماضیہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص جو منصب امامت پر فائز تھا اس نے کہا رسول اللہ ﷺ سے کوئی استعانت نہیں مانگنی چاہیے کیونکہ آپ وفات پا گئے اور مردہ ہیں (معاذ اللہ) یہ سن کر ایک شخص نے امام موصوف کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کر دی اور اپنے علیحدہ مکان میں مسجد قرار دے کر بشمولیت چند مردمان اہل اسلام جمعہ ودیگر نمازیں پڑھنی شروع کر دیں پیش امام مذکورہ نے اپنی بے ادبی و گستاخی معلوم کر کے معترض و دیگر مردمان کے سامنے توبہ کر لی اور معافی کا بھی خواستگار ہوا مگر معترض نے اسے معاف نہیں کیا اور بدستور اپنے اصرار پر قائم ہے۔ امام اہل سنت نے اس کے جواب میں فرمایا۔

پیش امام نے اقرار کیا کہ اس نے شان اقدس ﷺ میں بے ادبی و گستاخی کی یہ کفر ہے اور معترض سے اس کی معافی چاہنا عجیب ہے گستاخی کرے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں اور معافی چاہے زید و عمر سے سائل کہتا ہے مگر معترض نے اسے معاف نہ کیا سبحان اللہ معترض اس کا معاف کرنے والا کون؟ اسے کیا اختیار تھا کہ گستاخی کی جائے رسول اللہ کی شان میں اور یہ معاف کر دے گویا کہ یہ کہے کہ اگرچہ تو نے میرے نبی ﷺ کو برا کہا مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا میں نے کہا بے کہا کر دیا۔ معترض اگر ایسا کہتا تو اسے خود اپنے ایمان کے لالے پڑتے۔ زید کا حق عمرو

عمر کا حق زید معاف نہیں کر سکتا وہ بے ادب کہ محمد رسول ﷺ کے حق میں گرفتار ہوا اسے زید وعمر کیوں کر معاف کر دیں۔

درمختار میں ہے الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبة مطلقا ولو سب الله تعالٰی قبلت لا نه حق الله تعالٰی والاول حق عبدلایزول بالتوبة ومن شك فی عذابه وكفره كفر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ صفحہ ۴۲)

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ''تمہید ایمان'' صفحہ ۱۲۱--۱۲۰ پر فرماتے ہیں ساجد صنم کی توبہ باجماع امت مقبول ہے مگر سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علماء حنیفہ سے امام بزاز و امام محقق علی الاطلاق ابن الھمام وعلامہ مولی خسرو صاحب درر وغرر وزین بن نجیم صاحب بحر الرائق واشباہ والنظائر، وعلامہ عمر بن نجیم صاحب نھر الفائق وعلامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی صاحب تنویر الابصار وعلامہ خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ وعلامہ شیخ زادہ صاحب مجمع الانھر وعلامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب ردغیرھم عمائد کبار علیہم الرحمۃ نے اختیار فرمایا اس لئے کہ عدم قبول توبہ معافی حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ تو قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا مسلمان ہو جاؤ گے جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے اس قدر پر اجماع ہے۔

بددیانتی

یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کا مسلک ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے۔ غلط ہے ہم امام اہل سنت کی کتاب تمہید ایمان وفتاوی رضویہ کی واضح عبارت نقل کر چکے

ہیں کہ امام اہل سنت کے نزدیک گستاخ رسول اگر صدق دل سے توبہ کرے تو عند اللہ مقبول ہے، توبہ کرنے سے اس کی قتل کی سزا رفع نہ ہوگی البتہ قتل کے بعد اس کا جنازہ کفن و دفن ہوگا قبولیت توبہ عند الناس امام اہل سنت کا مسلک قرار دینا ان پر افتراء اور بددیانتی ہے۔

امام ابن عابدین شامی کا فتویٰ

علامہ سید محمد امین آفندی ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: اذا تکر رمنه ذالك وصار معروفا بهدا الاعتقاد داعيا اليه يقتل ولا تقبل توبته واسلامه كالزنديق فلا فرق بين المسلم والذمي لان كلا منهما اذا تكرر منه ذالك وصار معروفا به دل ذالك على انه يعتقد ما يقول و على خبث باطنه وظاهره وسعيه في الارض بالفساد وان توبته انما كانت تقية ليدفع بها عن نفسه القتل ويتمكن من اذية رسول الله صلى الله عليه وسلم وامة المؤمنين ويضل من شاء من ضعفة اليقين

(تنبیہ الولاۃ والحکام صفحہ ۳۵۵، ۳۵۶)

جب کسی سے شان رسالت میں گستاخی کا ارتکاب بار بار ہو اور وہ اس اعتقاد کے ساتھ مشہور ہو اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ و اسلام مقبول نہیں جیسے زندیق کا اور اس میں مسلم اور ذمی کا کوئی فرق نہیں کیونکہ جب کسی سے اس جرم عظیم کا ارتکاب بار بار ہو اور وہ اس کے ساتھ مشہور ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جو کہتا ہے وہی عقیدہ رکھتا ہے اور یہ اس کی ظاہری و باطنی

خباثت اور زمین میں فساد پھیلانے کی سعی پر دلیل ہے اور اس کی توبہ تقیہ کے طور پر ہی ہوگی تاکہ وہ قتل سے بچ سکے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت کے اہل ایمان کو اذیت دیتا رہے اور ضعیف الایمان لوگوں کو گمراہ کرتا رہے پھر لکھتے ہیں:

اذا تكرر السب من هذا الشقي الخبيث بحيث انه كلما اخذ تاب يقتل۔ (تنبیہ الولاۃ الحکام صفحہ ۳۳۵)

جس بدبخت سے شان رسالت میں گستاخی کا ارتکاب بار بار ہو اس طرح کہ جب اسے پکڑا جائے وہ توبہ کرلے تو اسے قتل کردیا جائے گا۔

پھر صفحہ نمبر ۳۴۱ پر فرماتے ہیں:

نعم لو كان معروفا بهذا الفعل الفظيع داعيا الى اعتقاده الشنيع فلا شك ولا ارتياب في زندقته وقتله وان تاب۔

ہاں اگر وہ شخص اس فعل قبیح کے ساتھ مشہور ہو اور اپنے خبیث اعتقاد کی لوگوں کو دعوت دے تو اس کے زندیق ہونے اور واجب القتل ہونے میں کوئی شک نہیں اگر چہ وہ توبہ کرلے۔

اس کے بعد فتاوی تاتارخانیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ۳۶۷ میں:

فقہاء سمرقند سے سوال ہوا کہ ایک شخص کئی سال مسلمان کہلاتا رہا اور وہ نماز روزہ ادا کرتا رہا توحید و رسالت کا بھی مقر رہا پھر اس نے یہ اقرار کیا کہ وہ ان گزشتہ سالوں میں فرقہ قرامطہ یعنی اسماعیلیہ جو غلاۃ شیعہ کا ایک فرقہ ہے کہ عقیدے پر تھا اور لوگوں کو اس عقیدہ کی دعوت دیتا رہا اور اب اس نے توبہ کرلی اور اسلام کی طرف رجوع کرلیا ہے اور اسی طرح وہ اب بھی ارکان اسلام ادا کرتا ہے جیسے پہلے ادا کرتا تھا لیکن اب بھی وہ مذہب قرامطہ سے متہم ہے جیسے پہلے متہم تھا اس کے اقرار کا

سبب یہ ہوا کہ اس کے مذہب کا لوگوں کو علم ہو گیا اور اسے قتل کی دھمکی دی گئی تو اس نے اپنے مذہب کا اقرار کر لیا۔ امام ابوعبدالکریم بن محمد فرقہ قرامطہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہیں قتل کرنا ہر حال میں واجب ہے اور ان سے قطع تعلق فرض ہے کیونکہ حقیقتاً وہ کفار مرتدین ہیں اور دین اسلام کو ان کا ضرر اور زمین میں ان کا فساد انتہائی زیادہ ہے اور امام ابوالشکور محمد بن عبدالسعید بن شعیب سالمی تمہید شریف میں فرقہ اسماعیلیہ کے متعلق لکھتے ہیں: لاتقبل توبتهم بحال من الاحوال ویقتل بعد التوبة کما یقتل قبل التوبة (صفحہ ۱۷۷) اور فقہاء سمرقند نے اس اسماعیلہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے شخص کے متعلق فرمایا۔

ای تطلب غفلة فی عرفان مذهبه و قال بعضهم یقتل من غیر استغفال لان من ظهر منه اعتقاد هذا المذهب ودعی الناس الیه لا یصدق فیما یدعی بعد ذالك من التوبة.

یعنی اس سے دریافت کیا جائے کہ اس نے اپنے مذہب کی پہچان میں غفلت کیوں کی پھر اسے قتل کر دیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس سے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں بس اسے قتل کر دیا جائے کیونکہ جو اسماعیلہ فرقے کے عقیدے پر تھا اور لوگوں کو اس کی دعوت بھی دی تو توبہ کرنے کے بعد اس کی تصدیق نہیں کی جا سکتی۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد علامہ شامی لکھتے ہیں:

والمقصود من نقله بیان عدم قبول توبة من وقفنا علی خبث باطنه وخشیة ضرره واضلاله فلا نقبل اسلامه وتوبته وان کان یظهر الاسلام۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام صفحہ ۳۵۶)

واقعہ مذکورہ کے نقل سے مقصد یہ ہے کہ جس کے خبث باطن پر ہم مطلع ہو

جائیں اوراس سے دین کونقصان پہنچے اورلوگوں کے گمراہ کرنے کا اندیشہ ہواگرچہ وہ اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے تو ہم اس کی توبہ واسلام قبول نہیں کرینگے۔

فرقہ اسماعیلیہ کے تمام عقائد کفریہ ہیں ان کے بعض عقائد فقیر کی کتاب ''الاالماع فی حجیت الاجماع'' میں نقل ہیں اور ان کے عقائد کی تفصیل ''الملل والنحل'' اور''شرح مواقف'' وغیرھما کتب عقائد میں موجود ہے۔جب گمراہ و بدعتی شخص داعی الی البدعت ہونے کی وجہ سے واجب القتل ٹھہرا اوراس کی توبہ بھی نامقبول،تو ایسا شخص اگرشان رسالت میں گستاخی کا مرتکب بھی ہوتو وہ بطریق اولیٰ واجب القتل ہے اوراس کی توبہ واسلام ہرگز قبول نہیں کیونکہ اس کی توبہ بطور تقیہ ہے سچی نہیں اگر اسے معاف کر دیا جائے تو اندیشہ ہے کہ بہت سے ضعیف الایمان لوگوں کوگمراہ کردیگا اوراس سے دین قویم کونقصان پہنچے گا اسی لئے امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

لا یمکن دفع شرھم الابالقتل (الی ان قال) کالساحر والزندیق ونحوہ من اھل البدع والخوارج

(تنبیہ الولاۃ والحکام صفحہ ۳۳۵)

ان کے شرکو دفع کرنا انہیں قتل کرنے سے ہی ممکن ہے......جیسے جادوگر اور زندیق اور اسی طرح بدعتی اورخارجی۔ اور اسمیں شک نہیں کہ وہابی اس دور کے خارجی ہیں چنانچہ علامہ صاوی مالکی حاشیہ جلالین میں ارشاد باری تعالیٰ: افمن زین لہ سوء عملہ فراہ حسنا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ھذہ الایت نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتاب والسنۃ ویستحلون بذالك دماء المسلمین واموالھم کما ھو مشاھدالأن فی نظائرھم وھم فرقۃ بارض الحجاز یقال لھم الوھابیۃ یحسبون انھم علی شیء الاانھم

هم الکذبون، استحوذ علیهم الشیطن فانساهم ذکر اللّٰہ اولئك حزب الشیطن الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون، نسئل اللّٰہ الکریم ان یقطع دابرهم۔ (صاوی علی الجلالین تفسیر سورہ فاطر۴)

اور علامہ شامی اپنی کتاب ردالمختار جلد سوم باب البغاۃ کے شروع میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانو ینتحلون الی الحنابلة لکنهم اعتقدوانهم هم المسلمون وان من خلف اعتقادهم مشرکون واستباحوابذالك قتل اهل السنة و قتل علماء هم حتی کسر اللّٰہ شوکتهم و حرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین وماتین والف۔

کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کر لیا اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدہ کیخلاف ہے وہ مشرک ہے اس لئے انہوں نے اہل سنت کا قتل جائز سمجھا اور ان کے علماء کو قتل کیا یہاں تک کہ اللہ نے وہابیوں کی شوکت توڑی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔ اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں غیر مقلدین گمراہ اور بحکم فقہاء کافر ہیں۔ ان کے کفر کی کئی وجوہ بیان فرمائیں۔ جس کو تفصیل مطلوب ہو وہ فتاویٰ رضویہ، الکوکبۃ الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ، سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ، النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید وغیرہما کتب کا مطالعہ کرلے۔

امام شامی اس کے بعد لکھتے ہیں:

فنفس المؤمن لاتشتفی من هذا الساب اللعین الطاعن فی سیّد الاوّلین والآخرین الا بقتله و صلبه بعد تعذیبه وضربه فان ذالك هو اللائق بحاله الزاجر لا مثاله عن مسیئی افعاله فنتو صل الی ذلك بالحكم به علی مذهب القائل به من المجتهدین لئلا یجعل التوبة، وسیله الی خلاصه كلما اراد الشتم والطعن فی الدین (تنبیہ الولاۃ ص ۳۲۸)

مؤمن کا دل سید الاولین آخرین کی شان اقدس میں گستاخی کے مرتکب کو ضرر وتعزیب کے بعد اسے قتل کر دینے سے ہی شفاء پاتا ہے اور یہی اس کے لائق اور اس جیسے خبیثوں کو ایسے برے افعال سے روکنے والا کام ہے تو ہم ایسے شخص کے متعلق ان مجتہدین کے مذہب کے مطابق جو اس کی توبہ مقبول نہ ہونے کے قائل ہیں وہی حکم دینگے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خبیث جب بھی دین مبین میں طعن کرے تو اپنی خلاصی کے لئے توبہ کو اپنا وسیلہ وذریعہ بنائے۔

واضحات

امام ابن عابدین شامی کی اس عبارت سے درج ذیل باتیں نکھر کر سامنے آ گئیں۔

۱- جب کسی سے بار بار شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کا ارتکاب ہو اس کی توبہ قبول نہیں۔

۲- جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اس کا معتقد ہو تو اس کی توبہ و اسلام قبول نہیں۔

۳-زندیق کی توبہ مقبول نہیں۔

۴-جس کا خبیث باطن ظاہر ہو جائے تو اس کی توبہ تقیہ ہوگی سچی توبہ نہ ہوگی۔

۵-جس شخص سے بار بار رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی ہو یا وہ اس کا معتقد ہو تو یہ اس کے خبث باطن کی دلیل ہے اور اس کی توبہ بطور تقیہ ہے۔

۶-خارجیوں کے شر کو دور کرنے کے لئے انہیں قتل کرنا ضروری ہے۔

۷-گستاخ رسول کی سزا یہ ہے کہ پہلے اس کو سخت تعزیر کی جائے اس کے بعد اسے قتل کر دیا جائے۔

۸-گستاخِ رسول کا حسن توبہ ظاہر نہ ہو تو اسے ان مجتہدین کے مذہب پر جو مطلقاً ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں فرماتے عمل کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

۹-ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ گستاخ رسول کو ضرور سخت سے سخت سزا ملنی چاہیے لیکن افسوس کہ بعض علماء نے امام ابن عابدین شامی پر افتراء کیا ہے کہ امام ابن عابدین شامی کے نزدیک گستاخ رسول اللہ کی توبہ علی الاطلاق قبول ہے حالانکہ امام ابن عابدین شامی کا مؤقف یہ ہے کہ اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے اور اس کا حسن توبہ ظاہر ہو تو اس کی توبہ مقبول ہے جبکہ وہ اس کا معتقد نہ ہو مگر پھر بھی اس کو صاف نہ چھوڑا جائے گا اس کو قید کی سزا ضرور ہوگی۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

امام الصوفیاء خاتمہ المفسرین علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں۔

فالمختار ان من صدر منه مایدل علی تخفیفه علیه السلام

بعمد و قصد من عامة المسلمن یجب قتله و لاتقبل توبة

(صفحہ ۳۹۴ جلد ۳)

قول مختار یہ ہے کہ جس سے گستاخی رسول کا ارتکاب عمداً وقصداً ہو اسے قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

امام حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

امام الائمہ مدقق علاؤ الدین محمد بن علی الحصکفی صاحب درمختار اپنے زمانہ کے بڑے عالم، محدث، فقیہ، نحوی، کثیر الحفظ تھے آپ اصحاب تمیز میں سے ہیں چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی الفوائد البھیہ صفحہ ۳۰۴ پر لکھتے ہیں:

" محمد بن علی علاؤالدین الحصکفی کان عالما محدثا فقیها نحویا کثیر الحفظ"۔

امام علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ حصکفی کا فتوی

امام الائمہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقا (در مختار)

(جلد چہارم مع الشامی باب المرتدین)

کسی نبی کی توہین کرنے والا ایسا کافر ہے کہ کسی طرح اس کو معافی نہ دی جائے گی۔

شیخ الاسلام امام غزی کا تعارف

امام الفقہاء شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الغزی الحنفی اپنے زمانہ کے عظیم محدث، فقیہ وامام تھے چنانچہ الفوائد البھیہ میں ہے۔

شهد بفضله الثقلان واقر بعلمه الانس والجان (صفحہ ۳۰۴)

شیخ الاسلام امام غزی کا فتویٰ

شیخ الاسلام امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی متوفی ۱۰۰۴ھ تنویر الابصار میں فرماتے ہیں۔

کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الاالکافر بسب نبی۔ (تنویرالابصار)

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں۔

امام قہستانی کا فتویٰ

امام قہستانی فرماتے ہیں:

لو عاب نبیا من الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام قبل توبته کما فی شرح الطحاوی و غیر لکن فی شفاء القاضی عن اصحابنا وغیرهم من المذاهب الحقة ان توبته لم تقبل وقتل بالاجماع (جامع الرموز ج۴ صفحہ ۵۵۱)

اگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اس کی توبہ مقبول ہوگی جیسا کہ شرح طحاوی وغیرہ میں ہے لیکن قاضی عیاض کی شفاء شریف میں ائمہ احناف وغیرھم مذاہب حقہ سے منقول ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اور باجماع امت وہ قتل کیا جائے گا۔

امام عبداللہ داماد آفندی کا فتویٰ

امام الائمہ عبداللہ بن الشیخ بن محمد بن سلمان المعروف بداماد آفندی ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا سبه صلی اللّٰه علیه وسلم او واحدا من الانبیاء مسلم ولو

سکران فلا توبۃ لہ تنجیہ کالزندیق

(مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر ج ا صفحہ ۶۷۷)

جب کوئی مسلمان کہلانے والا نبی اکرم ﷺ یا کسی نبی کی شان اقدس میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں ہو تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دینگے جیسے دھریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی۔

یہ روایت نادرہ میں سے ہے۔

صاحب غنیۃ کا فتویٰ

صاحب غنیۃ الاحکام ارشاد فرماتے ہیں۔

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردته بسب النبی او لغضه فان کان به لا تقبل توبته۔(غنیۃ الاحکام صفحہ ۳۰۱)

نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو توبہ کے بعد معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فتویٰ

قاضی القضاۃ علامہ ثناء اللہ مظہری پانی پتی تفسیر مظہری ج ۷ صفحہ ۳۸۲،۳۸۱ پر لکھتے ہیں:

من اذی رسول اللّٰه بطعن فی شخصه اودینه او نسبه اوصفة من صفاته او بوجه من وجوه الشین فیه صراحة او کنایة او تعریضا او اشارة کفر و لعنه اللّٰه فی الدینا والاخرة واعدله عذاب جهنم لایقبل توبة قال ابن همام

کل من ابغض رسول اللّٰہ بقلبه کان مرتدا فالساب بالطریق الاولی عند ناحدا فلا یقبل توبة فی اسقاط القتل قالو اهذا مذهب اهل الکوفه ومالك ونقل عن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه۔

یعنی جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ یا آپ کے دین یا آپ کی کسی صفت میں طعن کرے کسی طرح بھی ہو خواہ صراحۃً، کنایۃً، تعریضاً، اشارۃً وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر اللہ نے لعنت فرمائی اور اس کے لئے عذاب جہنم تیار کر رکھا ہے اور کیا اس کی توبہ مقبول ہے؟ امام ابن الھمام نے فرمایا جو شخص دل میں رسول اللہ ﷺ کا بغض رکھے وہ مرتد ہے تو آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا بطریق اولی مرتد ہے اور وہ ہمارے نزدیک حداً قتل کیا جائے گا اسقاط قتل کے لئے اس کی توبہ قبول نہیں، یہی مذہب اہل کوفہ و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔

امام ابن الھمام کا فتویٰ

امام الحنفیہ محقق علے الاطلاق کمال الدین ابن الھمام الحنفی ارشاد فرماتے ہیں۔

کل من ابغض رسول اللّٰه کان مرتدا فالساب بطریق الاولی وان سب سکران لا یعفی عنه۔ (فتح القدیر ج۴ صفحہ ۴۰۷)

جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا بغض ہو وہ مرتد ہے تو گستاخ بدرجہ اولیٰ کافر ہے اور اگر نشہ کی حالت میں گستاخی کا مرتکب ہو جب بھی اسے معافی نہ ہو گی۔

امام خیر الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گستاخ رسول کی توبہ اصلاً قبول نہیں

قارئین! اب ہم فتاویٰ خیریہ کی اصل عبارت مکمل نقل کرتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ امام خیر الدین رملی کا فتویٰ یہ ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ اصلاً قبول نہیں وہ ہر حال میں واجب القتل ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(سئل) في مسلم سب خير خلق الله تعالىٰ اجمعين محمدا رسول الله رب العالمين وشتمه في وسط السوق مرتكبا اعظم الفسوق حكم هذا الشقي اللعين افتونا ما جورين (اجاب) حكمه حكم المرتدين وبه صرح في النتف حيث قال من سب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فانه مرتد و حكمه حكم المرتدين و يفعل به ما يفعل با لمرتدين و ممن صرح بذالك ابن افلاطون في كتابه المسمى بمعين الحكام حيث قال ناقلاعن شرح الطحاوى ما صورته و من سب النبي اوابغضه كان ذلك منه ردة و حكمه حكم المرتدين و في الاشباه و النظائر كل كافر تاب فتوبة مقبولة في الدين والاخرة الاجماعة الكافر بسب نبي و بسب الشيخين او احد مما الخ و في البزازية في المرتد ويؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك ثم يجدد النكاح وزال عنه موجب الكفر والارتداد و هو القتل الا اذا سب الرسول صلى الله عليه وسلم او واحدا من الانبياء عليهم السلام فانه يقتل حداولا توبة له اصلا سواء كان بعد القدرة عليه والشهادة اوجاء تائبا من قبل نفسه كالزنديق فانه حد وجب فلا

بسقط بالتوبة ولا يتصورفيه خلاف لا حد لانه حق تعلق به حق العبد فلا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الادمين(الی ان قال) قلنا اذا شتمه علیه الصلاة والسلام سکران لا یعفی ویقتل ایضا حدا وهذا مذهب ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه والامام الاعظم والبدری واهل الکوفه والمشهود من مذهبهما لك واصحابه (فتاویٰ خیریہ ج۱صفحہ۱۵۲)

باب المرتدین

سئل فی شقی لعن نبی اللّٰه تعالیٰ سیدنا ابراهیم الخلیل الذی اثنی علیه الملك الجلیل فی القرآن الکریم بانه اواه حلیم فما ذا یترتب علیه وهل اذا جاء تائبا من قبل نفسه را جعا عما قال یدفع عنه موجب الردة الذی هو القتل وما الحکم فیه (اجاب) یقتل حدا ولا توبة له اصلا (الی ان قال) والحاصل فیها وجوب قتل هذا الشقی المشهور (فی حق مثل هذا النبی الجلیل وان کان قد تاب وجدد الاسلام واللّٰه تعالیٰ اعلم.(فتاویٰ خیریہ ج۱صفحہ۱۰۲)

(اجاب)نعم یکون بذلك مرتد افیترتب علیه احکام اهل الردة من وجوب قتله و صرح علمائنا فی غالب کتبهم بان من سب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم او واحد امن الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام او استخف بهم فانه یقتل حدا ولا توبة له اصلا سواء کان بعد القدرة علیه والشهادة

او جاء تائبا من قبل نفسه لانه حق تعلق به حق العبد فلا یسقط بالتوبة کسائر حقوق الادمین۔ (فتاویٰ خیریہ ج ا صفحہ ۱۰۴)

امام رملی رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے متعلق سوال ہوا کہ وہ مسلمان کہلانے والا جس نے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بہتر اللہ رب العالمین کے رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں بازار کے درمیان کھڑے ہو کر گستاخی کی اور عظیم ترین فسق کا مرتکب ہوا تو اس بد بخت، لعین کا کیا حکم ہے، اللہ سے اجر پاتے ہوئے ہمیں فتویٰ ارشاد فرمائیں۔

آپ نے جواب دیا وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم جو مرتدین کا ہے۔ الکنف الحسبان میں اس کی صراحت موجود ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدین کا اور اس کی وہی سزا ہے جو مرتدین کی ہے اور ابن افلاطون نے اپنی کتاب معین الحکام میں شرح طحاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یا بغض رکھے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدین کا ہے اور الاشباہ والنظائر میں ہے کہ ہر کافر کی توبہ دنیا اور آخرت میں مقبول ہے مگر جو کسی نبی کی شان میں یا شیخین (سیدنا صدیق اکبر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی شان میں گستاخی کرے اس کی توبہ مقبول نہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ مرتد کو توبہ اور رجوع الی الاسلام کا حکم دیا جائے پھر وہ تجدید نکاح کرے اور اس سے موجب کفر وارتداد یعنی قتل رفع ہو جائے گا لیکن جب رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو قدرت پانے کے بعد وہ توبہ کرے یا ازخود پہلے ہی توبہ کرلے ہر حال میں اس کی توبہ قبول نہیں ہے جیسے زندیق کی توبہ قبول نہیں۔

کیونکہ یہ حد ہے توبہ سے ساقط نہ ہوگی اور اس میں کسی کی طرف سے اختلا

ف متصور نہیں کیونکہ یہ حق عبد ہے اور حق عبد توبہ سے ساقط نہیں ہوتا جیسے بندوں کے دوسرے تمام حقوق توبہ سے ساقط نہیں ہوتے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں جب کوئی شخص نشہ کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے معاف نہ کیا جائے گا اور اسے بھی حداً قتل کر دیا جائے گا۔ یہی مذہب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امام اعظم اور امام بدری اور اہل کوفہ کا ہے اور امام مالک کا بھی یہی مشہور مذہب ہے۔

امام رملی سے سوال ہوا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے جس سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور کیا اگر وہ ازخود توبہ کرے اور قتل سے بچنے کے لئے اپنے قول سے رجوع کر لے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟

آپ نے جواب دیا اسے حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ اصلاً قبول نہیں پھر مفصل جواب ارشاد فرمانے کے بعد آخر میں لکھا حاصل یہ ہے کہ ایسے بدبخت کو جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے قتل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ توبہ کرے اور پھر سے اسلام لائے پھر اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے سے وہ مرتد ہو جائے گا اور اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے کہ اسے قتل کرنا واجب ہے اور ہمارے علماء نے اپنی اکثر کتب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یا کسی نبی کی شان کو ہلکا جانے تو حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ اصلاً قبول نہیں خواہ قدرت پانے کے بعد توبہ کرے یا قبل القدرت کیونکہ یہ حق عبد ہے یہ توبہ سے ساقط نہ ہوگا جیسے لوگوں کے باقی حقوق توبہ سے ساقط نہیں ہوتے۔

امام ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

شیخ کبیر، عالم نحریر، محقق ابوالسعود بن محی الدین محمد العمادی بلند پایہ فقیہ، محقق،

مدقق، عرب وعجم میں ان کی کوئی مثال نہ تھی اور آپ بعض مسائل میں اجتہاد فرماتے تھے اور بعض دلائل کو بعض دیگر پر ترجیح دیتے یعنی آپ طبقہ مجتہدین فی المسائل و اصحاب ترجیح میں سے ہیں آپ کو اصول و فروغ میں قوت کاملہ، قدرت شاملہ، فضیلت تامہ اور احاطہ عامہ حاصل تھا چنانچہ الفوائد البھیہ میں ہے ابوالسعود بن محی الدین محمد العمادی شیخ کبیر و عالم نحریر

لا فی العجم له مثیل ولا فی العرب له نظیر انتهت الیه ریاسة الحنیفة فی زمانه وبقی مدة العمر فی الجلالة وعلو الشان وكان مجتهد فی بعض المسائل ویخرج بعض الدلائل وله فی الاصول والفروع قوة كاملة و قدرة شاملة، وفضيلة تامة واحاطة عامة (صفحہ۔۸۱)

امام ابوالسعود کا فتویٰ

شیخ کبیر امام الائمہ ابوالسعود المحقق محمد بن محی الدین العمادی آفندی متوفی ۹۸۲ھ سے امام حصکفی الدر منتقی میں نقل فرماتے ہیں۔

جعله كالزنديق فبعد اخذه لا تقبل توبته اتفاقا فيقتل

(الدر المنتقی ج۔ا صفحہ ۶۷۱)

کہ امام عمادی آفندی نے گستاخ رسول کو زندیق قرار دیتے ہوئے فرمایا وہ شخص پکڑے جانے کے بعد قتل کر دیا جائے گا اور باتفاق ائمہ اس کی توبہ قبول نہیں۔

اور خود امام ابوالسعود فتح المعین شرح ملا مسکین میں شرنبلالیہ وغیرہ کتب معتمدہ سے نقل فرماتے ہیں۔ كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الامن تكررت منه الردة اوسب نبيا من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته (ج۲ صفحہ ۴۶۰)

جو مسلمان کہلانے والا مرتد ہوا تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر وہ جو بار بار مرتد ہوتا ہو یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا سے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ نہ سنی جائے۔

امام محمد بن فراموز کا تعارف

امام الائمہ جامع المعقول والمنقول، حاوی الفروع والاصول محمد بن فراموز مولیٰ خسرو صاحب دور الاحکام اپنے زمانہ کے عظیم محدث فقیہہ تھے چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی الفوائد البھیہ میں لکھتے ہیں: محمد بن فراموز مولی خسرد کان بحراذاخرا عالما بالمعقول والمنقول وحمرا فاخرا جامعا اللفروع والاصول (صفحہ ۱۸۴) آپ کی وفات ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

امام محمد بن فراموز کا فتویٰ

امام الائمہ محمد بن فراموز مولی خسرو متوفی ۸۸۵ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا سبه صلی اللّٰه علیه وسلم او واحدا من الانبیاء صلوت اللّٰه علیهم اجمعین مسلم فلا توبة له اصلاً

(درر الاحکام ج ۱ صفحہ ۲۸۸)

اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے ہرگز معافی نہ دیں گے۔

علامہ شرنبلالی کا تعارف

امام الفقہاء ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری وفائی شرنبلالی اپنے دور کے عظیم فقیہہ اور محدث تھے۔ اس دور کے تمام علماء فقہاء آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے آپ نے بہت سی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے مشہور و معتبر کتب نور

الایضاح و حاشیہ والغرر ہے آپ کی وفات ۱۰۶۹ھ میں ہوئی چنانچہ الفوائد البھیہ صفحہ ۵۸ پر ہے:

ابو الاخلاص حسن بن عمار المصری الحنفی الشر نبلالی کان من اعیان الفقهاء وفضلا عصره و کان المعول علیه فی الفتاوی صنف کتبا کثیرة اجلها حاشیة الدرر والغرر پھر صفحہ۔۲۶۸ پر ہے۔ احسن المتاخرین له ملکة فی الفقه واعرقهم بنصوصه وقواعد۔

امام حسن بن عمار کا فتویٰ

علامہ شرنبلالی ارشاد فرماتے ہیں۔

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردته بسب النبی او بغضه صلی اللّٰه علیه وسلم کما قدمه المصنف فان به قتل حدا لا تقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذالك بخلاف غیره من المکفرات

(حاشیہ الدرر والغرر صفحہ ۳۰۱ جلد ۱)

مرتد کی توبہ تب قبول ہوگی جب وجہ ردت شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کا ارتکاب نہ ہو اور اگر وجہ ارتداد گستاخی رسول اللہ ﷺ ہو تو اسے حداً قتل کیا جائے اور اس کی توبہ نہ سنی جائے خواہ وہ خود توبہ کر لے یا گرفتار ہونے کے بعد توبہ کر لے یہ حکم دوسرے مکفرات کے برعکس ہے۔

امام کردری کا فتویٰ

امام الفقہاء شرف القضاہ محمد بن شہاب بن یوسف الکردری متوی ۸۲۷ھ

فرماتے ہیں۔

اذا سب الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم او واحدا من الانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام فلا توبۃ لہ واذا شتمہ علیہ الصلٰوۃ والسلام سکران لا یعفی عنہ (الوجیز ج۳ صفحہ ۳۲۱)

جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو تو اس کی توبہ مقبول نہیں یہاں تک کہ اگر نشہ کی حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی اسے معاف نہ کیا جائے گا۔

علامہ حسن چلپی کا فتویٰ

امام الائمہ قدوۃ الفقہاء حسن بن محمد شاہ الفناری الچلپی مفتوی ۸۸۶ھ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اعلم ان المتقرر من تتبع المعتبرات ان المختار ان من صدر منہ مایدل علی تخفیفہ علیہ الصلٰوۃ والسلام بعمد و قصد من عامۃ المسلمین یجب قتلہ ولا تقبل توبتہ (چلپی علی شرح الوقایہ ج ا صفحہ ۱۸۷ طبع بمبئی)

معلوم ہونا چاہیے کہ کتب معتبرہ میں چھان بین کرنے کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب مختار یہ ہے کہ جو شخص ارادتا، دیدہ دانستہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے عام مسلمانوں سے اسے قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کا فتویٰ

امام الحکمہ والکلام علامہ فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ اپنی کتاب تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغوی میں ارشاد فرماتے ہیں:

''این عتاب فرمود کہ بدرستی کتاب وسنت یعنی قرآن وحدیث واجب میگر دانند این کہ بدرستی ہر کہ قصد ایذاء کاستین آنجناب فیض مآب ﷺ کند بعریض یا بتصریح اگرچہ اندک باشد پس کشتن او واجب است''۔

ونیز در حواشئ چلپی گفتہ

واعلم ان المتقر ر من تتبع المعتبرات ان المختار ان من صدر عنه ما يدل على تخفيفه عليه السلام بعمد و قصد من عامة المسلمين يجب قتله ولا تقتل توبته بمعنى الخلاص عن القتل وان اتى بكلمتي الشهاده والرجوع والتوبة لكن لومات بعد التوبة او قتل حدا مات ميتة الاسلام في غسله و صلوته ودفنه۔

بدانکہ بدرستی آنچہ قرار یافتہ است از تتبع کتب معتبرہ این است کہ مذہب برگزیدہ انیست کہ بدرستی ہر کہ صدور یابد از وے آنچہ دلالت داشتہ باشد بر سبک دانستن آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بقصد وتعمد از عام مسلمانان کشتن او واجب می شود وتوبہ او پذیرنمی گردد این معنی کہ از توبہ رہای او از کشتن نمی شود اگرچہ ہر دو کلمۂ شہادت برزبان آرد و بازگشت وتوبہ ازان جریمہ عظیم کند لیکن اگر بہ میرد بعد توبہ یا کشتہ شود از روئے حد بپاداش جریمہ میرد ہمچو مردن اہل اسلام در غسل و نماز جنازہ دفن او یعنی در تجہیز وتکفین ونماز جنازہ حکم او حکم سائر مسلمانان است واگر العیاذ باللہ پیش از توبہ میرد کافر میرد وبہ او معاملہ اموات اہل اسلام بہ عمل نباید۔

باید دانست کہ ایں قائل عمداو قصدا مرتکب استخفاف آنحضرت ﷺ شدہ ایمان خود را برباد داد چنانکہ در مقام ثالث بہ اثبات رسید پس بیان حال کسے کہ مرتکب ایں جریمہ عظیمہ بہ تعمد و قصد شدہ باشد بلکہ بوجہ دیگر ایں جرم کبیر از وسرزدہ متعلق بمانحن فیہ نیست لیکن برائے استیفائے کلام دریں مقام مناسب می نماید کہ حال آں قسم ہم ذکر کردہ شود پس باید شنید کہ در شفاء مذکورود حواشی چلپی مسطور و ماثور است۔

وقال ابن عتاب الكتاب والسنة موجبان ان من قصد النبي صلى الله عليه وسلم باذى او نقص معرضا او مصرحا وان قل فقتله واجب.

''حضرت ابن عتاب فرماتے ہیں کہ تحقیق قرآن وحدیث اس امر کو واجب کرتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کو اذیت دینے یا آپ کی تنقیص شان کا ارادہ کرے، تعریضا ہو یا تصریحا، اگرچہ قلیل ہو، اس کا قتل واجب ہے''۔

حواشی چلپی میں ہے

''معتبر کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب مختار یہ ہے کہ عامۃ المسلمین میں سے جس شخص سے قصداً اور ارادۃً ایسا کلام صادر ہوا جو نبی اکرم ﷺ کی تخفیف شان پر دلالت کرتا ہو اس کا قتل واجب ہے اور اس کی توبہ بایں معنی قبول نہیں ہے کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ شہادت کے دو کے دو کلمے پڑھے اور اس جرم عظیم سے توبہ کرے لیکن وہ توبہ کے بعد مرجائے یا اس جرم کی سزا میں قتل کر دیا جائے تو اس کی موت اہل اسلام کی طرح ہوگی، غسل، نماز جنازہ اور دفن میں یعنی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں اس کا حکم تمام مسلمانوں کی طرح ہوگا اور اگر معاذ اللہ

توبہ سے پہلے مر گیا تو کافر مرا اور اس کے ساتھ اہل اسلام والا معاملہ نہیں کیا جائے گا"۔

کیا حضور کی شان میں گستاخی سے انکار توبہ ہے؟

امام ابن نجیم مصری الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں اور آپ کی یہ کتاب نہایت ہی معتبر و مستند ہے چنانچہ امام حموی رحمۃ اللہ علیہ غمز العیون میں لکھتے ہیں: لم یوجد فی کتب الحنفیة ما یوازیه (ص ۱ ج ۱) کہ کتاب الاشباہ والنظائر کتب حنفیہ میں اتنی معتبر ہے کہ اور کوئی کتاب اس کے برابر نہیں پائی جاتی یہی وجہ ہے کہ اس دور میں تمام فقہاء مفتیان و قضاۃ اسی کتاب کی طرف رجوع فرماتے تھے چنانچہ امام حموی لکھتے ہیں: فلا مضت الا وهو یرجع الیه ولا قاض الا وهو یعول علیه اور امام ابن عابدین شامی فتاویٰ شامی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۱۴ پر لکھتے ہیں وصار کتابه عمدة الحنفیة ومرجعهم یہ امام ابن نجیم اپنی کتاب الاشباہ النظائر اور بحر الرائق میں فرماتے ہیں:

سب واحد من الانبیاء کذالك فلا یفید الانکار مع البینة لانا نجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة

(بحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۳۶ الاشباہ والنظائر مع غمز العیون)

کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے کا یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور گواہوں کی شہادت سے گستاخی ثابت ہونے کے بعد اس کا ردۃ سے انکار مفید نہ ہوگا کہ مرتد کا ارتداد سے انکار، دفع قتل کے لئے وہاں توبہ قرار دیا جاتا ہے جہاں توبہ قبول ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس لئے یہاں اصلاً معافی نہ دینگے امام الائمہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

۱۰۸۸ھ الدر المنتقی میں شرنبلالیہ سے نقل کرتے ہیں کہ۔

انکار الردۃ توبۃ ھذا لو فی ما تقبل والا قتل کالردۃ بسبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔(ج ۱ صفحہ ۶۸۱)

مرتد کا ردۃ سے انکار توبہ ہے اس صورت میں جس میں مرتد کی توبہ قبول ہو ورنہ اسے قتل کر دیا جائے جیسا کہ گستاخ رسول کا ارتداد۔

امام حامد بن علی آفندی کا فتویٰ

مفتی دمشق امام ابن عابدین شامی کے شیخ ارشاد فرماتے ہیں:

ولیس سبہ صلی اللہ علیہ وسلم کالا رتداد المقبول فیہ التوبۃ (الی ان قال) من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلق بہ حق الادمی فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الادمین عقود الدریۃ (ج ۱ ص ۱۰۴)

رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا اس ارتداد کی مانند نہیں کہ جس میں توبہ مقبول ہو جس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی (یہ ایسا فعل ہے) کہ اس کے ساتھ آدمی کا حق متعلق ہے پس لوگوں کے دوسرے حقوق کی طرح یہ بھی توبہ سے ساقط نہ ہوگا۔ امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تنقیح حامدیہ میں لکھتے ہیں: والقول بانہ حق ادمی فلا یسقط بالتوبۃ فقول صحیح یہ کہنا کہ شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کا ارتکاب ایسا فعل ہے کہ اس کے ساتھ آدمی کا حق متعلق ہے پس یہ توبہ سے ساقط نہ ہوگا درست ہے۔

امام طاہر بن احمد البخاری کا تعارف

امام المجتہدین شیخ الحنفیہ طاہر بن احمد بن عبدالرشید بن الحسین افتخار الدین البخاری متوفی ۵۲۱ھ مجتہدین فی المسائل کے امام اپنے زمانے کے ائمہ میں یکتا علو

شان و جلالت علمی و فقہی میں عدیم النظیر ماوراء النہر میں ائمہ احناف کے شیخ تھے۔
آپ کی کتاب کثیرہ میں سے علماء اور فقہاء کے نزدیک معتبر اور معتمد کتاب خلاصۃ الفتاویٰ ہے چنانچہ الفوائد البھیہ میں ہے:

طاھر بن احمد بن عبدالرشید بن الحسین افتخار الدین البخاری صاحب خلاصۃ الفتاوٰی والنصاب کان عدیم النظیر فی زمانہ فرید ائمۃ الدھر شیخ الحنفیۃ بما وراء النھر من اعلام المجتھدین فی المسائل من تصانیفہ خلاصۃ الفتاوٰی وھو کتاب معتبر عند العلماء معتمد عند الفقھا.

(ص ۴۸)

امام طاہر بن احمد البخاری کا فتویٰ

امام کبیر طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری ارشاد فرماتے ہیں:

من شتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوا ھا نہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ (الی ان قال) فقد کفر بحیث ان تاب لم یقبل توبۃ ابدا۔

پھر فقہ حنفی کی معتبر کتاب الروضہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

والفرق بین من سب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و بین من سب اللّٰہ تعالیٰ انہ یقبل التوبۃ من سب اللّٰہ تعالیٰ ولا یقبل توبۃ من سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(خلاصہ الفتاوی ج ۴ ص ۳۸۶)

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ تو کافر ہوا کہ اگر وہ توبہ بھی کرے تو اس کی توبہ کبھی قبول نہ ہو گی اور حضور کی

شان اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے اس کی توبہ قبول ہے اور جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اس کی توبہ مقبول نہیں۔

امام ابوسہل سرخسی (۴۳۸ھ) کا فتویٰ

امام الفقہاء والمجتہدین امام ابوسہل سرخسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۸ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم او اھانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امۃ او غیر ھا و سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا وسواء کان الشتم اوالاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سھوا وغفلتہ او جدا او ھزلا فقد کفر ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا عند الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند متاخرین المجتھدین اجماعا و عند المتقدمین القتل قطعا ولا یداھن السلطان ونائبہ فی حکم قتلہ (المحیط)

”جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی یا آپ کی اہانت کی یا آپ کے امور دین میں یا آپ کی شخصیت میں یا آپ کے ذاتی اوصاف میں سے کسی ایک وصف میں خواہ گستاخ آپ کی امت سے ہو یا نہ خواہ اہل کتاب سے ہو یا نہ خواہ ذمی ہو یا حربی خواہ گستاخی کا ارتکاب عمداً یا سہواً یا غفلۃً یا جداً یا ہزلاً وہ کافر ہو گیا اور اگر

وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ عند الناس مقبول نہیں ہے اور اس کا حکم شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور متقدمین کے نزدیک قطعاً قتل ہے اور بادشاہ وقت اور اس کا نائب ایسے شخص کے قتل میں مداہنت نہ کرے"۔

امام صدر الشہید کا تعارف

امام الفروع والاصول عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ ابومحمد حسام الدین صدر الشہید ائمہ کبار میں سے ہیں اور طبقہ مجتہدین فی المسائل سے ہیں چنانچہ الفوائد البهیہ میں ہے۔

عمر بن عبدالعزیز بن مَازہ ابومحمد حسام الدین صدر الشهید امام الفروع والاصول المبرزفی المعقول والمنقول کان فی کبار الائمة واعیان الفقهاء له الیدالطولی فی الخلاف والمذهب (الی ان قال) واجتهدو بالغ الی ان صار اوحد زمانه (۵۳۶ ص ۱۴۹)

امام صدر الشہید کا فتویٰ

امام الفروع والاصول المبرز فی المعقول والمنقول قدوة الفقہاء والمجتہدین ابومحمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ المعروف بصدر الشہید الحنفی متوفی ۵۳۶ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

من سب الشیخین او لعنهما یکفر ولا تقبل توبته واسلامه

(العقود الدریة صفحه ۹۳ طبع مصر)

"جو شخص شیخین (سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کی شان میں گستاخی

کرے وہ کافر ہے اور اس کی توبہ واسلام قبول نہیں"۔

امام دبوسی کا فتویٰ

امام الائمہ ابوزید عبداللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی الدبوسی (متوفی ۴۳۰ھ) کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

امام ابواللیث سمرقندی کا فتویٰ

امام الهدیٰ الفقیه ابواللیث نصر بن محمد بن ابراهیم متوفی ۳۹۳ھ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ چنانچہ امام ابن نجیم بحرالرائق ج چہارم باب المرتدین میں لکھتے ہیں: وبه اخذالفقیه ابواللیث سمرقندی و ابوزید الدبوسی اور اسی طرح الجوھرہ شرح قدوری میں ہے۔ طبع مصر ۱۳۱۳ھ اور وہ نسخہ حزب الاحناف کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کے تحت صاحب المنح لکھتے ہیں:

وهذا یقوی القول بانه لا تقبل توبة ساب النبی صلی الله علیه وسلم: ظاہر ہے جب شیخین کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں تو نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی توبہ بدرجہ اولیٰ مقبول نہیں اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام بزازی نے رسول کی توبہ کے عدم قبول کے فتویٰ میں ان ائمہ کی اتباع کی ہے۔ اسی لئے امام ابن نجیم بحرالرائق میں اور امام حصکفی در مختار میں فرماتے ہیں: وهو المختار للفتویٰ.

امام لیث بن سعد مصری کا فتویٰ

امام الائمہ لیث بن سعد مصری سے امام حجۃ الاسلام ابوبکر جصاص احمد بن علی الرازی الحنفی متوفی ۳۷۰ھ احکام القرآن میں نقل فرماتے ہیں:

قال اللیث فی المسلم یسب النبی صلی الله علیه وسلم انه

لا یناظر ولا یستتاب ویقتل مکانہ (احکام القرآن صفحہ ۸۵ ج ۳)

وہ مسلمان کہلانے والا جو حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے نہ مہلت دی جائے نہ توبہ کرائی جائے اور وہیں فوراً قتل کر دیا جائے اور یہ امام لیث امام ابوحنیفہ کے تلمیذ رشید ہیں کذا قال البزازی فی مناقبہ اور تاریخ ابن خلکان میں ہے۔ کان افقہ من مالک' مصر میں آپ نے امام کے مذہب کو پھیلایا۔

امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کا فتویٰ

امام الفقہاء سراج الامہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ کے تلمیذ رشید امام الربانی مجتہد فی المذہب امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ امام شافعی کے استاذ اور آپ امام ابو یوسف سے زیادہ فقیہ تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ بن ابان اور حضرت محمد بن کامل المروزی نے فرمایا ذکرہ البزازی فی المناقب اور امام محمد فرماتے ہیں مذہبی و مذہب الامام و ابی بکر و عمر و عثمان علی رضی اللہ عنہم واحد کذا ذکرہ البزازی فی مناقبہ (ج ۲ ص ۱۶۴) امام محمد کے نزدیک گستاخ رسول ﷺ کی توبہ مقبول نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابن عابدین شامی تنقیح حامدیہ جلد ۱ میں لکھتے ہیں۔

فی آخر کتاب نور العین فی اصلاح جامع الفصولین نقلا عن کتاب الخراج للامام ابی یوسف ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکفر فان تاب تقبل توبۃ ولا یقتل عندہ و عند ابی حنیفہ خلافا لمحمد۔ (صفحہ ۱۰۴)

کتاب نور العین فی اصلاح جامع الفصولین کے آخر میں قاضی الشرق والغرب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخراج سے منقول ہے کہ بلاشبہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہو گیا۔ اگر وہ توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ امام ابو یوسف اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا

اس میں اختلاف ہے۔ مذکورہ بالا عبارت میں خلافاً محمد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ قبول نہیں۔ پھر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب قبولیت توبہ کا ہے اور صاحب مذہب امام ابوحنیفہ ہیں اور ہمارے ائمہ نے یہ صراحت کی ہے۔ یجب علینا الافتاء بقول الامام وان افتی المشائخ بخلافه کہ ہم پر واجب ہے قول امام پر فتویٰ دینا۔ اگرچہ مشائخ نے قول امام کے خلاف فتویٰ دیا ہو۔ لہٰذا چونکہ امام کا مذہب قبولیت توبہ ہے تو امام کے مذہب پر ہی عمل کیا جائے گا اور اس کے مقابلے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

ومن لیس باھل للنظر فعلیه الا فتاء بقول الامام۔

جواب

اگر مفتی مجتہد نہ ہو تو اسے قول امام پر ہی فتویٰ دینا واجب ہے اور اگر مفتی اہل نظر واستدلال و مجتہدین میں سے ہو تو جب تک وہ امام کے قول کی دلیل معلوم نہ کرے تب تک اسے امام کے قول پر فتویٰ دینا حلال نہیں ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۳۸۸ پر لکھا ہے۔ ان قول الامام فی الفتوی الحقیقیة فیختص باھل النظر لا محل له غیرہ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ منحة الخالق باب القضا میں فتاویٰ ظہیریہ سے منقول ہے: روی عن ابی حنیفة رضی اللہ عنه انه قال لا یحل لاحدان یفتی بقولنا مالم یعلم من این قلنا وان لم یکن من اھل الاجتھاد لا یحل له ان یفتی الا بطریق الحکایة کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کسی مجتہد کو ہمارے قول پر فتویٰ دینا تب تک حلال نہیں جب تک اسے

ہمارے قول کی دلیل معلوم نہ ہو جائے اور اگر وہ مجتہد نہ ہو تو وہ بطور حکایت فتویٰ دے سکتا ہے لہٰذا ہمارے ائمہ نے جہاں اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ قول امام پر ہی فتویٰ دینا ضروری ہے اس سے مراد فتاویٰ عرفیہ ہے۔ لہٰذا جو حضرات اہل نظر و اہل اجتہاد سے نہ ہوں ان کے لئے امام کے قول پر ہی فتویٰ دینا لازم ہے اور جو مجتہدین واصحاب فتویٰ ہوں ان کا فتویٰ قوت دلیل کی بنیاد پر ہوگا لہٰذا اگر انہیں امام کے قول کی دلیل ضعیف معلوم ہو تو قول امام کی دلیل ضعیف ہونے کی وجہ سے مذہب امام سے عدول جائز ہے اور وہ ایسا کرنے سے نہ مذہب امام سے خارج ہوتے ہیں اور نہ ہی اس سے مذہب امام تبدیل ہوتا ہے چنانچہ امام اہل سنت فتاویٰ رضویہ جلد ا صفحہ ۳۸۶ میں لکھتے ہیں۔

حامل اخر اعلی العدول عن قول الامام مختص باصحاب النظر وهو ضعف دليله اقول ای فی نظرهم و ذلك لانهم ما مورون باتباع ما يظهر لهم قال تعالیٰ: فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارُ ولا تكليف الا بالوسع فلا يسعهم الا عدول ولا يخرجون بذلك عن اتباع الامام بل متبعون لمثل قوله العام اذا صح الحديث فهو مذهبی ففی شرح الهداية لابن الشحنة ثم شرح الاشباه لبيری ثم رد المحتار اذا صح الحديث وكان علی خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل فقد صح عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبی۔

اسی طرح اگر کسی مسئلے میں دو قول ہوں اور ائمہ مجتہدین نے دونوں کی تصحیح کی

ہوتو مفتی کو اختیار ہے جس قول پر چاہے فتویٰ دے چنانچہ امام اہل سنت اپنے فتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۸۷ پر کتاب الوقف بحر الرائق کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

متی کان فی المسئلة قولان مصححان جاز القضا والافتاء باحدهما۔

الغرض جب اصحاب فتویٰ کسی قول پر فتویٰ ارشاد فرمائیں یا کسی قول کو ترجیح دے دیں تو مفتی کو اسی قول پر فتویٰ دینا واجب ہے۔ خواہ وہ صاحب مذہب امام اعظم کا قول ہو یا آپ کے تلامذہ میں سے کسی کا قول ہو یا کسی اور امام کا قول ہو اور زیر بحث مسئلہ میں آئمہ مجتہدین اصحاب فتویٰ مثلاً امام ابواللیث سمرقندی، امام ابوزید دیوسی، امام صدر الشہید، امام طاہر بن احمد البخاری صاحب خلاصہ امام رضی الدین سرخسی، امام ابن الھمام صاحب فتح القدیر، امام بزازی، امام ابوالسعو د وغیرہم ائمہ کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے قول امام کے مقابلے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ و امام لیث بن سعد مصری کے قول پر فتویٰ دیا ہے۔ اس لئے مفتی کے لئے لازم ہے کہ اسی قول پر فتویٰ دے اور اسی کو اختیار کرے۔ اسی لئے امام حصکفی نے درمختار میں فرمایا۔ وھو المختار للفتوی۔

بلکہ ہم تو امام اعظم ابوحنیفہ و امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مئول سمجھتے ہیں اور اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ امام کا یہ قول اس شخص سے متعلق ہے جس سے سھوا سبقت لسانی کی وجہ سے بلا ارادہ شان رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی کے لفظ منہ سے نکل جائیں اور وہ فوراً تائب ہو اور اسلام لائے تو اس کی توبہ مقبول ہے لیکن پھر بھی اسے صاف نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ اسے تعزیر ضرور ہوگی اور امام محمد و امام لیث بن سعد کا قول اس شخص سے متعلق ہے جو عمداً وقصداً اس فعل قبیح کا مرتکب ہو۔

ایک سوال اور اس کا جواب

اگر یہ کہا جائے کہ گستاخ رسول ﷺ کی توبہ قبول نہ ہونے کا قول امام محمد و امام لیث بن سعد مصری کا ہے شیخین کا نہیں ہے اور جب امام محمد کا کوئی قول شیخین کے خلاف ہو تو شیخین کے قول کے مقابلہ میں امام محمد کے قول کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لہٰذا اس مسئلہ میں بھی امام محمد کے قول کی حیثیت نہیں۔ شیخین کے قول کو اختیار کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا کہ مذہب احناف میں گستاخ رسول کی توبہ قبول ہے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ شیخین کے قول کے مقابلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جس قول کو اصحاب فتویٰ مجتہدین فی المسائل واصحاب ترجیح اختیار کریں خواہ وہ قول ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم وصاحبین کے اقوال کے برعکس ہی کیوں نہ ہو اسی قول پر عمل کیا جائے گا اور وہی مذہب امام قرار پائے گا چنانچہ امام اہلسنّت امام شامی سے نقل کرتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

قد یرجحون قول بعض اصحابه علی قوله کما رجحوا قول زفر وحده فی سبع عشرة مسئلة فنتبع ما رجحوه لانهم اهل النظر فی الدلیل

یعنی اصحاب فتویٰ کبھی ترجیح دیتے ہیں امام کے تلامذہ سے بعض کے قول کو قول امام پر جیسا کہ سترہ مسائل میں صرف امام زفر کے قول کو ترجیح دی۔ تو ہم اسی قول کی پیروی کریں گے جس کو اصحاب فتویٰ نے اختیار کیا کیونکہ وہی اہل نظر ہیں۔

پھر فتاویٰ امام ابن شبلی سے نقل کرتے ہیں:

لا یعدل عن قول الامام الا اذا صرح احد من المشائخ بان الفتوٰی علی قول غیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا صفحہ ۴)

یعنی قول امام سے عدول نہیں کیا جائے گا لیکن اس وقت جب اصحاب فتویٰ میں سے کوئی ایک یہ صراحت کردے کہ فتویٰ قول امام کے علاوہ کسی دوسرے کے قول پر ہے۔ یعنی جب مجتہدین فی المسائل و اصحاب ترجیح میں سے کوئی ایک یہ وضاحت کردے کہ فتویٰ امام کے قول پر نہیں ہے تو ایسی صورت میں امام کے قول کو ترک کردیا جائے گا بلکہ ہمارے نزدیک اصحاب فتویٰ جس قول کو اختیار کریں خواہ وہ ائمہ کے مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو تو اسی قول کو مذہب ائمہ سمجھا جائے گا اور وہی قول واجب العمل ہوگا اس کی ایک مثال ہم یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام متون معتبرہ میں یہ موجود ہے لا باس ان تخرج العجوز فی الفجر والمغرب والعشاء۔ کہ بوڑھی عورت نماز فجر، مغرب اور عشاء مسجد میں با جماعت نماز ادا کرسکتی ہے۔ الجوہرہ میں اس قدر زائد ہے۔ والجمعه والعیدین وهذا عند ابی حنیفة اما عندهما فتخرج فی الصلوٰة کلها (الجوہرہ النیرہ ج ا صفحہ ۷۲) اور رمز الحقائق شرح کنز الدقائق میں امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وبه قالت الثلاثه تو گویا صاحبین و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بوڑھی عورتیں تمام نمازوں میں مسجد میں آسکتی ہیں اور امام اعظم کے نزدیک جمعہ، عیدین و فجر و مغرب اور عشاء میں آسکتی ہیں لیکن اس کے باوجود اصحاب فتویٰ نے ائمہ اربعہ و صاحبین کے مذہب کے برعکس فتویٰ دیا اور اس کی علت یہ بیان فرمائی لظهور الفسق فی هذا الزمان۔ کہ اس دور میں فسق چونکہ بہت زیادہ ظاہر ہو رہا ہے اس لئے بوڑھی عورتوں کو تمام نمازوں کے لئے مساجد میں آنے سے روکا جائے۔ چنانچہ امام ابوبکر علی بن محمد الحداد

الیمنی متوفی ۸۰۰ھ الجوہرہ میں فرماتے ہیں: والفتوی الیوم علی الکراھة فی الصلوٰۃ کلھا لظھور الفسق فی ھذا الزمان (ج ا صفحہ ۷۲) اورشرح نقایہ مولوی الیاس میں ہے الفتوی الیوم علی الکراھة فی الصلوٰۃ کلھا لظھور الفساد اور (رمز الحقائق ج ا ص ۳۹) وتوفیق الرحمٰن ج ا ص ۳۹ پر ہے والفتوی الیوم علی المنع فی الکل اور مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔ اما فی زماننا فیمنعن عن حضور الجماعات وعلیه الفتوی (ج ا ص ۱۰۹) اور (جامع الرموز ج ا ص ۷۸) پر ہے وھو المختار کما فی الاختیار وغیرہ اور الدر المنتقی فی شرح الملتقی میں ہے۔ اما فی زماننا فالمفتی به منع الکل حتی حضور الوعظ ونحوہ کما فی الکافی وغیرہ (ج ا ص ۱۰۹) اور ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ شرح نقایہ میں فرماتے ہیں:

> اما فی زماننا فکثر انتشار الفساق وقت المغرب والعشاء والمختار منع العجوز عن حضور الجماعة فی جمیع الاوقات فضلا عن الشابة لماروی البخاری عن یحیی بن سعید عن عمرۃ عن عائشه رضی اللّٰه تعالی عنها انها قالت لو ادرك رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما احدث النساء لمنع هن کما منعت نساء بنی اسرائیل رواہ ابن عبدالبر فی التمهید (شرح نقایہ ج ا ص ۱۹۵)

امام ابن نجیم بحر الرائق میں اس فتوی کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> ھذہ الفتوی مخالفة لمذھب الامام وصاحبیه جمیعا فانهما اباحا للعجائز الحضور مطلقا والامام فی غیر الظھر والعصر والجمعة.

اسی طرح امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان نے اپنے فتویٰ میں صاحب بحر سے نقل کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱ص ۳۸۶)

تو جناب والا کثرت ظہور فسق و فجور عملی کی علت کی بناء پر مذہب امام کے خلاف فتویٰ دیا جاسکتا ہے اور اسی کو مذہب امام قرار دیا جاسکتا ہے تو کثرت ظہور فساد اعتقادی کی علت کی بناء پر گستاخ رسول کی توبہ کے مسئلہ میں بھی شیخین کے قول کے مقابلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام لیث بن سعد مصری وائمہ متاخرین کے مذہب کو اختیار کیا جاسکتا ہے اور اسی کو مذہب امام سمجھا جائے گا یعنی ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اس دور میں امام اعظم ابوحنیفہ ہوتے اور یوں شان رسالت ماب میں لوگوں کو گستاخیاں کرتے دیکھتے اور سنتے تو گستاخ رسول ﷺ کی توبہ کی قبولیت کا قول ارشاد نہ فرماتے۔

امام اہل ظاہر ابن حزم وشوکانی کا فتویٰ

امام اہل ظاہر علامہ ابن حزم نے بھی محلی کی جلد ۱۱ میں اور غیر مقلدین کے معتمد علیہ خصوصی علامہ شوکانی نے نیل الاوطار جلد ۷ میں بحوالہ ابن منذر اور ابوبکر فارسی لکھا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں صریح بے ادبی، گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے سب النبی ﷺ قذف صریح کفر باتفاق العلماء فلو تاب لم یسقط عنه القتل صفحہ ۲۰۰ یعنی وہ اگر توبہ بھی کرے تو اس سے قتل ساقط نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ پر قذف لگانے والے کی حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

فقہ مالکی

سابقہ اوراق میں شفا شریف کے حوالے سے ہم امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

کا مذہب نقل کر چکے ہیں اب یہاں مزید چند ایک حوالے نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ امام المفسرین امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی اپنی تفسیر احکام القرآن جلد ۸ صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں۔

واختلفوا اذا سبه ثم اسلم تقية من القتل فقيل يسقط باسلامه قتله وهو المشهور من المذهب لان الاسلام يجب ماقبله. بخلاف المسلم اذا سبه ثم تاب قال الله عزوجل "قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف" وقيل لا يسقط الاسلام قتله قال في العتبية لانه حق للنبي صلى الله عليه وسلم وجب لانتهاكه حرمة وقصده الحاق النقيصة والمعترة به فلم يكن رجوعه الى الاسلام بالذى يسقطه ولا يكون احسن حالامن المسلم.

فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے پھر وہ قتل سے بچنے کے لئے اسلام لائے بعض فقہاء کے نزدیک اس کے اسلام لانے سے سزائے قتل ساقط ہو جائے گی۔ یہی مشہور مذہب ہے کیونکہ اسلام لانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ حکم اس شخص کے خلاف ہے جو مسلمان کہلا کر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے پھر وہ توبہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کافروں سے کہہ دو اگر وہ باز آجائیں تو جو ان سے پہلے ہو چکا وہ سب معاف کر دیا جائے گا اور بعض فقہاء نے یہ فرمایا کہ اس کے اسلام لانے سے سزائے قتل ساقط نہ ہوگی۔ العتبیہ میں ہے۔ سزائے قتل اس لئے ساقط نہ ہوگی کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کا حق ہے جو آپ کی عزت وعظمت پامال کرنے کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کے رجوع الی الاسلام سے سزائے قتل

رفع نہ ہوگی اور وہ مسلمان کہلانے والے سے بہتر نہیں ہے۔ جب مسلمان سے ایسا فعل عمداً سرزد ہوتو اس کی توبہ مقبول نہیں۔ تو اگر کوئی ذمی اس جرم عظیم کا مرتکب ہوتو اس کی توبہ واسلام اگرچہ عنداللہ مقبول ہے مگر اس سے سزائے قتل رفع نہ ہوگی۔

فقہ حنبلی

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب الاداب الشرعیہ ج اصفحہ ۶۱ پر علامہ شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن مفلح المقدسی الحنبلی لکھتے ہیں:

ولا تصح التوبة من ذنب اصر علی مثله ولا تصح من حق الادمی ذکره فی المستوعب ونص علیه احمد۔

یعنی جس گناہ پر اصرار کیا ہو اس سے توبہ درست نہیں اور جس فعل سے آدمی کا حق متعلق ہو اس سے بھی توبہ درست نہیں۔ اس کو المستوعب میں ذکر کیا ہے اور امام احمد نے اس پر نص فرمائی ہے اور اس پر اجماع ہے کہ شان رسالت ماب ﷺ میں گستاخی ایسا فعل ہے کہ اس کے ساتھ حق عبد متعلق ہے۔ لہٰذا اس سے توبہ درست نہ ہوگی۔

ذمی کا حکم

اگر کوئی ذمی رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو فقہاء احناف متقدمین کے نزدیک اس کا عہد نہ ٹوٹے گا اور اسے قتل کرنا واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح تمام متون معتبرہ میں ہے لیکن ائمہ متاخرین مجتہدین نے امام کے اس قول سے عدول فرمایا ہے اور ذمی کے اس فعل قبیح کی وجہ سے واجب القتل ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ علامہ شیخ احمد ملا جیون صاحب نورالانوار ارشاد فرماتے ہیں:

فقتل الذمی ان سب النبی صلی اللہ علیه وسلم وظاهر

عبارة القرآن يقتضي هذا الحكم لانه قال وطعنوا في دينكم فقاتلوا ولا شك ان ليس طعن في الدين اكبر من سب النبي عليه الصلوٰة والسلام اذ فيه اهانة الشرع وهتك حرمة الاسلام والحق ان يكون فتوى اهل العلم في زماننا على هذا (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۵۲)

اگر ذمی رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ ظاہر قرآن حکیم اسی حکم کا مقتضی ہے کیونکہ اللہ جل مجدہ نے فرمایا۔ وہ تمہارے دین میں طعن کریں تو ان سے قتال کرو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی سے بڑھ کر دین میں کوئی طعن نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس میں شریعت کی توہین ہے اور حق یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے علماء کا فتویٰ اسی پر ہے۔

اور امام ابن عابدین شامی تنبیہ الولاۃ والحکام میں تمام ائمہ احناف کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

والحاصل ان الذمی یجوز قتله عندنا لکن لاحدابل تعزیرا فقتله لیس مخالفا للمذهب. (تنبیہ صفحہ ۳۵۴)

ان تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ذمی کو تعزیراً قتل کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ پس اس کا قتل مذہب کے خلاف نہیں ہے اور یہ اس صورت میں ہے جب ذمی علانیہ اس فعل قبیح کا مرتکب نہ ہو اور اگر وہ علانیہ اس فعل قبیح کا ارتکاب کرے تو باجماع فقہاء وہ واجب القتل ہے۔ چنانچہ مجمع الانہر میں سیر الذخیرہ سے منقول ہے۔

والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن بشتمه علیه الصلوٰة والسلام واستدل محمد لبیان قتل المرأة اذا اعلنت بشتم

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بما روی ان عمیر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی رسول اللہ علیہ وسلم فقتلها لیلا فمدحه صلی اللہ علیہ وسلم علی ذالك وھو مذھب الائمة الثلاثة وبه ینقی الیوم۔

(مجمع النہر جلد ا صفحہ ۲۷۷)

جب ذمی علانیہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور امام محمد نے اس عورت کے قتل کے جواز پر جو علانیہ شان رسالت میں گستاخی کی مرتکب ہو اس حدیث سے استدلال کیا ہے جو عمیر بن عدی الخطمی الانصاری سے مروی ہے کہ انہوں نے عصماء بنت مروان جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی تو آپ نے ایک رات اسے قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان کی تعریف فرمائی۔

بعض روایات میں ہے کہ عمیر بن عدی کی بہن حضور ﷺ کو ایذاء دیتی تھی آپ نے ایک رات اس خبیثہ کو قتل کر دیا اور سرور کائنات ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ نے اس پر انکی مدح فرمائی اور علامہ محمد عبدالحی لکھنوی عمدۃ الرعایہ فی شرح شرح الوقایہ ج ۲ کتاب الجہاد صفحہ ۳۷۳ میں فرماتے ہیں:

یودب الذمی ویعزر اذا صدر منه مثل ھذه الامور لاسیما اذا اعلن او تکرر منه بل صرحوا وجوب قتله سیاسة کما ذکره العینی وغیره۔

قبول توبہ کے قائلین کے دلائل کا جواب

ان تمام دلائل کا جواب یہ ہے کہ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ شان رسالت ماب ﷺ میں گستاخی ایسا فعل ہے کہ اس کے ساتھ حق عبد متعلق ہے اور حق

عبد توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ اسی قانون کی بنیاد پر امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف جلد ۲ ص ۲۲۳ پر فرماتے ہیں:

ومسئلة ساب النبي صلى الله عليه وسلم اقول لا يتصور فيها الخلاف على الاصل المتقدم لانه حق متعلق للنبي صلى الله عليه وسلم ولامة بسببه ولا تسقطه التوبة كسائر حقوق الادميين۔

اسی اصل اور قانون کی بنیاد پر علماء نے گستاخ رسول کو دوسرے مرتدین سے مستثنیٰ قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابوبکر جابر الجزائری فرماتے ہیں:

واستثنى اهل العلم من سب رسول الله تعالى فانه يقتل في الحال ولا تقبل توبته۔ (منہاج المسلم ص ۵۳۶)

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلامی حکمرانوں کے فیصلے

اسلامی تاریخ کے سب سے پہلے حکمران کی صورت میں صاحب شرع حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز تاریخ کے افق پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اصحاب اور اہل بیت کے دشمنوں کو عام معافی دینے کا اعلان کیا مگر منصب رسالت کی تنقیص کرنے والوں کے لئے خصوصی حکم ارشاد فرمایا کہ ابن خطل کو قتل کیا جائے اگرچہ وہ خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا اور دیگر مجرمین کی سزا میں امتیاز اور استثناء، اسلامی حکمرانوں کے لئے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معافی اور رعایت کے تمام دروازے کلیتاً مسدود کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خلفائے راشدین نے اپنے اپنے ادوار میں کبھی بھی کسی گستاخ اور شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نرم گوشہ نہیں رکھا اور گستاخان نبی صلی اللہ علیہ وسلم قتل کئے جاتے رہے۔ یہاں خلفائے راشدین کے بعد آنے والے اسلامی حکمرانوں کے فیصلے بیان کئے جائیں گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا موقف

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

”خلیفہ عادل جناب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عامل کوفہ کے استفسار پر تحریر فرمایا تھا کہ سوائے اس شخص کے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو،

ان کے علاوہ کسی دوسرے کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔"(۱)

مائل خیر آبادی اس واقعہ کو یوں ذکر کرتے ہیں:

"ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنر عبدالحمید بن عبدالرحمان نے لکھا کہ میرے سامنے ایک ایسا مجرم پیش کیا گیا جو آپ کو گالیاں دیتا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کو قتل کر دوں لیکن پھر سوچا کہ آپ کی رائے لے لوں۔ چنانچہ آپ کا حکم آنے تک اسے قید کر دیا ہے۔ خلیفہ نے جواب لکھ بھیجا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میں تم سے قصاص لیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کو گالی دینے پر قتل کرنا جائز نہیں۔"(۲)

خلیفہ ہارون الرشید کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ کا فتویٰ:

عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو۔ ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ عراق کے علماء نے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوڑوں کی سزا تجویز کی ہے۔ آپ کا اس سلسلے میں کیا فتویٰ ہے؟ امام مالک نے ہارون الرشید کے استفسار پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا جو شخص حضور علیہ السلام کو گالی دے وہ ملت اسلامیہ کا فرد نہیں رہتا، ایسا شخص واجب القتل ہے اور جو کوئی شخص اصحاب رسول کو برا بھلا کہے اور گالیاں دے اس کو کوڑے مارے جائیں۔(۳)

موسیٰ بن مہدی عباسی اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عباسی خلیفہ موسیٰ بن مہدی الملقب بہ ہادی کے عہد میں ایک شخص نے قبیلہ قریش کو برا بھلا کہا۔ اس سلسلے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق بھی گستاخی کی۔ وہ ہادی کے سامنے لایا گیا۔ اس نے علماء فقہاء کو جمع کر کے اس کے متعلق فتویٰ لیا۔ انہوں نے اس کے قتل کا فتویٰ صادر کیا۔ اس پر خلیفہ نے کہا کہ اس کی سزا کے لئے قریش ہی کی اہانت کافی تھی۔ (کیونکہ یہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے) اس دشمن خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شامل کر لیا چنانچہ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔(۴)

سلطان نور الدین زنگی اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۵۷۷ھ میں سلطان نور الدین زنگی کے زمانہ میں روضہ پاک میں نقب زنی کی ناپاک جسارت کی گئی مگر اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے شر پسندوں کا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ سلطان کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''دو نیلی آنکھوں والے'' اشارہ کر کے فرمایا کہ ان سے میری حفاظت کرو۔ سلطان کو سخت تشویش ہوئی۔ اٹھ کر وضو کیا۔ نفل ادا کئے مگر جونہی لیٹے پھر وہی خواب دیکھا۔ غرضیکہ تین دفعہ ایسا ہوا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنے وزیر جمال الدین کے مشورے پر فوراً مدینہ جانے کی تیاری شروع کر دی۔ سولھویں دن مدینہ طیبہ پہنچے۔ ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد سوچنے لگے کہ حصول مقصد کے لئے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے۔ آخر وزیر نے اعلان کیا کہ بادشاہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہیں وہ اہل مدینہ کو انعامات سے نوازیں گے۔ ہر شخص حاضر ہو کر اپنا حصہ لے لے۔ ایک ایک آدمی آتا گیا، بادشاہ انعامات تقسیم کرتا رہا۔ وہ ہر شخص کو بغور دیکھتا اور خواب میں نظر آنے والی شکلوں کو تلاش کرتا، حتیٰ کہ مدینے کے تمام لوگ گزر گئے مگر مجرمین کا کھوج نہ لگایا جا سکا۔ بادشاہ نے استفسار کیا کہ کوئی رہ گیا ہو تو حاضر کیا جائے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد شاہ کو بتایا گیا کہ صرف دو مغربی باشندے ہیں جو نہایت متقی ہیں اور انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے۔ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں۔ بادشاہ نے انہیں بھی طلب کر لیا اور انہیں ایک نظر دیکھتے ہی پہچان گیا۔ پوچھا کون ہو اور یہاں کیوں پڑے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم مغرب کے رہنے والے ہیں۔ حج کے لئے آئے تھے، روضہ انور کی زیارت کے لئے مدینہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے کے شوق میں یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ بادشاہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر ان کی رہائش گاہ پر پہنچا جو ایک قریبی سرائے میں تھی مگر وہاں کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی جس کی وجہ سے بادشاہ اور پریشان ہو گیا۔

مدینہ پاک کے لوگوں نے ان کی صفائی میں بہت کچھ کہا کہ یہ نہایت پرہیزگار ہیں،

ریاض الجنۃ میں نماز پڑھتے ہیں، روزانہ جنت البقیع کی زیارت کرتے ہیں اور ہر شنبہ کو قبا میں نفل ادا کرتے ہیں۔ یہ قائم اللیل اور صائم النہار ہیں۔ اس سے بادشاہ کی تشویش میں اور اضافہ ہوگیا۔ دفعتاً بادشاہ کے دل میں کچھ خیال آیا اور اس نے ان آدمیوں کے مصلّٰی کو الٹ دیا۔ بوریا کا مصلّٰی ایک پتھر کے اوپر تھا۔ پتھر اٹھایا گیا تو نیچے سرنگ نمودار ہوئی جو دور تک روضہ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ چکی تھی۔

بادشاہ نے اس کمینی حرکت کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ نصرانی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے انہیں بیش بہا دولت دے کر اس کام پر مامور کیا ہے کہ کسی طرح وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مقدسہ میں داخل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر یہاں سے نکال کر لے جائیں۔ ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ رات بھر سرنگ کی کھدائی کرتے اور مشکوں میں مٹی بھر کر بقیع کے مضافات میں ڈال آتے۔ سلطان نور الدین زنگی یہ بات سن کر آتش غضب سے بھڑک اٹھا، ساتھ ہی رقت بھی طاری ہوگئی کہ اسے اس کام پر معمور کیا گیا ہے چنانچہ دونوں عیسائیوں کو صبح کے وقت قتل کرادیا اور شام کے وقت ان کی ناپاک نعشوں کو نذر آتش کر کے خاکستر کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس بیدار بخت بادشاہ نے حجرہ پاک کے چاروں طرف اتنی گہری بنیادوں کو سطح زمین تک بھر دیا کہ آئندہ کسی ملعون کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک کی توہین کے قصد کا موقع نہ مل سکے۔ (۵)

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ریجی نالڈ اور سلطان صلاح الدین ایوبی

شیطان صفت پرنس ارطاق والٹی کرک ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر لشکر کشی کا قصد کیا تاکہ مدینہ منورہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو منہدم اور مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے۔ جب وہ سمندری راستے سے حملہ آور ہوا تو مسلمان مقابلے کیلئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ اس کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی جانب بھاگے۔ مسلم سپاہ کے جیالوں نے انہیں پہاڑوں اور

باغوں سے پکڑ کر ان کے ٹکڑے کر دیے۔ ریجی نالڈ جیسا شاتم رسول خود بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن ابلیس کا فرزند اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو دکھ پہنچانے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرنا اس کی فطرت کی جزو لاینفک بن چکا تھا لیکن پول کا بیان ہے کہ ریجی نالڈ نے 1179ء میں مسلمانوں کے ایک کارواں کو لوٹ لیا اور اس کے تمام آدمی گرفتار کر لئے۔ بادشاہ یروشلم نے اس پر اعتراض کیا اور کارواں کے لوگوں کی رہائی اور لوٹے ہوئے مال کی واپسی کے لیے سفیر بھیجا۔ ریجی نالڈ نے ان کا مذاق اڑایا۔ 1183ء میں پھر یہی حرکت کی۔ 1186ء میں مسلمان تاجروں کے ایک قافلہ کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا۔ جب ان لوگوں نے اس سے رہائی کے لئے کہا تو اس نے یہ طعن آمیز جواب دیا کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تم کو چھڑائے۔ (استغفر اللہ) جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر ملی تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ اس صلح شکن کافر کو خدا نے چاہا تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔

صلیبی لڑائیوں کے سلسلے میں ایک موقع پر فرنگیوں کو شکست ہو گئی۔ فرنگی بادشاہ اور شہزادے قید کر کے سلطان صلاح الدین ایوبی کے سامنے لائے گئے۔ ان میں ریجی نالڈ بھی شامل تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس کو تمام بد اعمالیوں گنوائیں اور یہ بھی کہا کہ اس وقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں اور یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے اس موذی کا سر قلم کر دیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ہم مسلمانوں کا یہ دستور نہیں کہ لوگوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے رہیں۔ ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بد اعمالیوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے۔ (۶)

فقہائے اندلس اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ابراہیم فرازی ماہر علوم اور اپنے زمانے کا مشہور شاعر تھا۔ وہ قاضی ابو العباس بن

طالب کی علمی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا۔ جب اس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ خدا تعالیٰ، انبیاء کرام علیہم السلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخیاں کرتا ہے اور استخفاف اور استہزاء کے کلمات ادا کرتا ہے تو قاضی بن عمر اور دیگر فقہاء نے اس کو عدالت میں طلب کیا اور اس کی کوتاہیوں کے ثبوت کے بعد اس کے قتل اور پھانسی کا حکم دیا۔ چنانچہ پہلے اس کے پیٹ میں چھری ماری گئی اور اس کے بعد اس کو اٹھا کر سولی پر لٹکایا گیا۔ بعد میں اس کی نعش سولی سے اتار کر جلا دی گئی۔ (۷)

پادری یولوجیئس کا قتل

اے ہسٹری آف سپین کے مصنف لیور مور لکھتے ہیں: قرطبہ کے اس پادری (یولوجیئس) نے 850ء میں سر عام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کی تحریک کا آغاز کیا۔ لین پول ''اسٹوری آف دی نیشنز سیریز'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ یہ پادری اپنی مجنونانہ حرکتوں سے باز نہ آیا اور امیر عبدالرحمٰن کے فرزند ارجمند امیر محمد کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا۔ (۸)

راہب اسحاق کا قتل

اسحاق قرطبہ کے عیسائی ماں باپ کا بیٹا تھا۔ عربی زبان خوب جانتا تھا۔ ابھی نوعمری میں ہی تھا کہ امیر عبدالرحمٰن کے دربار میں اس کو کاتب کی جگہ مل گئی لیکن 24 برس کی عمر میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر صبانوس کی مسیحی خانقاہ میں گوشہ نشین ہو گیا جہاں متعصب پادریوں کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے اس کے دل میں جوش پیدا ہوا کہ وہ اپنی جان دے کر بزرگی حاصل کرے۔ ایک دن وہ خانقاہ سے نکل کر قرطبہ پہنچا اور قاضی کے سامنے آ کر کہا: میں آپ کا دین قبول کرنا چاہتا ہوں، مہربانی کر کے آپ مجھے اس کی ہدایات کریں۔ قاضی اس سے خوش ہو کر اسے دین اسلام کے متعلق بتانے لگا۔ اس نے برملا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کیا۔ جب قاضی نے سمجھایا تو اس کو بھی بُرا بھلا کہا۔ قاضی نے اسے

جیل بھیج دیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حکم جاری کیا کہ اسے پھانسی دی جائے اور اس کی لاش کو کئی دن تک پھانسی پر اس طرح لٹکا رہنے دیا جائے کہ اس کا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں۔ اس کے بعد لاش جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہا دی جائے۔ چنانچہ جون 851ء میں ان احکام کی تعمیل ہوئی۔ (۹)

پرفیکٹس کا قتل

پرفیکٹس سنت ایکس کلولس کے گرجا کا ایک پادری تھا۔ عربی زبان پر مہارت رکھتا تھا۔ ایک دن بازار میں کچھ خریدنے نکلا، وہاں چند مسلمانوں سے گفتگو کرنے لگا۔ معمولی بات چیت کے بعد مذہب کا ذکر چھڑا۔ مسلمانوں نے پادری سے کہا "تم ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو؟ پادری نے کہا مسیح میرا خدا ہے۔ تم اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہ پوچھو کہ ہم عیسائی ان کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں۔ جب مسلمانوں نے قاضی کو اس کی گفتگو نہ بتانے کا یقین دلایا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کیا۔ ایک دن جب وہ سڑک پر جا رہا تھا تو ان لوگوں نے جن کے سامنے اس نے بیہودہ الفاظ کہے تھے مسلمانوں کو اس کی نازیبا حرکت کی اطلاع دے دی۔ لوگ اسے پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے اور قاضی سے فریاد کی کہ اس پادری نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت بے ادبی کے الفاظ کہے ہیں۔ قاضی نے پادری سے پوچھا تو اس نے کانپتے ہوئے قطعاً انکار کر دیا۔ لیکن قاضی نے شرع کے مطابق اس کے قتل کا حکم سنایا اور اسے بیڑیاں پہنا کر جیل بھیج دیا۔ جہاں اس شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنی بسابقہ روش کا اعادہ کیا۔ چنانچہ مقررہ دن اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ (۱۰)

ایک اور گستاخ کا قتل

اسحاق کے قتل کے دو دن بعد ایک افرنجی عیسائی نے جس کا نام سانکو تھا اور امیر

عبدالرحمٰن کی فوج کا ایک سپاہی اور پادری یولوجیئس کا شاگرد تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور قتل ہوکر جہنم واصل ہوا۔ (۱۱)

لین پول نے اس مردود کا نام ''سانچو'' لکھا ہے۔ (۱۲)

عیسائی جنون کا ایک اور مظاہرہ اور سزائے موت

سانچو کے قتل کے بعد اتوار کے دن 7 جون 1851ء چھ راہب جن میں ایک اسحاق کا چچا جرمیاس اور دوسرا راہب جان بتوس تھا۔ وہ اپنے حجرے میں تنہا پڑا رہتا تھا۔ قاضی کے سامنے آئے اور کہا: ہم بھی اپنے دینی بھائیوں سانکو اور اسحاق کے الفاظ کا اعادہ کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب وشتم کرنے لگے۔ یہ چھ کے چھ قتل کر دیے گئے۔ (۱۳)

آئزک کا قتل

پرفیکلس کی طرح آئزک بھی قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جیسے ہی اس کو مسلمان کرنے کے لئے دینی عقائد اس کے سامنے بیان کئے گئے تو اس نے سب وشتم شروع کر دیا۔ قاضی کے لئے برداشت کرنا دشوار ہوگیا۔ اس نے اس ذلیل کو طمانچہ رسید کر کے کہا جانتا ہے کہ اسلام میں اس کی سزا قتل ہے۔ اس نے کہا کہ وہ جان بوجھ کر یہاں آیا ہے۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے کہ مبارک ہیں وہ لوگ جو دینداری کے لئے ستائے گئے۔ آسمان کی بادشاہت انہی کے لئے ہے اس شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قتل کر دیا گیا۔ (۱۴)

جس بے باکی اور بدمعاشی کا مظاہرہ مذکورہ گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں کیا اگر اسے فرش زمین کا سیاہ ترین دور تصور کرلیا جائے تو بے جا نہ ہوگا مگر جہاں اس سیاہ دور کی بدبختی کا قلق دامن گیر ہے وہاں اسلامی حکمرانوں کے جرأت مندانہ فیصلے سیاہ رات میں ستاروں کی مانند چمکتے نظر آتے ہیں اور ان ستاروں کی چمک ہی میں منزلوں کے

آثار پنہاں ہیں۔

مغلیہ دور حکومت میں گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا

ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں: عبدالرحیم قاضی متھرا نے شیخ (شیخ عبدالغنی چیف جسٹس) کے پاس ایک استغاثہ بھیجا جس میں بیان کیا گیا کہ وہاں مسلمان ایک مسجد کی تعمیر کا ارادہ کئے ہوئے ہیں لیکن ایک سرکش برہمن نے سارا عمارتی سامان اٹھوا لیا اور اسی سامان سے بت خانے کی تعمیر شروع کروا دی ہے۔ میں نے جب اس کے خلاف تادیبی کاروائی کا اعادہ کیا تو اس نے گواہوں کی موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کی اس نے سخت توہین کی۔

شیخ عبدالغنی نے اس کو طلب کیا لیکن اس نے پیش ہونے سے انکار کر دیا۔ جس پر بادشاہ (اکبر) نے بیربل اور شیخ ابوالفضل کو بھجوایا اور وہ اسے لے آئے۔ شیخ ابوالفضل نے جو کچھ گواہوں سے سنا تھا وہ بیان کیا اور کہا اس بات کی تحقیق ہو گئی ہے کہ اس نے گالیاں بکی تھیں۔ اس کی سزا کے معاملہ میں علماء کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے اسے واجب القتل قرار دے کر سزائے موت کا مطالبہ کیا اور دوسرا اس کے خلاف، تعزیر اور جرمانے پر زور دے رہا تھا۔ بادشاہ نے صراحتاً اس کے قتل کی اجازت نہ دی اور گول مول کہہ دیا کہ یہ شرعی مسئلہ ہے، سزاؤں کا تعلق تم سے ہے۔ ہم سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ برہمن مدتوں اس جھگڑے میں قید میں پڑا رہا۔ شاہی محل کی بیگمات اس کی رہائی کے لئے سفارش کرتی رہیں لیکن بادشاہ شیخ کا بہت لحاظ کرتا تھا۔ اس لئے اس نے رہائی کا حکم بھی نہ دیا۔ شیخ نے جب اس کے قتل کے لئے اصرار کیا تو بادشاہ نے وہی جواب دیا کہ ہم تو تم سے پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ تم جو مناسب جانو کرو۔ اس کے بعد فوراً ہی شیخ عبدالغنی نے اس برہمن کے قتل کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اس کی تعمیل میں اس کی گردن مار دی گئی۔ (۱۵)

1734ء میں ایک اور گستاخ کو قتل کیا گیا

ایک ہندو مورخ اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ حقیقت رائے باگھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا۔ جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ بھٹہ نامی سکھ کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ حقیقت رائے مسلمانوں کے سکول میں داخل کیا گیا جہاں ایک استاد نے ہندو دیوتاؤں کے بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں کیں۔ حقیقت رائے نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور اس نے بھی انتقاماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کئے۔ اس جرم میں حقیقت رائے کو گرفتار کر کے لاہور عدالتی کاروائی کے لئے بھیجا گیا۔ اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔ کچھ ہندو افسر زکریا خان کے پاس پہنچے (جو اس وقت کا گورنر لاہور تھا) کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے۔ لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی سے انکار کر دیا۔ جس کے اجراء میں پہلے مجرم کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑوں کی سزا دی گئی اس کے بعد اس کی گردن اڑا دی گئی۔ (۱۶)

معلوم ہوتا ہے ستون سے باندھ کر اسے سزا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی کیوجہ سے دی گئی اور قتل کی سزا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دی گئی۔

وہی ہندو مورخ آگے لکھتے ہیں۔

پنجاب میں بسنت کا میلہ اسی حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ (۱۷) اے کاش! زندہ دلان لاہور بسنت کی حقیقت سے آشنا ہو جائیں اور اس مکروہ رسم پر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے لاشعوری طور پر بھی قہر خداوندی کو آواز دینے سے بچ جائیں۔
سلطنت مغلیہ کا سورج 1857ء میں غروب ہو گیا انگریز شاطر نے وہ قانون جو مسلمانوں کے زخموں کا مرہم تھا اسے یکسر ختم کر دیا۔

چنانچہ مسلمان سرفروشوں نے اس قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے انہیں کیفرِ کردار تک پہنچاتے رہے۔

حوالہ جات

(۱) الشفاء:۷۸۳/۲ (۲) عمر ثانی عمر بن عبدالعزیز،ص:۰۵

(۳) الشفاء:۸۸۳-۷۸۳/۲ (۴) تاریخ خطیب:۳۲/۳۱

(۵) آئینہ حج،ص:۴۷۱-۲۷۱ (۶) ابن اثیر:۲۸/۱۱؛ کتاب الروضین:۸/۲

(۷) الشفاء؛۷۸۳/۲ (۸) اسٹوری آف دی نیشنز سیریز:۲۴/۲ (۹) عبرت نامہ اندلس،ص:
۹۷۴ (۰۱) عبرت نامہ اندلس:۳۷۴-۱۷۴/۲؛مسلمان اندلس میں،ص:۱۳۱(۱۱) عبرت نامہ
اندلس:۱۸۴/۱(۲۱) مسلمان اندلس میں،ص:۳۳۱

(۳۱) عبرت نامہ اندلس:۱۸۴/۱(۴۱) تاریخ اندلس از سید ریاست علی

(۵۱) منتخب التواریخ از ملا عبدالقادر بدایونی (۶۱) پنجاب آخری مغل دور حکومت میں،ص:۲۲۱

(۷۱) پنجاب آخری مغل دور حکومت میں،ص:۹۷۲

یورپ اور قانون توہین انبیاء کرام علیہم السلام

پاپائے روم یا چرچ کے اقتدار میں آنے سے قبل یورپ میں رومن لاء (Roman Law) کی عمل داری تھی چونکہ انجیل میں کوئی قانونی احکام موجود نہ تھے لیکن جب کلیسا نے اسٹیٹ پر غلبہ و اقتدار حاصل کرلیا تو پوپ کے منہ سے نکلے ہوئے ہر حکم کو قانون کی بالادستی حاصل ہوگئی۔ تورات کے برعکس انجیل صرف پندو نصائح کا مجموعہ تھا اس لئے یورپ اور ایشیاء میں جہاں جہاں عیسائی حکومتیں قائم ہوئیں وہاں کاروبار حکومت چلانے کے لئے اہل کلیسا کو رومی قانون اور یہودیوں کے تالمودی قانون ہی پر انحصار کرنا پڑا۔

موسوی قانون کے تحت قبل مسیح علیہ السلام کے انبیاء کی اہانت اور تورات کی بے حرمتی کی سزا سنگساری مقرر تھی۔ رومن امپائر کے شہنشاہ جسٹینین کا دور حکومت طلوع اسلام سے چند سال قبل 528 تا565 صدی عیسوی پر محیط ہے۔ رومن لاء کی تدوین کا سہرا بھی اسی کے سر ہے اور اس کو عدل و انصاف کا مظہر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے جب دین مسیح قبول کر لیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیائے بنی اسرائیل کی بجائے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا سزائے موت مقرر کی گئی۔ اس کے دور سے قانون توہین مسیح سارے یورپ کی سلطنتوں کا قانون بن گیا۔ روس اور سکاٹ لینڈ میں اٹھارویں صدی تک اس

جرم کی سزا سزائے موت ہی دی جاتی رہی ہے۔

روس میں بالشویک انقلاب کے بعد جب کمیونسٹ حکومت برسر اقتدار آئی تو سب سے پہلے اس نے دین و مذہب کو سیاست اور ریاست سے کلیتًا خارج کر دیا۔ اس کے بعد یہاں سزائے موت برقرار رہی لیکن اہانت مسیح کے جرم کی پاداش میں نہیں بلکہ مسیح کی جگہ اشتراکی امپریلزم کے سربراہ نے لے لی۔ اسٹالن جو رشین امپائر کا سربراہ بن بیٹھا تھا، اس کی اہانت تو بڑی دور کی بات تھی، اس سے اختلاف رائے رکھنا بھی ممالک محروسہ روس کا سنگین جرم بن گیا۔ ایسے سر پھرے لوگوں کے یا تو سر کچل دیے جاتے تھے جس کی مثال لینن کے ساتھی ٹراٹسکی کی خونچکاں موت کی صورت میں موجود ہے۔ جو اپنی جان بچانے کی خاطر روس سے بھاگ کر امریکہ میں پناہ گزیں تھا یا پھر ایسے مجرموں کو سائبریا کے بیگار کیمپوں میں موت کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ ایسی اذیت ناک سزاؤں اور موت کی گرم بازاری نے زار روس کے دور سیاہ کی عقوبتوں کو بھی بھلا دیا۔

برطانیہ میں بھی اگرچہ توہین مسیح کی جسمانی سزائے موت موقوف کر دی گئی تھی لیکن وہاں بھی اس جرم کی سزا کا قانون کامن لاء کے علاوہ بلاس فیمی ایکٹ (Blasphemy Act) کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ مناسب ہو گا کہ یہاں بلاس فیمی کے معنی کے ساتھ اس کی تعریف بھی کر دی جائے تاکہ اس کا صحیح مفہوم ذہن نشین ہو سکے۔

بلاس فیمی لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اہانت کے ہیں۔ لاطینی اصطلاح میں خدا کے وجود اور دین مسیح کی صداقت سے انکار یا نجات دہندہ عالم یسوع مسیح کی شان میں اہانت اور انجیل مقدس کی تحقیر اور تضحیک کو بلاس فیمو کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کی مستند قانونی لغت بلیکز لا ڈکشنری (Black's Law Dictionary) کی

رو سے بلاس فیمی ایسی تحریر یا تقریر ہے جو خدا، یسوع مسیح، انجیل یا دعائے عام کے خلاف ہو اور جس سے انسانی جذبات مجروح ہوں یا اس کے ذریعہ قانون کے تحت قائم شدہ چرچ کے خلاف جذبات کو مشتعل کیا جائے اور اس سے بدکرداری کو فروغ حاصل ہو۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں بلاس فیمی کی تعریف ذرا کچھ مختلف ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ مسیح مذہب کی رو سے بلاس فیمی گناہ ہے اور علمائے اخلاقیات بھی اس کی تائید کرتے ہیں جبکہ اسلام میں نہ صرف خدا کی شان میں بلکہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی بھی بلاس فیمی کی تعریف میں آتی ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا: ۲/۴۷)

برطانیہ میں توہین مسیح (Blasphemy) کامن لاء کے تحت قابل تعزیر جرم ہے۔ جبکہ بلاس فیمی ایکٹ میں مجرم کے لئے جسمانی موت (Civil Death) کی بجائے شہری موت کی سزا مقرر ہے جس کی رو سے حکومت ایسے مجرم کے سارے شہری حقوق سلب کرنے کی مجاز ہے۔ بلاس فیمی اگر تقریری ہو تو دو معتبر گواہوں کی شہادت لازمی ہوگی اور اگر تحریری ہو تو ایسی تحریر ثبوت جرم میں پیش کی جائے گی۔

معروف جج پولاک کے خیال میں بلاس فیمی ایکٹ کے تحت کسی شخص کو تادیبی موت کی سزا نہیں دی گئی مگر برطانیہ ہی کے ایک دوسرے ممتاز جج برام ویل نے صحیح طور پر جج پولاک کی تردید کی ہے۔ ہم برام ویل جج کی تائید میں ڈینس لی مون ایڈیٹر گے نیوز کے ایک اہم مقدمہ کا حوالہ دیں گے۔ لی مون پر 1978ء میں توہین مسیح کے الزام میں برطانیہ کی عدالت میں کیس دائر ہوا۔ ایڈیٹر لی مون پر الزام تھا کہ اس نے حضرت مسیح پر ایک مزاحیہ نظم لکھی ہے۔ جس میں اس نے ان کو ہم جنس پرستی کی طرف مائل دکھلایا تھا۔ اس مقدمہ کی اہم ترین بات یہ ہے کہ صفائی کے وکلاء نے ملزم کی طرف سے دفاع میں یہ نکتہ اٹھایا کہ ملزم نے بلاس فیمی کا ارتکاب ارادتاً یا قصداً

نہیں کیا تھا۔ یہ بات اس نے بطور تفریح کہی ہے جس سے اہانت مقصود نہیں۔ یہ وہی عذر ہے جو گستاخان رسالت شروع سے کرتے چلے آئے ہیں۔ جس کا ذکر کلام الٰہی میں آج سے چودہ سو سال قبل ہی کر دیا تھا اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ عذر قبول نہیں ہوگا۔ دیکھئے قرآن حکیم کا یہ ارشاد:

"قل اباللہ و ایاته و رسوله کنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" (توبہ:۵۶)

تم اللہ کے ساتھ، اس کی آیات کے ساتھ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ استہزاء (ہنسی مذاق) کرتے ہو۔ تمہارا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا، بلاشبہ تم نے ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

لی مون (Lemon) کے مقدمہ میں صفائی کے وکلاء کا تمام زور اسی نکتہ پر تھا کہ گے نیوز (Gay News) میں ملزم نے مسیح کے بارے میں ایسی بات تفریحاً یا دل لگی کے طور پر کی ہے جس میں اس کی نیت یا ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات بدنیتی سے کہی گئی ہے لیکن جیوری نے متفقہ طور پر قرآن مجید کے بیان کردہ فیصلہ کے مطابق ملزم کے اس عذر کو مسترد کر دیا کہ بلاس فیمی یا توہین مسیح کے کیس میں نیت یا ارادہ غیر متعلق ہیں کیونکہ جو بات جناب مسیح کے بارے کہی گئی ہے اس کا براہ راست تعلق ایک واضح حقیقت سے ہے جس کی وجہ سے پیروان مسیح کے جذبات مشتعل ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ لی مون کو بلاس فیمی لاء کے تحت جیوری نے سزا سنائی۔ فیصلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ برطانیہ میں قانون تو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مذہب کا انکار کر دیا جائے وہ قابل گرفت جرم نہیں لیکن مذہب کے خلاف ناشائستہ اور اشتعال انگیز زبان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اسی طرح اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن مجید کی یہ وعید ہے کہ استہزاء کرنے والوں کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیسویں صدی میں خود منکرین ہی کے ذریعہ پوری کر کے دکھلا دی گئی۔ فیصلہ کا اقتباس برطانیہ کے کثیر الاشاعت روزنامہ ''دی ٹائمز لندن'' میں 27 اگست 1998ء کو ڈیوڈ ہالو David Hallow نے رپورٹ کیا ہے جو درج ذیل ہے:

BLASPHEMY AND BIGOTORY

"Sincerity" and an "atmosphere of reverence" are not a sufficient defense against blasphemy. The 1978 conviction of Denis Lemon, editor of "Gay News" for publishing a poem suggesting that Jesus was a promiscuous homosexual established that the intention, or motive, of an artist is irrelevant. It is a question of fact: is Christian religious feeling "outraged and insulted"?

The law is clear: " Every publication is said to be blasphemous which contains any contemptuous, reviling, scurrilous or ludicrous matter relating to God, Jesus Christ, or the Bible" The law allows you to attack subvert or deny the Christian religion, but not in a way that is "

indecent" or "intemperate".

امریکہ اور اس کی اکثر سیکولر ریاستوں میں قانون توہین مسیح کو امریکی آئین کے بنیادی انسانی حقوق کے منافی نہیں قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے بڑے دور رس فیصلے دیے ہیں جو ملک عزیز کے معروضی سوالات میں نہایت اہم ہیں۔ یہاں ہم امریکی سپریم کورٹ کے ایک معرکۃ الآراء فیصلے سٹیٹ بنام موکس سے ضروری اقتباس پیش کریں گے جس میں آزادی مذہب اور آزادی پریس کے نبیادی حقوق سے بحث کرتے ہوئے فاضل عدالت عظمیٰ نے جو متفقہ فیصلہ دیا ہے اس کی تلخیص حسب ذیل ہے۔

''اگر چہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان میں باہمی کوئی ربط اور تعلق نہیں لیکن اسلام، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں پیروان مسیح کی تعداد زیادہ ہے۔ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے ہر شعبہ ہائے زندگی میں ان کا اثر و رسوخ ہے اور عیسائیت ریاست اور ملک کی غالب اکثریت کا مذہب ہے''۔ فاضل عدالت نے اپنے بصیرت افروز فیصلہ میں تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے ''اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں تہذیب و تمدن کے آغاز ہی سے کسی ملک کے طرز حکومت کی تشکیل میں دین و مذہب کا نہایت اہم رول رہا ہے اور اس ملک کے استحکام اور بقا کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام اور تکریم سے وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر سے علیحدہ نہ ہونے والا لازمی حصہ ہے''۔

فاضل عدالت نے اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے ''صدر امریکہ کی تقریب حلف وفاداری، اس کے علاوہ کانگریس اور مقننہ کی افتتاحی تقاریب اور عدالتوں کی کاروائی شہادت کے انجیل مقدس پر حلف سے آغاز سے یہ نتیجہ اخذ کرنا

مشکل نہیں کہ مملکت کے تکون یعنی عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ کا بھی مذہب سے یک گونہ بالواسطہ تعلق ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ریفرنس کا جواب دیتے ہوئے حتمی طور پر یہ قرار دیا ہے کہ آزادی مذہب اور آزادی پریس کے آئینی تحفظات اور بنیادی حقوق، توہین مسیح کے قانون اور اس کی بابت قانون سازی کی راہ میں مزاحم نہیں ہیں۔

یورپ کے قانون دان بلاس فیمی کے قانون کی توجیہ کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ اس قانون کا محرک بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب پر حملہ دراصل ریاست پر حملہ کے مترادف ہے۔ ان کی رائے میں اسی وجہ سے اکثر سیکولر ریاستوں میں بھی بلاس فیمی کو قابل تعزیر جرم بنا دیا گیا۔

مقننین کی اس منطقی توجیہ اور امریکہ کی سپریم کورٹ کے نا قابل تردید دلائل کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ مملکت خداداد پاکستان، جسے غلامانِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیحدہ قومیت کی بنیاد پر حاصل کیا تھا، جہاں ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہے جہاں پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی فیصلہ صادر نہ کرے اور نہ ہی انتظامیہ کو شرع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سرمو اختلاف کی جسارت ہوسکتی ہے۔ ایسے میں کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر کسی کو یہ کھلی اجازت ہے کہ وہ مسلمانوں کے آقا و مولا ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نام و ناموس پر مسلمان اپنی جان و مال اور ہر چیز قربان کرنے کو حاصل حیات سمجھتا ہے، کی شان میں گستاخی کرے اور قانون کی گرفت سے آزاد رہے۔

تاریخ کی یہ ایک معروضی حقیقت ہے کہ ماضی میں برطانیہ، امریکہ، روس اور یورپ کے کسی ملک میں بھی جب تک چرچ اور سٹیٹ، دین اور ریاست ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے اس وقت سارے ملکوں میں چرچ کو مملکت پر برتری حاصل تھی اور وہاں یسوع مسیح کی پرستش ہوتی رہی۔ اس کے در پردہ کلیسا کو

ملک کے سیاہ وسفید پر اقتدار کلی حاصل تھا۔ جس نے نشہ اقتدار میں بدمست ہوکر انسانیت پر لرزہ خیز مظالم کئے جس کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں چرچ اور مملکت، دین اور سیاست کی تفریق عمل مین آئی۔ اس لئے ان ملکوں نے سیکولر یعنی لادینی طرز حکومت کو اپنا لیا۔ اس کے باوجود ذوق پرستش ختم نہ سکا اور اس نے ایک نئ صورت اختیار کرلی۔ اب یسوع مسیح کی بجائے ریاست کو فیٹش (Fetish) یعنی پوجمان شے بنا لیا گیا اس لئے دنیا میں جہاں جہاں بھی سیکولر حکومتیں قائم ہوئیں وہاں ریاست کی مخالفت کو سنگین جرم بغاوت اور غداری قرار دیا گیا۔

آج دنیا کے تمام ملکوں میں خواہ سیکولر ہوں یا غیر سیکولر جرم بغاوت کا قانون موجود ہے جس کی سزا سزائے موت مقرر ہے۔ جو لوگ اس جرم کے الزام میں ماخوذ ہوں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جاتا ہے۔ یا پھر انہیں تختہ دار پر کھینچا جاتا ہے۔ امریکہ جیسے مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں انہیں گیس چیمبرز یا الیکٹرک چیئر میں بٹھا کر اذیت ناک طریقہ سے مار دیا جاتا ہے اور جس ملک میں اس جرم کی سزا عمر قید ہے وہاں ایسے ملزموں کو عقوبت خانوں میں تڑپ تڑپ کر مرنے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ اس قانون کے خلاف آج تک کسی نے لب کشائی نہیں کی تو پھر کیا پاکستان ہی میں جو اس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت غلامی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور جن کا نام نامی ہی اس ملک کے قیام اور بقا کا ضامن ہے، ان کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے والوں کے خلاف قانون توہین رسالت، قابل اعتراض قانون ہے قانون توہین رسالت پر اعتراض دراصل دین و مذہب بلکہ خود اپنی عقل و دانش اور فہم وفراست سے یکسر انکار ہے۔

☆☆☆☆☆

تحفظ ناموس رسالت ﷺ

(قرآن وسنت، تاریخ اور عصرِ حاضر کے تناظر میں)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

وادی فاراں میں آفتاب رشد وہدایت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے طلوع ہونے سے لے کر آج تک منکرینِ اسلام کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ مرکز ایمان، جان ایقان، روح دین، سیّد العالمین خاتم النبیین، سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات والا صفات پر تنقید کر کے اور نازیبا الزامات لگا کر غلامان مصطفیٰ (ﷺ) کے نازک آبگینہ ہائے قلوب کو ٹھیس پہنچاتے آئے ہیں، اس شر انگیز اور دل آزار کام میں منکرینِ اسلام کے تمام طبقے یعنی نصاریٰ، یہود وہنود ودیگر غیر مسلم باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت برابر کے شریک ہیں انہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ مسلمان اگرچہ نماز کے مکمل پابند نہ ہوں، روزہ رکھنے میں غفلت برتتے ہوں چہرے پر داڑھی اور سر پر عمامہ سجانے سے بھی گریزاں ہوں لیکن ان کے دلوں میں اپنے پیارے نبی کریم ﷺ کی محبت کا الاؤ اتنا روشن ہے کہ جب بھی اس ذات والا صفات پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جائے تو یہ بظاہر بے عمل اور داڑھی منڈے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کود جائیں گے کیونکہ ان کے نزدیک ایمان کی اساس نبی کریم ﷺ کی محبت والفت اور دین کا معیار حرمت رسول اللہ ﷺ پر کٹ مرنا ہے۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خان ﷫)

نام نہاد تہذیب اور ماڈرن کلچر (Modren Culture) کے دعوے دار ہونے کے باوجود یورپی ممالک نے نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ حرکت کی ناکام کوشش کر کے اسلامیان عالم کے جذبہ ایمانی کا امتحان لینا چاہا ہے۔ ڈنمارک کے ایک اخبار جانی لینڈر پوسٹن نے باقاعدہ طور پر بنوائے گئے ایسے بے ہودہ کارٹون (خاکے) شائع کئے جن میں پیغمبر اسلام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کردار کشی کی ناکام کوشش کی گئی۔ اس ناپاک جسارت کا ذکر کرتے ہوئے بھی روح کانپتی ہے۔ یہ خاکے 30 ستمبر 2005ء کو شائع ہوئے۔ ڈنمارک اور سکنڈے نیوین ممالک کے مسلمانوں نے اس پر شدید احتجاج کیا لیکن اخبار نے معذرت نہ کی بلکہ دیگر یورپی ممالک ناروے، فرانس، آسٹریلیا، ہالینڈ، آئرلینڈ، نیوزی لینڈ، اٹلی، امریکا اور برطانیہ کے اخبارات نے مزید دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان خاکوں کو دوبارہ شائع کر کے غم وغصہ کی کیفیت سے دوچار مسلمانوں کی دل آزاری میں اضافہ کیا۔

خود ڈنمارک کے قانون کے مطابق مذہبی، نسلی یا قومی دل آزاری قابل تعزیر جرم ہے۔ ڈنمارک کے قانون کی دفعہ 266 بی کے مطابق جو شخص عوامی طور پر یا لوگوں کے بہت بڑے حصے تک ایسا بیان یا بات پہنچائے جو لوگوں کی کسی جماعت، نسل، رنگ، قومیت، عصبیت، عقیدہ اور جنسی بنیاد پر دھمکانے یا بے عزتی کرنے کی نیت سے ہو، تو وہ جرمانہ، نظر بندی یا قید (جس کی مدت دو سال تک ہو سکتی ہے) کا حقدار ہے۔

اس طرح اقوام متحدہ کے چارٹر کی دفعہ (iii) کے مطابق اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور انسانی بین الاقوامی تعاون کے حصول کی خاطر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کی حوصلہ افزائی کرنا سب کے لئے بلا امتیاز نسل، جنس، زبان و مذہب کی آزادی جیسے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے نیز اس مشن کو انسانی حقوق کے یورپی کنونشن کی دفعہ 9 میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔(Charters of UNO)

ریاست ہائے متحدہ امریکا کا دستور و ترمیمی بل برائے حقوق کہتا ہے کہ "کانگریس مذہب کو قائم کرنے یا اس کی آزادی میں رخنہ اندازی کرنے یا تقریر اور پریس کی آزادی کو پابہ زنجیر کرنے یا لوگوں کی آزادانہ اجتماع کے حق کی پاسداری اور حکومت کو شکایات کے ازالے سے روکنے کے لئے قانون وضع نہیں کرے گی۔ بعض امریکی ریاستوں نے مذہبی یا شخصی تنقیص، تذلیل اور گستاخانہ تضحیک پر قدغن لگانے کے لئے نہایت سخت تعزیری قوانین بنا رکھے ہیں۔(ب 272، سیکشن 360)

ان کے علاوہ یورپ کے مندرجہ ذیل ممالک میں بھی گستاخانہ کلمات، بے ادبی اور حوصلہ شکنی کے قوانین موجود ہیں۔

آسٹریا آرٹیکل 188-189 کریمنل کوڈ

فن لینڈ سیکشن 1، چیپٹر 17 پینل کوڈ

جرمنی آرٹیکل 166 کریمینل کوڈ

اسپین آرٹیکل 525 کریمینل کوڈ کے تحت مذاہب کی توہین، تعزیری جرم ہے۔ ان قوانین سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اظہار کی مطلق آزادی کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

ڈنمارک کی حکومت کو چاہیے تھا کہ متعلقہ اخبار کی اس نازیبا اور غیر اخلاقی

حرکت کا نوٹس لیتے ہوئے اپنے قانون کے مطابق یہ معاملہ عدالت میں لے جاتی لیکن اس کے برعکس ڈنمارک اور اس کے حواری ممالک نے اسی نازیبا حرکت کو آزادیٔ اظہار رائے کا نام دے کر مسلمانانِ عالم کی مزید دل آزاری کی۔ اگر ڈنمارک کی حکومت اور اخبار کی انتظامیہ اخلاقی قدروں کو اپناتے ہوئے مسلمانانِ عالم سے ان کی دل آزاری پر معذرت کر لیتی اور آئندہ ایسی گھناؤنی حرکت نہ کرنے کی یقین دہانی کراتی تو شاید یہ بات وہیں تک ہی رہتی۔

یورپ کی دورُخی پالیسی کا عالم یہ ہے کہ ان کے ہاں ایک فلم ساز نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ایک ناروا فلم بنائی تو آزادیٔ اظہار رائے کے متوالے یورپی میڈیا نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ الجزیرہ ٹی وی نے بصرہ کے عقوبت خانے میں مظلوم مسلمان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کی فلم دکھائی یا امریکی فوجیوں کی لاشوں کا منظر پیش کیا تو پوری امریکی حکومت چلا اٹھی۔ اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری کی آزادیٔ اظہار رائے (کے نقطہ نظر / پیغامات) پر مبنی ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی (CD) امریکی اور یورپی میڈیا کے لئے شجرِ ممنوعہ ہے۔ کسی اخبار یا ٹی وی کو امریکی فوجیوں کی نعشوں اور تابوتوں کے متعلق اظہار رائے کی قطعاً آزادی نہیں۔ یہودیوں کی نسل کشی والی فرضی تعداد (جس کا نام نہاد ہالوکاسٹ میں ذکر کیا گیا ہے) کو گھٹا کر بتانا جرم ہے۔ ایرانی صدر احمدی نژاد نے صہیونی سازشوں سے پردہ کشائی کی تو انہیں قابل گردن زدنی قرار دیا جا رہا ہے۔

ڈنمارک اور ناروے کی صورتحال کی تصویر کشی کر کے عالمی میڈیا نے چاہا کہ اس سے عالم اسلام کو مزید بدنام کیا جائے۔ مگر خدا کی قدرت کہ جونہی یہ معاملہ بی بی سی، سی این این، اے بی سی، واشنگٹن پوسٹ اور نیویارک ٹائمز وغیرہ کے ذریعے منظر عام پر آیا تو پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا اور یہ خبر دنیا کے کونے کونے تک

پہنچ گئی تمام اسلامی ممالک میں یورپ اور امریکہ کی اسلام دشمن پالیسیوں کے خلاف احتجاجی ریلیاں شروع ہو گئیں۔ اس دوران گیارہ اسلامی ممالک کے سفیروں نے ڈنمارک کے وزیراعظم سے ملنے کی کوشش کی لیکن تعصب، انانیت اور تکبر کے رنگ میں رنگے ہوئے وزیراعظم نے انکار کر دیا۔ بلکہ اسی دوران میں یورپ کے مذہبی انتہا پسندوں اور چرچ نے متحد ہو کر عالم اسلام کی دل آزاری کے لئے مزید اخبارات کو بھی اس نازیبا جسارت پر متحرک کیا۔ جس کے نتیجے میں جنوری 2006ء کے اواخر میں اٹلی، فرانس، جرمنی، سپین کے اخبارات نے بھی یہ کارٹون شائع کر کے مسلمانوں سے کھلی جنگ کا اعلان کر دیا۔

اس دوران میں تقریباً تمام اسلامی ممالک نے ڈنمارک کے سفیرں کو طلب کر کے تحریری احتجاج کیا۔ سعودی عرب، لیبیا اور شام نے ڈنمارک سے اپنے سفیر واپس بلا لئے۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے سکریٹری جنرل اکمل الدین احسن اوگلو نے ڈنمارک کے وزیراعظم کے نام خط میں شدید احتجاج کیا۔ حرمین شریفین کے آئمہ کرام نے 27 جنوری 2006ء کو جمعتہ المبارک کے خطبوں میں مسلمانان عالم سے درخواست کی کہ وہ ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں۔ ردعمل میں سب سے پہلے سعودی نے عملی طور پر بائیکاٹ شروع کیا۔ یاد رہے کہ ڈنمارک دو چیزیں (حلال گوشت اور ڈیری مصنوعات) بڑی مقدار میں عرب ممالک کو سپلائی کرتا ہے۔ یورپ کا یہ واحد ملک ہے جو اربوں ڈالر کا خشک دودھ اور ملک پیک، دہی، پنیر مکھن، لسی اور بالائی وغیرہ برآمد کرتا ہے۔ ڈنمارک کی صرف ایک کمپنی آرلے متحدہ عرب امارات کو تین بلین ڈینش کراؤن کی ڈیری مصنوعات فروخت کرتی ہے۔ جبکہ سعودی عرب کو سالانہ تین سو پچاس ملین ڈالر کا مکھن اور دودھ فروخت کیا جاتا ہے لیکن آفرین ہے سعودی عرب کے عوام پر کہ آئمہ حرمین شریفین کے اعلانات کے بعد

اسٹورز کے مالکان اور سعودی عوام نے ڈنمارک کی ساری مصنوعات کو گلیوں میں پھینک دیں۔

ڈنمارک کی حکومت کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق صرف ایک ہفتے کے دوران ڈنمارک کی کمپنیوں کو اڑھائی ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔ جو ایک بہت بڑی رقم ہے۔ یہاں ایک امر قابل توجہ ہے کہ یورپ کا موجودہ معاشرہ مادہ پرست ہے اور اس کی بنیادی سرمایہ دارانہ نظام پر ہے یا کہہ لیں کہ یورپ کی جدید تہذیب کی جان سرمائے کے طوطے میں ہے۔ جونہی ہم اس طوطے کی گردن پہ ہاتھ ڈالیں گے تو یورپ کو اپنی موت نظر آنے لگے گی اور وہ یقیناً پسپائی اختیار کرے گا۔ عالم اسلام میں اس وقت اتحاد و یکجہتی کی جو حوصلہ افزا صورت دکھائی دیتی ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ عالم کفر کو اخلاقی اور سیاسی طور پر پسپائی پر مجبور کر دے گا۔ عرب ممالک نے پہلی بار کھل کر یورپ کے روّیے کے خلاف باضابطہ طور پر احتجاج ریکارڈ کروایا ہے اور اس کا سماجی و اقتصادی بائیکاٹ کر کے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔

دکھ کی بات ہے کہ مغربی میڈیا اور باطل قوتیں اس عظیم المرتبت ہستی کے بارے میں لب کشائی کرتے ہیں جو انسانیت کی نجات دہندہ، احترام آدمیت کی علمبردار، مظلوموں، یتیموں، بیواؤں، غریبوں اور غلاموں کے حقوق کی پاسبان اور تمام کائنات کے لئے رحمت و مجسم ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ اعلیٰ اخلاق اور عظیم کردار کے مالک ہیں۔ آپ کی رحمت و شفقت کی جھلک دیکھنے کے لئے صرف چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انتہا کے ظلم وستم کے باوجود مکہ مکرمہ پر قحط سالی کے دوران آپ نے بھاری مقدار میں سامانِ خورد نوش اور نقد رقوم انہی کفار کے لئے بھجوائیں۔

☆......غزوۂ بدر کے نتیجے میں جنگی قیدی بنائے جانے والے کفار کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ جکڑے جانے کی تکلیف سے رات کو ان کی چیخیں نکلنے لگیں تو محسنِ انسانیت، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ان چیخوں کی آواز نے بے چین کر دیا۔ آپ نے رات کو ہی ان کی مشکیں کھلوا دیں حالانکہ یہ وہی جنگجو تھے جو مسلمانوں کو تہِ تیغ کرنے کی نیت سے حملہ آور ہوئے تھے۔

☆......غزوہ بدر میں فتح حاصل کرنے کے بعد کاشانہ نبوت مدینہ منورہ میں جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ سامنے آیا تو محسن انسانیت حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی رحمت للعالمینی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو معمولی سے ہدیے پر چھوڑنے کا حکم دیا۔ جو ہدیہ دینے کی استطاعت نہ رکھتے تھے انہیں اہلِ مدینہ کو تعلیم و تدریس کے صلے میں رہائی کا پروانہ ملا۔

☆......ہنو ہوازن کے چھ ہزار قیدی نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اشارے پر رہا کر دیئے گئے، آپ چاہتے تو ان کو مستقل طور پر غلام بنا لیتے یا ان کے سر قلم کرنے کا حکم دے دیتے۔

☆......حضور رحمۃ للعالمین ﷺ پر ظلم و ستم کرنے والے تمام کفار فتح مکہ کے موقعہ پر سر جھکائے اپنی گردنیں اڑائے جانے کے حکم کے منتظر تھے لیکن رحمۃ للعالمین علیہ اطیب الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی شان کریمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو عام معافی دے دی اور انسانیت سے بے پناہ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

ایسی رحیم و کریم اور شفیق و ہمدرد ذات والا صفات کے بارے میں رائے زنی کرنا اور آپ کی شان میں گستاخی کی جسارت کرنا دراصل آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے اور جو شخص بھی ایسی نازیبا حرکت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ یقیناً بڑی

سے بڑی سزا کا حقدار ہے۔ ایسے شخص کو پناہ (Shelter) دینا یا معاف کرنا بھی بذاتِ خود پوری انسانیت کے ساتھ ظلمِ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ تمام عالمین کے لئے نجات دہندہ، تمام کائنات کے لئے مصلح اور امن وسلامتی کے پیامبر بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ نے وحی خدا کی روشنی میں بنی نوع انسان اور جنات کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ بنی نبوع انسان کو قرآن مجید جیسی تا قیامت مستقل معجزہ کی حیثیت سے رکھنے والی لاریب کتاب دی۔ جو الحمد سے والناس تک ھدی للناس اور شفاء للناس ہے۔ اس کتاب کا ہدایت اور شفاء ہونا صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہدایت اور شفاء کا دائرہ اثر سب انسانوں کو محیط ہے۔ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو محیط یہ کتاب مبین رہتی دنیا تک پیام رشد و ہدایت ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے بنی نوع انسان کے قلوب کے تزکیہ اور روحوں کی طہارت کا اہتمام کیا۔ بلا امتیاز رنگ ونسل، اس دنیا میں سبھی انسانوں کو عزت اور وقار کے ساتھ رہنے کا شعور بخشا اور آخرت میں فلاح ونجات کی ابدی نعمت سے فیض یاب ہونے کا عرفان عطا کیا۔ آپ نے ایک جانب بنی نوع انسان کو اپنی ذات کا عرفان اور داراک دیا تو دوسری جانب خالق کائنات پروردگار عالم ربّ ذوالجلال سے شناسائی اور اس کی بارگاہ تک رسائی عطا کی۔ اولادِ آدم کے ساتھ اتنا پیار کرنے والی ذات پر انوار سے محبت اور عشق اولاد آدم کا فریضہ اور آخرت کی کامیابی کا مدار ہے۔ خود صاحب قاب قوسین سیّد الثقلین ﷺ نے اپنی محبت والفت کا درس دیا ہے۔

☆.....حضور ﷺ کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اولاد اور سب لوگوں سے

زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری)

☆......ایک بار سیّدنا فاروق اعظم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ! آپ مجھے میری جان کے علاوہ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے۔

(بخاری)

ایسی رؤف و رحیم اور شفیق و کریم ہستی کے کچھ حقوق اہم امتیوں پر واجب ہیں۔ جن کی بجا آوری ہمارا سب سے اوّل اور اہم ترین کام ہے۔ ان حقوق کو اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

☆ پہلا حق ......رسول مقبول ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ عشق

☆ دوسرا حق ......اطاعت و اتباع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆ تیسرا حق ......دل کی گہرائیوں سے تعظیم و توقیرِ سیّد الانبیاء ﷺ

☆ چوتھا حق ...... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عزت و آبرو کی حفاظت

☆ پانچواں حق ...... نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود سلام بھیجنا۔

☆ ساتواں حق ......حضور کریم ﷺ کے اہل بیت سے محبت کرنا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس اور وقار کی حفاظت ہم پر نبی رحمت علیہ التحیۃ والثناء کا اہم حق ہے۔ جسے ہر حال میں بجالانا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ قرآن مجید نے جا بجا بارگاہِ نبوت کے آداب سکھائے ہوئے ہیں اور پھر ان کی

حفاظت کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔

☆......بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب:57)

☆......اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر کرم فرمائیں اور پہلے ہی غور سے سنا کرو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(البقرہ 104)

☆......نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی کی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ ''ان کے لئے ایک جیسا ہے کہ تم ان کے لئے معافی چاہو یا نہ چاہو۔ اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا''۔ (المنافقون 5-6)

☆......ایک بد بخت کافر ولید بن مغیرہ نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نو عیب گنوا دیئے۔ ارشاد فرمایا: اور اس کی بات نہ سننا جو بہت قسمیں کھانے والا' ذلیل' بہت طعنے دینے والا' اِدھر اُدھر کی لگانے والا' بھلائی سے روکنے والا' حد سے بڑھنے والا' گنہگار' جھگڑالو اور حرام کا تخم ہے''۔

(القلم 3 تا 10)

ان میں سے آٹھ عیب تو اس کو معلوم تھے لیکن حرام کا نطفہ ہونے کا اسے پتہ نہ تھا۔ وہ ننگی تلوار لئے اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ماں مجھے حقیقت بتا۔ ماں نے کہا کہ تو واقعی حرام کا تخم ہے۔ تیرا باپ نامرد تھا۔ تو ایک چرواہے کی اولاد ہے۔ پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کا گستاخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ذلیل اور مردود ہے۔

اس ضمن میں کچھ احادیث پیش خدمت ہیں۔

☆......مدینہ منورہ کا ایک یہودی کعب بن اشرف بہت گستاخ اور بدتمیز تھا۔ وہ جنگ بدر کے بعد کفار مکہ کو جنگ پر ابھارنے کے لئے مکۂ معظمہ جا کر تبلیغ کیا کرتا تھا اور ازدواج مطہرات کے بارے میں گندے اشعار کہا کرتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے کہا کہ کون ہے جو اس خبیث کا کام تمام کرے۔ ایک صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ میں اس کا سر قلم کر دوں گا لیکن اس مقصد کے لئے مجھے کچھ غیر حقیقی باتیں کرنا ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے ایک منصوبہ بنایا کیونکہ وہ ایک بڑا با اثر اور مالدار آدمی تھا اور ایک قلعہ نما گھر میں رہتا تھا۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے قلعے میں گئے اور اس سے کہنے لگے یہ آدمی یعنی حضرت محمد (ﷺ) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور ہمیں بڑی تکلیف پہنچاتا ہے۔ کعب نے کہا: تم اس سے اکتا جاؤ گے۔ اب جبکہ ہم اس کی پیروی کرنے لگ گئے ہیں یہ اچھا نہیں کہ ہم پیچھے ہٹ جائیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ایک دو وسق اناج ادھار دے دے، کعب نے کہا: میرے پاس کچھ رہن رکھو، کون سی چیز تجھے پسند ہے؟ کعب نے کہا: اپنی عورتوں کو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ تو عرب کا سب سے خوبصورت جوان ہے (تمہارے پاس وقت گزارنے والی عورت کسی اور کی بیوی بن کر رہنا قبول نہیں کرے گی) کعب نے کہا: پھر ایسے کرو کہ تم اپنے بیٹے میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ ان کو عمر بھر یہ طعنہ ملتا رہے گا کہ وہ ایک یا دو وسق غلہ کی خاطر رہن رکھے گئے تھے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے

کہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن رکھ دیں۔ اس طرح دونوں میں یہ طے ہو گیا کہ وہ ہتھیار لے کر آئیں گے۔

پھر محمد مسلمہ، عبس بن جبر اور عباد بن بشیر (رضی اللہ عنہم) کو لے کر کعب کے گھر آئے۔ کعب ان کی جانب آیا تو اس کی بیوی نے کہا: میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس میں خون کی بو شامل ہے۔ کعب نے کہا: یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور اس کا دودھ شریک ابو نائلہ ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ رکھا تھا کہ جب میں اس کے بال پکڑ لوں اور اسے قابو کر لوں تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا اور اسے ختم کر دینا۔

جب کعب نیچے اترا اس نے چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں تجھ سے بڑی پیاری خوشبو آ رہی ہے۔ اس نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے اچھی خوشبو والی عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے سر کے بال سونگھ لوں؟ وہ بولا: ہاں! محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ ڈالا اور پھر کہا کہ بھائی! ایک بار مزید سونگھنے دو، کعب نے کہا: ہاں، ہاں، اب انہوں نے کعب کے بالوں کو اچھی طرح پکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ اسے پکڑ و اور قتل کر دو چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، صحیح مسلم، کتاب الجہاد)

ایک اور یہودی ابو رافع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت گستاخیاں کیا کرتا تھا اور آپ کو اذیت پہنچانے کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور سیّدنا عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں کچھ صحابہ کو بھیجا۔ اس کی رہائش ایک قلعہ کے اندر تھی۔ جب انصاری صحابہ اسے قتل کرنے کے لئے نیچے پہنچے تو مغرب کا وقت ہو گیا تھا لوگ اپنے جانور لے کر قلعہ میں واپس آ رہے

تھے۔

سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں کسی طرح قلعہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔آپ قلعہ کے دروازے کے قریب ایسے چادر لے کر بیٹھ گئے گویا رفع حاجت کر رہے ہوں۔قلعہ کے دربان نے ان کو آواز دی کہ اگر اندر آنا ہے تو جلدی سے آ جاؤ ورنہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جلدی سے اٹھے اور قلعے کے اندر داخل ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں میں جونہی اندر داخل ہوا تو دربان نے دروازے کو تالا لگایا اور چابی دیوار کے ساتھ لٹکا دی۔ اندھیرا کچھ اور گہرا ہوا تو میں نے جلدی سے چابی پکڑی اور دروازہ کھول دیا' اور اپنے ساتھیوں کو اندر بلا لیا پھر ہم جلدی سے ابو رافع کے گھر تک پہنچے۔ ایک داستان گو اسے کہانی سنا رہا تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں اوپر والی منزل پر پہنچا۔ پھر دروازے کھولتا اندر سے بند کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا تا کہ باہر سے کوئی آئے بھی تو اسے کچھ نہ کچھ دیر لگے۔ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ اس کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ کس بستر پر ہے۔میں نے پوچھا کہ ابو رافع یہاں ہے؟ اس نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے آواز سنی اور وہاں تلوار کے ساتھ وار کر دیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ بچ نہ گیا ہو جب اس کے چیخنے کی آواز آئی تو میں دروازے سے باہر نکل کر قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

میں پھر واپس آیا اور کہا: ابو رافع: یہ آواز کیسی ہے؟ اس نے کہا: تیری ماں مرے، ایک آدمی نے مجھے تلوار ماری ہے۔ میں نے اس کی آواز سن کر تلوار کا پھر وار کیا اور اسے لہولہان کر دیا مگر وہ ابھی بھی زندہ تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور کمر تک دبا ڈالی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے تو میں دروازے کھولتا ہوا باہر آ گیا لیکن ایک سیڑھی پر غلطی سے پاؤں پیچھے جا پڑا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ

گئی میں نے اپنے رومال سے پنڈلی کو باندھ لیا اور دروازے کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ صبح جب فجر کے وقت اعلان ہوا کہ کسی نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے تو میں مطمئن ہو کر قلعہ سے باہر آ گیا ہم وہاں سے نکل کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول پاک ﷺ نے میری پنڈلی پر اپنا دست کرم پھیرا وہ ایسی ہو گئی جیسے اسے کبھی درد ہوا ہی نہ تھا۔ (صحیح بخاری)

سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول کریم ﷺ کو گالیاں بکتی رہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا دبا کر اسے مار ڈالا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کا خون ہدر (رائیگاں) قرار دیا۔ (شعبی)

ایک نابینا صحابی کی زر خرید لونڈی نبی کریم ﷺ کی شان میں اکثر بے ادبی کرتی رہتی تھی۔ صحابی اسے روکتے لیکن وہ باز نہ آتی تھی۔ ایک رات اس نے ایسا ہی کیا وہ صحابی بھالا لے کر اٹھے اور لونڈی کے پیٹ میں چبھو کر اتنا دبایا کہ وہ ہلاک ہو گئی۔ صبح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں یہ بات پیش ہوئی اس نابینا صحابی نے سب حقیقت بیان کی تو آپ نے فرمایا: گواہ رہو کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔ (سنن ابو داؤد، سنن النسائی)

بنی خطمہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہت اذیت دیتی تھی۔ وہ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی۔ نبی مکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کون ہے' جو اس منہ پھٹ اور گستاخی کا منہ بند کرے۔ اسی قبیلے کے ایک فرد عمیر بن عدی الخطمی نے نبی پاک ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اسے جہنم رسید کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو یہ خوشخبری سنائی کہ اس قبیلے میں آئندہ دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہ لڑائیں گی اور سب لوگ اتحاد و اتفاق سے رہیں گے۔ (مدارج النبوۃ جلد 2)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو بندہ انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے۔ جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔ (الشفاء، جلد 2)

بنو عمرو بن عوف قبیلہ کا ایک بد بخت ابو عفک بہت شیطان صفت اور گستاخ تھا۔ وہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کے خلاف لوگوں کا بھڑکاتا تھا۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے جل بھن کر اس نے ایک ہجو لکھی جس میں حضور شفیع اعظم ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ ایک صحابی سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے منت مانی کہ میں اس گستاخ کو قتل کروں گا یا پھر خود اپنی جان قربان کر دوں گا۔ ایک رات وہ اس بد بخت کے قبیلے میں گئے اسے سوتے ہوئے پایا تو تلوار اس کے جگر کے پار کر دی اور اسے جہنم رسید کر دیا۔ (مدارج النبوۃ)

غزوۂ بدر کے بعد صرف دو جنگی قیدیوں النضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ ان دونوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت زیادہ تکلیف اور دکھ پہنچائے تھے۔ عقبہ نے ایک بار اپنی چادر نبی اکرم ﷺ کے گلے میں ڈال کر زور سے کھینچی اور آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی۔ اسی طرح ایک بار آپ سجدے کی حالت میں تھے کہ اس ملعون نے اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پشت پر رکھ دی۔ عقبہ کے قتل پر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: ربّ کی قسم! میں نے اللہ اس کی کتاب اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا جو نبی کو اتنا دکھ درد پہنچائے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے قتل کر کے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ (الصارم المسلول ابن تیمیہ)

فتح مکہ کے وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے چار کافروں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ جن میں ایک حویرث بن نقید تھا جو آپ کو بہت دکھ دیا کرتا تھا۔ فتح مکہ والے

دن وہ اپنے گھر میں چھپ گیا۔ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کا پیچھا کیا اور اسے اس کے اپنے گھر سے دوسرے گھر میں داخل ہوتے ہوئے قتل کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد اوّل)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ آپ نے اپنا خود سر مبارک سے اتارا۔ آپ کی خدمت میں اک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ ابن خطل کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

یہ ابن خطل پہلے مسلمان تھا لیکن بعد میں مرتد گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ اس کی ایک کنیز اور اس کی سہیلی بھی نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں گستاخانہ گیت گاتیں اور آپ کو ایذا پہنچاتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں عورتوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا گیا۔

یمن میں ایک بد بخت اور ملعون شخص اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کے آخری ایام تھے۔ آپ کے دو مسعود بابرکت صحابہ قیس بن مکشوح المراری اور فیروز دیلمی رضی اللہ عنہما نے یمن میں اس کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا۔ جس رات وہ جہنم رسید ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: آج عنسی کو قتل کر دیا گیا ہے اور ایک بابرکت بندے نے اسے قتل کیا ہے۔ جو خود بھی ایک بابرکت خاندان سے ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: فیروز دیلمی (رضی اللہ عنہ)

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ان اشخاص میں سے تھا جن کے قتل کا حکم سرکارِ دو

عالم ﷺ نے دیا تھا۔ وہ شخص پہلے کاتب وحی تھا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور لوگوں میں یہ بکواس کرنے لگا کہ معاذ اللہ محمد کو تو وحی میں لکھ کر دیتا ہوں اور جو چاہوں اس میں لکھ دیتا ہوں۔ فتح مکہ کے دن وہ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر لے آیا اور بیعت کا طلبگار ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ سیّدنا عثمان اس طرف آ کر عرض کرنے لگے تو آپ نے اسے بیعت کر لیا پھر آپ ناراضگی سے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ اشارہ کر دیتے۔ آپ نے فرمایا: نبی کی آنکھ خیانت نہیں کرتی۔

سیّدنا عبداللہ بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ جدعی کا نام کا ایک شخص یمن آیا وہ وہاں ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے لوگوں سے جھوٹ بولا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ اس عورت کو میرے حوالے کر دو۔ یمن کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زنا سے منع کیا ہے۔ انہوں نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایک شخص کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپ نے سیّدنا علی اللہ وجہہ الکریم کو یمن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ یہ شخص جہاں بھی ملے اسے قتل کر دو اور اگر مردہ ملے تو آگ میں جلا دینا۔ سیّدنا علی جب یمن پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ مردود سانپ کے ڈسنے سے مر گیا ہے۔ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کی لاش آگ میں جلا دی۔ (خصائص کبریٰ جلد 2)

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک پیش امام نماز میں ہمیشہ سورۂ عبس وتولی تلاوت کرتا۔ مقتدیوں کی شکایت پر اسے طلب کیا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم ہمیشہ یہی کیوں پڑھا کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا: مجھے لطف آتا ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا جھڑکا ہے۔ یہ جواب سن کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نے اس کا سر قلم کر دیا۔

بشر نامی ایک منافق کا جھگڑا ایک یہودی سے ہو گیا۔ یہودی نے کہا کہ ہم اپنا فیصلہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کرواتے ہیں۔ اس منافق نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر مجبوراً بارگاہ اقدس میں حاضر ہو گیا۔ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔ وہ منافق باہر آ کر کہنے لگا کہ میں تو فیصلہ نہیں مانتا۔ فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کرواتے ہیں۔ وہ یہودی کو مجبور کر کے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں لے آئے۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام سرگزشت سنی۔ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کا سر قلم کر دیا۔ نیز فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو تو پھر عمر کا فیصلہ تو یہی ہے۔

سیّدنا نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عشاء کی نماز کے وقت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تھے۔ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز آئی۔ آپ نے بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: بنو ثقیف سے ہوں پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہو؟ تو وہ بولا نہیں' میں طائف کا باشندہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے اسے ناراضگی کے انداز میں سمجھایا کہ اگر تم یہاں کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ کیونکہ (نبی مکرم ﷺ کی عظیم بارگاہ کا ادب کرتے ہوئے) اس مسجد میں آواز بلند نہیں کی جاتی۔

سیّدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: سوائے اس بدبخت کے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کا مرتکب ہو' کسی اور کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔

موسیٰ بن مہدی المقلب ''ہادی عباسی'' کے عہد میں ایک شخص نے قبیلہ قریش کو برا بھلا کہا اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ وہ ہادی کی عدالت میں پیش

ہوا۔ اس نے وقت کے فقہاء اور علماء سے اس شخص کے بارے میں فتویٰ مانگا تو سب نے قتل کا فتویٰ دیا۔ اس پر خلیفہ نے کہا کہ اس کی سزا کے لئے قریش کی توہین ہی کافی ہے۔ مگر اس نے تو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی بھی کی چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

مومن کا دل نبی رحمت شفیع امت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت والفت اور ادب واحترام کا گنجینہ ہے۔ یہ چراغ نہ جلے تو ایمان کی ضوء کا تصور محال ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے گستاخ سے میل جول رکھنا یا اس کے بارے میں نرم گوشہ یا ہمدردی کے جذبات دل میں رکھنا ایمان کی کمزوری اور عقیدے کی ناپختگی ہے اور اس کو قتل کر کے کیفر کردار تک نہ پہنچانا ایک ناقابل معافی فعل ہے۔ پوری امت مسلمہ کے نزدیک ایسے شخص کی سزا صرف اور صرف موت ہے خواہ وہ مسلمان ہو کافر ہو یا مشرک۔ اور یہ سزا قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ اگر یہ جرم ثابت ہو جائے تو پھر اس پر قتل کی حد (سزا) کا حکم لگانے کے علاوہ اور کوئی سزا نہیں دی جا سکتی۔ نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں آ کر کسی ملعون نے گستاخی کی اور آپ نے اسے معاف کر دیا ہو تو یہ آپ کے خلق عظیم کی شان اور رحمۃ للعالمینی کے وصف کا اظہار ہے امت میں سے کسی شخص کو' خواہ وہ غوث' قطب' مفتی' محدث' یا حاکم وقت کیوں نہ ہو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس سزا میں تخفیف کر سکے۔ یہ تو صرف سرکار دو عالم ﷺ کا حق ہے۔ آپ معاف کر دیں تو آپ کی مرضی' اگر امت ایسا کرے تو عدل وانصاف یا حسن اخلاق نہیں بلکہ بزدلی بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ایک جانب تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کو ایذا پہنچاتا ہے تو دوسری جانب وہ کروڑوں اربوں مسلمانوں کے دلوں کے آبگینوں کو چور چور کرتا ہے۔ ایسے شخص کو موت کے گھاٹ

اتارنا مبنی برابر انصاف ہے۔ بلکہ ممکن ہو تو اسے بار بار موت کی کند چھری سے ذبح کیا جانا چاہیے۔ اگر ایک انسان کے قتل کے خلاف سازش کرنے کی پاداش میں تختہ دار پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک انسان کے قتل میں قصاص کے طور پر قاتل کو موت کی سزا دینا جائز ہے اگر ایک انسان کو حاکم وقت کے اقتدار کے خلاف سازش کرنے یک پاداش میں تختہ دار پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک انسان کو مملکت سے غداری کے جرم میں پھانسی دی جا سکتی ہے اگر ایک انسان کو دشمن ریاست کی اعانت یا اپنے وطن کے رازوں کی چوری پر سزائے موت کا حقدار سمجھا جا سکتا ہے تو پھر ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی دل آزاری کے مرتکب افراد کو بدرجہ اولیٰ زندگی کی نعمت سے محروم کرنا عین عدل اور انصاف ہے۔

فقہائے اسلام، محدثین اور مفسرین نے ہمیشہ سے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو موت کی سزا دینے کا فیصلہ صادر کیا ہے اور پوری مسلمہ امہ کے فقہاء کے نزدیک یہ متفقہ امر ہے کہ ایسے گستاخوں کا سر قلم کر دیا جائے۔

سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک شخص نے مدینہ منورہ کی سر زمین کو ''ردی'' کہا تو آپ نے فتویٰ دیا کہ اس کو تیس درے لگائے جائیں اور اسے قید کر دیا جائے اگرچہ وہ دنیاوی طور پر ایک معزز آدمی تھا۔ پھر آپ نے کہا کہ یہ شخص تو موت کا حق دار ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سرزمین کو ایسا کہتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات پیش ہوئی کہ کسی محفل میں یہ بات بیان ہوئی کہ حضور پاک ﷺ کو کدو بہت پسند تھے۔ ایک بدبخت شخص بولا کہ مجھے تو پسند نہیں۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے شدت جذبات میں کہا کہ کیا وہاں کوئی ایسا مسلمان نہ تھا جو اسے قتل کر دیتا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی حقارتاً کہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

چادر میلی تھی یا آپ کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرے جن سے تحقیر کا شائبہ ہوتا ہو تو وہ ایمان سے محروم ہو گیا۔

شافعی فقہ کے مطابق ابو بکر فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاجماع میں روایت کی ہے کہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو شخص طنز و تنقیص یا کسی طرح کی اہانت کا مرتکب ہو تو نہ صرف یہ کہ وہ کافر ہے بلکہ اسے قتل کرنے کی سزا کسی طور بھی ختم نہیں ہو سکتی۔ (الصارم المسلول)

فقہ حنفی کے مطابق "ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو جائے تو پھر ارتداد کے بعد اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے سوائے اس مرتد کے جو نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے باعث مرتد اور کافر ہوا ہو۔ اور مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

(تنویر الابصار فی رد المختار)

جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء کرام میں سے کسی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو وہ قتل کیا جائے گا۔ وہ عام مرتدین کے احکام سے مستثنیٰ ہے، اس کی توبہ قبول نہیں۔ (فتاویٰ شامی، درمختار)

اہل تشیع کے مطابق ایک حدیث میں ہے کہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تمام لوگ میرے بارے میں ایک جیسے ہیں اگر تم میں سے کوئی کسی کو میرے متعلق گالی دیتا یا ہرزہ سرائی کرتا ہوا پائے تو سننے والے پر اس کا قتل واجب ہے اور قاتل کو یہ مسئلہ حاکم وقت کی عدالت میں پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس کے باوجود اگر سلطان یا قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہو تو اس پر بھی اس کا قتل کرنا واجب ہو گا۔ (الوسائل جلد 8)

اہل حدیث مکتبہ فکر کے امام ابن تیمیہ کا بیان ہے اللہ اور رسول کی حرمت کی جہت ایک ہے۔ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی اس نے گویا اللہ کو تکلیف

دی اور جس نے حضور کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی کیونکہ امت رسول کے واسطے کے بغیر اس شے تک نہیں پہنچ سکتی جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سوا امت کے لئے کوئی سبیل اور واسطہ نہیں ہے۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے والا مرتد سے زیادہ مجرم ہے۔ اس جرم میں کعب بن اشرف، ابن خطل، ابی رافع اور ابوجہل وغیرہم جہنم رسید کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی عزت اور توقیر ہم پر فرض کی ہے حضور کی تعظیم اور محبت ایمان کے لئے شرط اوّل ہے۔ آپ کی تعظیم و ثناء اور عزت و حرمت کا قیام اور تحفظ، دین کا قیام ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلام کرنا امت کے لئے جائز نہیں۔ اگر گستاخی کرنے والا مسلمان ہو تو اس کی توبہ کرنے پر بھی سزائے قتل ساقط نہیں ہوگی۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

جو الفاظ موہم تحقیر سرورِ کائنات ہوں، اگرچہ کہنے والے نے حقارت کی نیت نہ کی ہو مگر اس سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ 50)

مولانا انور شاہ کاشمیری کی رائے ملاحظہ کیجئے۔

بارگاہِ انبیاء (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام) میں گستاخی کفر ہے۔ چاہے اس سے کہنے والے کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔ کل امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے۔ اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (اکفار الملحدین فی ضروریات الدین)

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے "نشہ کی حالت میں کسی مسلمان کے منہ سے کلمۂ کفر نکل جائے تو اسے کافر نہیں کہیں گے اور نہ ہی سزائے کفر دیں گے مگر نبی کی شان میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشے کی بے ہوشی میں بھی صادر ہو تو اُسے معافی نہ دیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 6)

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا ہے کہ اس کی توبہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ (بہار شریعت)

ڈاکٹر محمد الفضیلت کا فتویٰ اس طرح ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاتم کفرگو اور مرتد ہے جس کا خون بہانا لازم ہے۔ اس کی دولت اور جائیداد ضبط کر لینی چاہیے۔ اگر وہ مرد یا عورت با اخلاص توبہ کر لے تو یہ کام اللہ کا ہے کہ وہ اسے معاف فرمائے یا نہ لیکن اسلامی شریعت ایسے شخص کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور اس کو لازماً موت کی سزا ملنی چاہیے۔ (احکام الردو المرتدین صفحہ 278)

امام کعبہ محمد بن عبد اللہ اسبیل اور مملکت سعودی عرب کے دیگر علمائے کرام کا فتویٰ:

''گستاخ رسول کا قتل کرنا واجب ہے اور یہ بالکل صحیح ہے''۔

(استفتاء از محمد شعیب بن عبدالکریم قریشی 1415ء)

مبلغ ختم نبوت قاری عبدالوحید قاسمی صاحب کی رائے:

''پیغمبر کو جو ملعون گالی دے یا اہانت کرے یا ان کے دین کے امور میں کسی امر میں یا ان کی صورت مبارک میں یا ان کے اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب نکالے اگرچہ دل لگی کی راہ سے، خواہ وہ آدمی مسلمان ہو ذمی یا حربی ہو، کافر ہے۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے توبہ اس کی قبول نہیں۔ (گستاخ رسول کا حکم)

قرون اولیٰ میں مکمل پسپائی اختیار کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ نے اسلام اور پیغمبر اسلام خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی پر رکیک حملوں اور تحریری گستاخیوں کا سلسلہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شروع کیا۔ انہوں نے ایک سازش کے تحت شعائر اسلام اور مسلمانوں کی مقدس ہستیوں کا مذاق اڑانا

شروع کیا۔ ان حرکتوں کے نتیجے میں صلیبی جنگیں شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ کئی برسوں تک چلتا رہا۔ جس میں عالم اسلام کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی۔ تاریخی مآخذ سے ثابت ہے کہ گستاخیوں کا یہ سلسلہ 850 عیسوی میں شروع ہوا۔ اور 860 عیسوی میں اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس عرصے میں ترپن افراد کو جہنم واصل کیا گیا۔ ان میں قرطبہ میں ایک گستاخ، عیسائی راہب یولو جیس' اس کی محبوبہ فلورا' فلورا کی سہیلی ٹیری' پرفیکلس نامی ایک پادری' عیسائی سوداگر یوحنا۔ راہب اسحٰق سیسی نند پواس سمیت چھ راہب بھی شامل تھے۔ ان کو گستاخی رسول کے جرم میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اس سلسلے میں بتایا جاتا ہے کہ والی کرک' پرنس ریجی نالڈ نے عربوں پر لشکر کشی کی منصوبہ بندی کی۔ اس کے پیش نظر یہ جسارت تھی کہ گنبد خضریٰ اور خانہ کعبہ کو معاذ اللہ شہید کر دے وہ سمندری راستے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اس کی بزدل سپاہ مسلمان لشکر کی ہیبت سے گھبرا کر بھاگ گئی۔

غلامانِ مصطفیٰ ﷺ نے اس کے فوجیوں کو پہاڑیوں اور گھاٹیوں سے پکڑ پکڑ کر واصل جہنم کیا۔ تاہم ریجی نالڈ خود بچ کر بھاگ نکلا مگر پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیوں سے باز نہ آیا۔ ایک مؤرخ لین پول لکھتا ہے کہ ریجی نالڈ نے 1179ء میں مسلمانوں کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا اور 1186ء عیسوی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس نے ایک مسلمانوں کے قافلے کو لوٹا تو قید مسلمانوں نے رہائی کی اپیل کی۔ اس نے نہایت طنز سے کہا: تم محمد (ﷺ) پر ایمان رکھتے ہوں ان سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے جائیں۔ عاشق رسول اللہ ﷺ سلطان صلاح الدین ایوبی کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کی قسم کھائی۔ صلیبی لڑائیوں میں کامیابی سے ہمکنار ہو کر مسلمان جب قیدیوں کو لائے تو ان میں وہ ملعون ریجی نالڈ بھی تھا۔

سلطان نے اس کی ناپاک جسارتیں گنوائیں اور کہا کہ اب میں اپنے آقا کریم ﷺ سے مدد چاہتا ہوں' یہ کہہ کر اسے جہنم رسید کر دیا۔ پھر فرمایا: ہمارا دستور نہیں کہ خواہ مخواہ قتل کرتے پھریں۔ ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی اپنی بداعمالیوں اور سیّد الانبیاء ﷺ کے خلاف گستاخیوں کے جرم میں مارا گیا ہے۔

اسی طرح ایک مشہور شاعر ابراہیم فرازق خاتم المرسلین ﷺ کی بارگاہ میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ قاضی بن عمرو اور دیگر فقہائے نے اسے عدالت میں طلب کیا اور اس کے ثبوت مل جانے پر اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ سپین میں امیر عبدالرحمٰن کے دور میں اس کی رواداری اور فیاضانہ پالیسیوں کی بدولت اقلیتوں نے سر اٹھانا شروع کیا اس دور میں اہانت رسول ﷺ کی شیطانی تحریک کا بانی قرطبہ کا ایک راہب یولو جیئس تھا۔ وہ اپنی رہبانیت اور عبادات کی وجہ سے عیسائیوں میں بے حد احترام کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ حکمرانوں نے باقاعدہ عدالتی ثبوت مل جانے کے بعد اسے اور اس کے معتقدین کو جہنم واصل کر دیا۔

عالم کفار کی سازشیں صرف زبانی گستاخی کی حد تک محدود نہ تھیں بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے مرکز و محور میں عملی طور پر نقب لگانے کی کوشش بھی کی۔ 1164ء میں جب مملکتِ اسلامیہ کی زمام اقتدار سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی تو اسے صلیبی طاقتوں کی دانت کھٹے کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اور عظیم سعادت نصیب ہوئی۔ ایک شب سلطان نورالدین عشاء کی نماز اور ذکر وظائف سے فارغ ہو کر محو استراحت ہوا تو خواب میں تین بار نبی اکرم کے رُخ انور کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعض مؤرخین کے مطابق مسلسل تین رات خواب میں وہ زیارت سیّد الابرار ﷺ کی سعادت سے فیض یاب ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ہر بار دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"نورالدین! یہ آدمی مجھے ستا رہے ہیں۔ ان کے شر (کو دفع کرنے) کا بندوبست کرو"۔

نورالدین یہ خواب دیکھ کر بے حد مضطرب ہوا۔ سلطان کو یقین ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں ضرور کوئی ایسا واقعہ رونپذیر ہوا ہے جس سے میرے آقا ﷺ کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس نے صبح اٹھتے ہی تیاری کی۔ بیس کے قریب ساتھیوں کے ہمراہ نہایت تیزی سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ صرف دو ہفتوں میں مصر سے مدینہ طیبہ تک کا یہ فاصلہ طے کر کے وہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں حاضر ہو گیا۔

سلطان نورالدین نے شہر میں پہنچ کر آنے جانے کے تمام راستے بند کروا دیئے اور اہل مدینہ کو کھانے کی دعوت پہ بلا لیا۔ اہل مدینہ ایک ایک کر کے آتے گئے اور سلطان سے مصافحہ کر کے کھانے میں شریک ہوتے گئے۔ لیکن وہ دو چہرے سلطان کے سامنے سے نہ گزرے سلطان نے پوچھا کہ کوئی ایسا فرد تو نہیں جو آج کی دعوت طعام میں شامل نہ ہوا ہو۔ ذمہ داروں نے بتایا کہ مغرب (موجودہ مراکش) سے آئے ہوئے صرف دو زائرین کھانے کی دعوت میں نہیں آئے جو کہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں یا جنت البقیع میں زائرین کو پانی پلاتے رہتے ہیں۔

سلطان کے حکم پر ان دونوں کو حاضر کیا گیا اس نے ان کی شکلیں دیکھتے ہی فوراً دونوں کو پہچان لیا۔ سلطان عمائدین سلطنت کے ہمراہ فوراً ان کی رہائش گاہ پر پہنچا جو کہ مسجد نبوی ﷺ کے قریب تھی۔ بظاہر تو وہاں کوئی قابل اعتراض چیز نہ تھی لیکن جب چٹائی کو ہٹایا گیا تو وہاں ایک سل تھی جس کے نیچے سے ایک سرنگ روضۂ سیّد الانبیاء کی جانب جا رہی تھی۔ بعض روایات کے مطابق یہ سرنگ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر تک پہنچ چکی تھی۔

یہ جسارت دیکھ کر سلطان نورالدین قہر و جلال کا پیکر بن گیا۔ دریافت کرنے پر ان دونوں نے بتایا کہ وہ عیسائی ہیں اور عیسائی حکمرانوں کی جانب سے یہ مشن لے کر آئے ہیں کہ معاذ اللہ نبی اکرم ﷺ کے جسد انور کو نکال کر لے جائیں۔ سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار کھینچ کر ان دونوں کے سر قلم کر دیئے اور ان کی لاشیں بھڑکتی آگ کے الاؤ میں جلا ڈالیں۔ ان بدبختوں کا انجام اس سے بھی بدتر ہونا چاہیے تھا۔

اس واقعہ کے بعد سلطان نے روضہ انور کے چاروں اطراف میں گہری خندق کھدوائی اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوا دیا تا کہ جنت سے بڑھ کر اور عرش عظیم سے افضل یہ قطعۂ زمین ہمیشہ کے لئے محفوظ و مامون ہو جائے۔ سیسے کی اسی دیوار پر مقصورہ شریف کی جالیاں نصب کی گئی ہیں۔ عیسائیوں کی اس حرکت سے اہل اسلام ان کے مذموم مقاصد کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ قرون وسطیٰ میں اہانت رسول اللہ ﷺ کے مرتکب افراد کو مسلم حکمرانوں نے موت کے گھاٹ اتارا۔ لیکن برعظیم پاک و ہند میں فرنگی استبداد کے دوران جب ہندوؤں نے استعماری آقاؤں کی شہ پر نبی کریم کی شان کریمی میں گستاخیاں شروع کیں تو پھر نبی کریم ﷺ کے دیوانوں نے خود ان کو تہہ تیغ کیا اور خود بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔

ہندوستان میں ایک انگریز مشنری لیم میور نے لائف آف محمد نامی کتاب لکھی جس میں اس نے انتہائی ناانصافی تعصب اور بغض و کینہ سے کام لیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات پر کیچڑ اچھالنا چاہا۔ اس کی اس جسارت کا علمی جواب سر سیّد احمد خاں نے خطاباتِ احمدیہ لکھ کر دیا۔ اسی طرح کی ایک اور کڑی ''دی مہدی'' نامی کتاب ہے جس میں برطانیہ اور امریکہ کی مشترکہ سازش سے ایک ایجنٹ کو امام مہدی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ ایلن ولیمز کا ایک ناول Holy of holies مقدس

ترین بھی برطانیہ سے شائع ہوا جس میں اسلام جیسے دین کامل و اطہر کو کینسر Cancer کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

چند برس قبل نیوز ویک نے یوگوسلاویہ کے ایک فرضی مسلم کروز دانی کی زبان سے اسلام کے بنیادی عقائد کا مذاق اڑاتے ہوئے انہیں زہر قرار دیا۔

مائیکل ہارٹ کی کتاب The hundred بھی گستاخانہ زہر سے بھری پڑی ہے۔اس نے گستاخی کا نیا طریقہ اپنایا۔ نبی اکرم ﷺ کا نام سرفہرست ضرور لکھا ہے لیکن ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ با اثر ترین افراد میں عظیم ترین نہیں اس میں اور بھی گستاخانہ جملے لکھے۔

1935ء عیسوی کے شروع میں لندن سے ایک اور انگریز ایڈتھ ہینڈ کا زہر بھرا رسالہ Story of Muhmmad شائع ہوا جس میں نبی اکرم ﷺ کی پانچ فرضی تصاویر شائع کی گئیں اس میں اور بھی کئی گستاخانہ جملے شامل تھے۔ زمانہ حال میں رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور آپ کی ازواج مطہرات پر سب سے بڑا حملہ مجہول النسب سلمان رشدی کی شیطانی آیات نامی کتاب ہے۔ مغربی طاقتوں اور یہودی لابی کی پروردہ ناجائز اولاد سلمان رشدی نے خرافات سے بھری اس کتاب میں اسلام، رسول اکرم ﷺ کی شخصیت، قرآن مجید کی حقانیت اور امہات المؤمنین کی اعلیٰ وارفع شان میں نہایت بے باکی سے گستاخیاں کی ہیں۔ایران کے روحانی پیشوا اور مقتدر اعلیٰ امام خمینی نے واضح مؤقف اختیار کرتے ہوئے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور شیطانی آیات کے مصنف اور پبلشرز کو واجب القتل قرار دیا اور مسلم حکمرانوں کو یہ توفیق نہ ہوئی۔

اسی طرح ایک اور انگریز مصنف مارٹن نے محمد کے نام سے کتاب لکھی جس میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی مگر افسوس کہ ہمارے حکمران اور بیورو

کریٹس نے اسے پاکستان میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر بہترین کتاب قرار دیا اور جنرل ضیاء کے دور میں یہ کتاب ہر لائبریری تک پہنچائی گئی۔ اسی عہد حکومت میں ایک اور عیسائی مصنف لوتھر کو انعام دیا گیا جس کی کتاب سیرت مصطفیٰ ﷺ کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی۔

(اللہ اور رسول ﷺ کے شہید از رائے محمد کمال'' صفحہ 60)

برعظیم پاک و ہند میں دین اسلام اور ہندومت کی باہمی کشمکش کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ اگرچہ مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ رواداری محبت' شفقت اور نیک حسن سلوک کا مظاہرہ کیا لیکن لالچی ہندو اور متعصب پروہت شروع دن سے ہی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی رکھتے رہے۔ اس قلبی شقاوت اور دشمنی کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ دین اکبری کے علمبردار اور ہند مسلم اتحاد کے لئے کوشاں شہنشاہ جلال الدین اکبر کا دور مسلمانوں کے لئے بہت ابتلاء کا دور تھا۔ اس دور میں ہندو برملا اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں صورت حال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اسلام کی کسمپرسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کی طرف سے برملا اسلام کے برعکس مسلمانوں کو احکام اسلام کی ادائیگی سے منع کیا جاتا ہے انہیں رسوا کیا جاتا ہے اور گوناگوں طعنے دیئے جاتے ہیں۔

انگریزوں کی آمد کے بعد ہندوؤں کے پروہتوں اور سوامیوں نے نہایت بے باکی اور دریدہ دہنی سے شعائر اسلام اور خاص طور پر نبی اکرم ﷺ کی ذات کے حوالے سے سرسوتی نے 1874ء میں رسوائے زمانہ کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' لکھی جس میں شرانگیزی کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ پر بے جا تنقید کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی۔ اس میں امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن پر گستاخانہ جملے

لکھے گئے اور قرآن مجید پر اہانت پر آمیز تبصرہ کیا گیا۔

سوامی دیانند سرسوتی کا ایک عقیدہ مند بنکم چندر چیٹر جی تھا جس نے 1884ء میں اپنا معروف ناول انند ناتھ لکھا۔ اس ناول میں مسلمانوں کو ملیچھ اور ناپاک کہا گیا۔ اس نے کانگریس کا ترانہ ''بندے ماترم'' لکھا جو آج کل ہندوستان کا قومی ترانہ ہے۔ بال گنگا دھر تلک نے 1856ء میں مسلمانوں اور شعائر اسلام کے خلاف مسلح جدوجہد کے لئے باقاعدہ جتھے ترتیب دیئے۔ ایک ہندو منشی رام نے سوامی شردھانند کے نام سے ایک مذہبی رہنما کا روپ دھارا اور 1923ء میں شدھی جیسی پرفتن تحریک کی بنیاد رکھی۔ اس نے دہلی سے مذہبی دل آزاری پر مبنی لٹریچر شائع کیا۔ جس میں پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ الرحمٰن کی شان میں گستاخیاں کی گئیں۔ اسے ایک مسلم عاشق رسول اللہ ﷺ غازی عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کر دیا۔

رسوائے زمانہ راجپال مردود نے دریدہ دہنی سے کام لے کر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور رنگیلا رسول کے نام سے کتاب لکھی۔ اس نے ایک اور کتاب ''بلیدان چتر اولی'' بھی لکھی جو اسلام کے خلاف شر انگیزیوں سے بھرپور تھی۔ اس خبیث کو غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کر دیا۔

(تفصیل آنے والے صفحات پر ملاحظہ کی جائے۔)

12 اکتوبر 1934ء کے روزنامہ انقلاب لاہور کے مطابق جموں کے ایک پرچارک ''ستیہ دیو'' نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں بے ادبی کی۔

اس کے علاوہ ہندوؤں کے اس دور کے رسالوں تہذیب الاسلام' آریہ مسافر (جالندھر) مسافر بہڑائچ' آریہ پتر (بریلی) ملیکھش توڑ' جڑ پٹ اور ترک اسلام بھی اہانت رسول اللہ ﷺ میں شامل رہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں علماء حق نے اپنا حق تبلیغ ادا کیا اور ہندوؤں کی

شاطرانہ اور گستاخانہ حرکتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس سلسلے میں صدر الافاضل سیّد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت شاہ علی حسین اشرفی، مولانا قطب الدین برہمچاری اور مولانا غلام قادر اشرفی کے نام نمایاں ہیں۔ تاہم گستاخ ہندوؤں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی سعادت جن کے حصے میں آئی وہ بظاہر تو علم دین سے ناواقف اور عمل کی دولت سے تہی داماں تھے۔ لیکن جذبہ عشق رسول اللہ ﷺ کی دولت سے مالا مال تھے ان میں چند شہداء حسن محبوب ﷺ کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ

سوامی شردھانند نے روزنامہ تیج دہلی، پھر ہندی اخبار ارجن اس کی اشیر باد سے ایک اخبار گورو گھنٹال جاری ہوا جس میں اولیائے کرام اور کتاب مبین کے بارے میں گستاخیاں کی گئیں۔ پھر اس کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس نے نبی رحمت کی شان میں اہانت کرنی شروع کی۔ ایک مسلمان خوشنویس غازی عبدالرشید کو تحفظ ناموس رسالت کی خاطر شردھانند کو جہنم رسید کر کے اپنی جان شمع رسالت پر قربان کرنے اور اس کے نتیجہ میں امر ہو جانے کی سعادت ملی۔ غازی صاحب انتہائی اعتماد سے شردھانند کے مندر میں گئے اور اسے للکارا

"بے غیرت کمینے! تو نے مسلسل میرے رسول (ﷺ) سے دشمنی کی اور بکواس کرتا رہا ہے اب میں تجھے ہلاک کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ ذلت و رسوائی کی موت کے لئے تیار ہو جاؤ"۔

یہ کہہ کر ریوالور کی چھ گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔ پھر انتہائی غضب کے عالم میں اس کے جسم کو جوتوں سے ٹھوکریں لگائیں۔

عدالت نے غازی عبدالرشید کو سزائے موت سنائی۔ اور انہوں نے ہنسی خوشی ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جان قربان کر دی۔ مقدمہ کی کارروائی چلی تو کسی نے

کہہ دیا کہ یہ پاگل ہے انہوں نے بڑے وقار سے جذباتی انداز میں کہا کون کہتا ہے کہ میں پاگل ہوں؟ پاگل تو تم ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ بلکہ ایک دشمن رسول کو ٹھکانے لگایا ہے۔ میں نے اس مردود کو موت کے گھاٹ اس لئے اتارا کہ خواب میں سیّد الشہداء سیّدنا امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہارے شہر میں میرے نانا پاک ﷺ کی توہین کی جارہی ہے اور تم خاموش ہو۔ اپنے آقا و مولا کو کیا منہ دکھلاؤ گے؟ جو میرے نانا کی عظمت و ناموس کا تحفظ نہیں کرتا اس کا مجھ سے کیا تعلق؟

سزائے موت سے قبل انہوں نے اپنے عزیز و اقارب سے کہا: میں آپ کو نہیں بتا سکتا کہ کس قدر خوشی کا مقام ہے! اتنی حسین موت تو بار ہا آنی چاہیے جو آدمی اپنے دین کے معاملے میں کسی قسم کی طاقت کی پرواہ کرتا ہو بھلا وہ ایک سچا مسلمان کیسے ہوسکتا ہے؟ محبوب خدا ﷺ کی خاص رحمت و توجہ سے میں اس امتحان میں ثابت قدم رہا ہوں۔ پھانسی گھر میں انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے۔ مختصر دعا مانگی اور اپنا رخ دیارِ حبیب ﷺ کی جانب کر کے کہا:

> ''یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کا ایک ادنیٰ غلام دل و جان کا تحفہ لئے حاضر ہے' یا رسول اللہ (ﷺ)! میری لاج رکھنا' یا رسول اللہ (ﷺ)! میری قربانی قبول فرمالینا''۔

پھر انہوں نے کہا: آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں اس دنیا میں ایمان کی دولت لے کر جارہا ہوں پھر تین مرتبہ **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** (ﷺ) کہا: پھانسی کا پھندہ کھینچ دیا گیا۔ جیل کے اندر اور باہر سے نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے ساتھ غازی عبدالرشید زندہ باد کے نعرے گونجنے لگے۔ جیل کی دیواریں لرز اٹھیں اور ہر طرف خوشبوئے مصطفیٰ کریم

ﷺ پھیل گئی۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

1924ء میں رسول اللہ ﷺ کے ایک گستاخ' مہاشہ راجپال نے انتہائی دل آزار کتاب جس کا نام لکھتے ہوئے دل کانپتا ہے رنگیلا رسول لکھی اور شائع کی۔ جس میں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی گئیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے قلب و جگر سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا چراغ گل کر دیا جائے۔ اس کتاب سے مسلمانانِ ہند کے دلوں کے آبگینے چکنا چور ہو گئے۔

احتجاج کے لئے 4 جولائی 1927ء کو دہلی دروازہ کے باہر دربار محمد شاہ غوث رحمۃ اللہ علیہ کے قریب خلافت کمیٹی کے تحت جلسہ ہوا جس میں دیگر نامی گرامی مقررین کے علاوہ امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نے بہت رقت آمیز تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا:

''آج کوئی روحانیت کی آنکھ سے دیکھنے والا ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات یعنی ہم مسلمانوں کی مائیں لاہور کے مسلمانوں سے فریاد کر رہی ہیں کہ تمہارے شہر میں ہماری بے حرمتی کی جا رہی ہیں۔ ہمیں کھلے بندوں گالیاں دی جا رہی ہیں' اگر کچھ پاس رسالت ہے تو ناموس رسالت کی حفاظت کرو''۔

ایک مزدور پیشہ ترکھان غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو یہ سعادت ملی کہ وہ اس مردود کو جہنم واصل کر کے خود زندہ جاوید ہو گئے۔ راج پال کی دکان پر پہنچ کر غازی صاحب نے اپنے خنجر نما چھرا مردود راجپال کے پیٹ میں اتارنے سے پہلے اسے للکار کر کہا:

''اے کافر! تیری موت کا وقت آن پہنچا ہے میں تجھے ہرگز زندہ نہیں

چھوڑوں گا' بس تو کتے کی موت مرنے کے لئے تیار ہو جا''۔

غازی صاحب کی طرف سے راجپال پر کئے گئے اس قاتلانہ حملے سے ارد گرد کی دکانوں پر موجود غیر مسلموں میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ دو بے گناہ مسلمانوں کو پکڑ کر لے آئے کہ یہ قاتل ہیں تو غازی صاحب نے بڑی بے باکی سے پر اعتماد لہجے میں کہا:

''نابکار راجپال کا قاتل میں ہوں' غازی صاحب نے کہا کہ قاتل میں ہوں کوئی اور نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اپنے رسول اللہ ﷺ (کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش) کا بدلہ لیا ہے۔ محبوب ﷺ کی حرمت و تقدیس کی حفاظت میرا فرض تھا۔ میرے نزدیک یہ امر کوئی جرم نہیں بلکہ کارِ خیر ہے''۔

ہائیکورٹ میں غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے کی پیروی حکم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے پر قائد اعظم محمد علی جناح نے بھی کیا لیکن عاشق رسول اللہ ﷺ تو جام شہادت نوش کر کے اپنے آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ میں بیکس پناہ میں حاضر ہونے کو بے تاب تھا۔ بالآخر غازی صاحب کو ماتحت عدالت کی طرف سے دی گئی موت کی سزا بحال رکھی گئی۔

بے تاب ہو رہا ہوں فراق رسول ﷺ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

30 اکتوبر 1929ء پنجابی کے استاد شاعر حضرت عشق لہر کی فرمائش پر غازی علم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کے چند اشعار پڑھے' جن کا مفہوم یہ ہے۔

''میں عاشق سر مست ہوں' مجھے تختہ دار کا کیا غم؟ ایک جانباز پروانہ ہوں اور آگ سے نہیں ڈرتا' میں طالب دیدار ہوں مجھے کسی طرح کا اندیشہ

نہیں' بھلا پھولوں کے ایک شیدائی کو کانٹوں سے کیا خوف ہوسکتا ہے؟
میں تو یادِ محبوب کے نشہ سے چور چور ہوں' دشمن کو کوئی پرواہ نہیں۔ جسے
خزانہ مل جائے تو وہ سانپ سے کیا ڈرے گا' پھانسی کا نظارہ میرے لئے
تخت شاہی سے زیادہ بہتر ہے۔ میں عشق میں منصور بن حلاج ہوں اور
تختہ دار سے ہرگز نہیں گھبراتا"۔

استاد عشق لہری نے غازی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر چند شعر کہے

وچ چودھویں صدی دے ہویا تیرا عشق عاشق حضور دیا
جھوٹا دار دی پینگھ تے جھوٹیا ای شوق نال ساتھی منصور دیا
سب دیاں اکھاں وچ سما گیا ایں علم الدین توں ذرّیا طور دیا
عشق لہر دی عرض دربار رسول اندر پہلے کریں مسافر دور دیا

غازی علم الدین شہید کے دوست میانوالی جیل میں ملنے گئے تو انہوں نے ان سے کہا: میرے نزدیک عشق رسول میں کٹ مرنا وہ بلند ترین مرتبہ ہے جو کسی کسی کو ہی ملتا ہے۔ اس لئے موت پر غمگین ہونا تو درکنار میرے لئے یہ خبر کہ پریوی کونسل سے میری اپیل نامنظور ہوگئی ہے۔ انتہائی پر مسرت کا موجب ہے اور میں خوش ہوں کہ مشیت ایزدی نے اس زمانے میں چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے مجھے اس سعادت کے لئے منتخب کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ وہ میرے جنازے پر آنسو نہ بہائیں اس موقع پر اپنی قوم کو آنکھوں میں اشک نہیں' ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ اس موقع پر علم الدین شہید کی والدہ نے فرمایا: اگر میرے سات بیٹے ہوتے وہ اسی تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربان ہوجاتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔

غازی علم الدین شہید کی میت لحد میں اترتے ہوئے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے عرض کیا ''غازی علم الدین شہید' تو خوش رہ! ہم نے تیری وصیت کو پورا کر دکھایا نماز جنازہ میں ہر شخص نے کلمہ شہادت پڑھا اور دعائے مغفرت کی ہے۔ دربار رسالت میں پہنچ کر آقا و مولا کی بارگاہ میں میرا اسلام پیش کرنا۔ اچھا' خدا حافظ۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو تحریر موجود ہے وہ یوں ہے

''عاشق رسول غازی علم الدین شہید آقائے دو جہاں کی شان اقدس سے گریز کرنے والو! کیا حضور کے نام پر شہید ہونے کی عزت کا نظارہ اس کے جنازے سے نہیں ہوا؟ اگر دین و دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو محبوب خدا پر جان قربان کر دو اور عاشقان مصطفیٰ کی چوکھٹ پکڑ و جو منکر ہے وہ کافر ہے''۔

غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ

1933ء کے شروع میں ایک ہندو' نتھو رام نے ایک زہر آلود کتابچہ ''تاریخ اسلام'' لکھا جس میں بہت گستاخانہ زبان اختیار کر کے شان رسالت میں بے ادبی کی گئی۔ ایک مرد مجاہد غازی عبدالقیوم شہید نے اسے جہنم واصل کیا اور خود بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ انہوں نے عدالت میں جو بیان دیا اس کا ایمان افروز اقتباس پیش خدمت ہے۔

''ہر وہ شخص جو میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو' اس کو مٹانے کے لئے گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی جذبہ محبت سرکار سے سرشار ہو کر اپنی زندگی پر کھیل جاتا ہے۔ میں نے نور ایمانی کے ساتھ گستاخ رسول کو ٹھکانے لگایا ہے۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر یاوہ گوئی کا

تصور کرنے والے کو بھی زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا سکتا اگر میری زندگی آقائے کونین ﷺ کی ناموس وحرمت پر قربان ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی انعام خداوندی کیا ہو سکتا ہے''۔

غازی عبدالقیوم شہید نے عدالت میں اقبالی بیان دیتے ہوئے کہا:

''اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے ہزار بار قتل کرتا اور شاید یہ بات بھی میرے غم وغصہ کو سرد اور جذبات کو سکون پہنچا سکتی میری زندگی کا خوشگوار دن وہی تھا جب میں نے دشمن رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خوشگوار ترین دن وہ ہوگا جب میں اپنے آقا و مولا (ﷺ) کی بارگاہِ ناز میں پہنچ جاؤں گا''۔

جب سزائے موت کا حکم سنایا گیا تو غازی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر اور نعرہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

''میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس انعام کا مستحق سمجھا گیا۔ یہ ایک جان کیا چیز ہے' میرے پاس لاکھ جانیں ہوں تو بھی ایک ایک کر کے اسی طرح اپنے نبی پاک ﷺ کے نام پر قربان کر دوں''۔

غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید رحمۃ اللہ علیہ:

2006ء کے اوائل میں جب پوری دنیا کے مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ یورپ کے شر پسند اور گستاخ رسول عناصر کے خلاف سراپا احتجاج تھے تو ایسے ہی میں پاکستان کے ایک خوش بخت سپوت کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ اس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے شہید ناموس رسالت ﷺ کی یاد تازہ کر دی۔ اس نوجوان کی عملی کاوش گلشن اسلام کی پژمردگی دور کرنے کے لئے باد بہاری کا جھونکا ثابت ہوئی اور اسلامیان عالم ایک ولولہ تازہ کے ساتھ پھر سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ

کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے نواحی قصبے سارو کی میں پروفیسر محمد نذیر چیمہ کے گھر 4 دسمبر 1977ء کو پیدا ہونے والا نوجوان عامر عبدالرحمٰن چیمہ رحمۃ اللہ علیہ نیشنل ٹیکسٹائل انجینئرنگ یونیورسٹی فیصل آباد سے بی ایس سی انجینئرنگ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی کے شہر مونشن لاڈباخ کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔ وہ اپنی ڈگری کے آخری سمیسٹر میں پڑھ رہا تھا کہ یورپ کے اخبارات خاص طور پر ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے، اور جرمنی کے اخبارات نے نبی کریم ﷺ کے خاکوں پر مبنی کارٹون شائع کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ جرمنی کے شہر برلن سے شائع ہونے والے اخبارات ڈائی سیلٹ (Die Selte) کا چیف ایڈیٹر ہینری بارڈر (Henry Broder) بھی ان شیطان صفت گستاخ لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے اس ناپاک شرارت میں حصہ لیا۔

عبدالرحمٰن چیمہ کو ہینری بروڈر کی اس جسارت پر بہت غصہ تھا۔ اس کے دل میں موجود عشق رسول اللہ کی آتش شعلہ جوالہ بن کر اٹھی۔ اسے کسی پل چین نہ تھا۔ اس کے دل میں حمیت رسول ﷺ کے جذبات اسے اس بات کی ترغیب دے رہے تھے کہ وہ غازی عبدالرحمٰن شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر اس گستاخ رسول کو واصل جہنم کر دے تا کہ اس کے عبرتناک انجام سے گستاخان رسول اللہ ﷺ کے بڑھتے ہوئے قدم رک جائیں اور ان کی ناپاک جسارتوں کو لگام ملے۔

عامر چھٹیاں گزارنے کے لئے برلن میں مقیم اپنی ماموں زاد بہن کے گھر آ جایا کرتا تھا۔ اب برلن میں اس کی توجہ کا مرکز برگ کے علاقہ میں ایک سترہ اٹھارہ منزلہ بلڈنگ تھی جس کی ساتویں فلور پر گستاخ رسول ہینرک بروڈر کا دفتر تھا۔ وہ اس گستاخ رسول کو عبرتناک سزا دینا چاہتا تھا۔ وہ 20 مارچ 2006ء کو بہن کے گھر

سے تیار ہو کر نکلا۔ اس کے کاندھوں پر کالج بیگ تھا اور دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا طوفان موجزن تھا۔ دروازے پر متعین گارڈوں نے اسے روکا لیکن وہ ان کو روندتا ہوا گستاخ رسول پر چیتے کی طرح لپکا اور تیز دھار چاقو سے شاتم رسول کے سینے اور پیٹ پر پے در پے وار کرنے لگا۔ اس کے وار میں اتنا جذبہ اور طاقت تھی کہ ملعون ہینرک نڈھال ہو کر گر پڑا اور تقریباً واصل جہنم ہو چکا تھا کہ گارڈوں نے غازی عامر چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیچھے سے قابو کر لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔

جرمنی کی نازی پولیس نے دوران حراست غازی عبدالرحمٰن چیمہ پر ظلم وستم کی انتہا کر دی۔ کون سا تشدد تھا جو اس پر روا نہ رکھا گیا۔ لیکن اس عظیم عاشق رسول اللہ ﷺ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ وہ بے خوف وخطر اس بات کا اقرار کرتا رہا کہ میں نے اس گستاخ رسول کو واصل جہنم کرنے کے لئے اس پر حملہ کیا تا کہ اسے اپنے کئے کی سزا مل سکے۔ جرمن پولیس کے بے انتہا ظلم و جبر کے سبب عامر عبدالرحمٰن نے 4 مئی 2006ء جام شہادت نوش کر لیا۔ جرمن پولیس نے اس نوگل باغ شہادت کا دامن داغدار کرنے کے لئے یہ کہا کہ غازی عامر نے خودکشی کی ہے حالانکہ اس کی موت پولیس کے جبر وستم سے واقع ہوئی تھی۔

غازی عبدالرحمٰن چیمہ کی میت 13 مئی 2006ء کو پاکستان لائی گئی اور ساروکی میں اس عظیم عاشق رسول ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔ اس کا جنازہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بے مثال جنازہ تھا۔ جس میں مشائخ عظام' علماء کرام' اسکالرز اور عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ دورِ حاضر کے اس عظیم المرتبت پروانہ شمع جمال مصطفیٰ نے ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کو حیات نو بخشی ہے۔ غیر اسلامی غلامان رسول کا خاصہ اور اعزاز ہے۔ عشق رسول میں آنے والی موت انسان کو امر بنا دیتی ہے۔ حقیقت یہ

ہے کہ عامر چیمہ شہید کے اس جرأت مندانہ اقدام نے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کر دیا اور اس پر فتن دور میں نعرہ مستانہ بلند کر کے اسوۂ شبیری کی یاد تازہ کر دی۔ غازی عامر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے عظیم مرتبہ پایا کہ اس کا نام غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے فدایانِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی صف میں آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامر شہید کی طرح تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مرحبا! عاشق سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ، عامر
ہے ترا عشق امر باقی ہے سب قال و قیل
زندگی کے لئے جھومر ہے شہادت تیری
ذات ہے تیری شب تار میں روشن قندیل

(افضال احمد انور)

☆☆☆
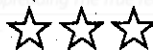
آج لے ان کی پناہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ورفعنالک لک ذکرک کی آیت کریمہ نازل کر کے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کی شان و رفعت ہر آنے والی گھڑی میں بلند و بالا ہوگی اور آنے والا ہر لمحہ آپ کی عظمت کو مزید اجاگر کرے گا۔ کفار کی حالیہ جسارت نے مسلمہ امہ کو پھر سے اتحاد و یگانگت کی لڑی میں پرو دیا ہے اور ان کے اندر یہ احساس بیدار ہو گیا ہے کہ وہ اگر اب بھی یکجا ہو کر طاغوتی طاقتوں کے سامنے دیوار نہ بنے تو پھر ان کا نام و نشاں مٹ جائے گا۔ نیو یارک، لندن، پیرس سے لے کر ڈھاکہ اور جکارتہ تک مسلمانوں کے لاکھوں شرکاء پر مشتمل مظاہرے اور جلوس اسی بات کے مظہر ہیں۔ مسلم امہ کی اسی تحریک تحفظ ناموس مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) سے مجبور ہو کر ہمارے حکمران بھی اب اس بات پر رضا مند نظر آتے ہیں کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے ممبر ممالک کا اعلیٰ اجلاس بلا کر متفقہ لائحہ عمل طے کیا جائے تاکہ آئندہ مغربی ممالک کو اس قسم کی حرکت کی جرأت نہ ہو۔

ہمارے وہ لوگ اور تنظیمیں جو "مقام مصطفیٰ یا عشق رسول اللہ ﷺ" جیسی اصطلاحات سے دبک جاتے تھے۔ قدرت خدا کی! آج وہ بھی اپنے بینرز، کتبوں اور نعروں میں یہی اصطلاحات استعمال کرنے میں پیش پیش ہیں اور غلام ہیں غلام

ہیں رسول کے غلام ہیں ہم عظمت کے رسول کے' پاسباں ہیں' پاسباں' غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے'' جیسے خالص عشق رسول کی چاشنی سے معمور نعرے جو آج سے قبل ہم جیسے کارکنان انجمن طلباء اسلام کے لبوں کی زینت ہوا کرتے تھے آج سب مسالک اور مکاتب فکر کے لوگ یہ نعرے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لگا رہے ہیں۔ یہی بات شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے پیغام میں کہی تھی کہ ہر مسلمان کے دل میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کا چراغ جل رہا ہے اور ہماری عزت و آبرو صرف اور صرف نام مصطفیٰ سے وابستہ ہونے میں ہے۔

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است   آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است ﷺ

الحمد للہ رب العالمین' آج سب کو بخوبی اس بات کا احساس ہو گیا ہے۔ آج کوچہ کوچہ' قریہ قریہ' گلی گلی' شہر شہر' شان مصطفیٰ ریلیاں اور تحفظ ناموس رسالت کے جلسے وجلوس' نبی کریم ﷺ کی شان و رفعت کے مظاہر ہیں۔ انتہا تو یہ ہے اور باعث مسرت امر بھی ہے کہ سعودی عرب اور اس کے زیر اثر ٹی وی پر جہاں شانِ مصطفیٰ ﷺ کی آیات بہت کم تلاوت کی جاتی تھیں' وہاں اب ہر آدھ گھنٹے بعد وقفہ کے دوران ''فی حب رسول اللہ ﷺ'' کے عنوان سے دنیا کے بہترین قراء کی آواز میں ریکارڈ کردہ آیات کی تلاوت بار بار لگائی جاتی ہے۔ سبحان اللہ

بول بالا ہے ترا' ذکر ہے اونچا ترا

ہمارے حکمرانوں کی بے حسی دیکھئے' جو مال و زر کی محبت اور دنیا کی چاہت میں اپنی عاقبت وغارت کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں یہ لوگ یورپ اور امریکہ سے صرف اس بناء پر تجارتی اقتصادی اور سیاسی تعلقات منقطع کرنے سے ڈرتے ہیں کہ ہماری معیشت دھڑام سے نیچے گر پڑے گی بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ ایسا کرنے سے ان

کے اللے تللے اور عیش وعشرت کی زندگی ختم ہو جائے گی انہیں اپنی طرب وآسائش کی زندگی ناموس مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) سے زیادہ عزیز ہے۔ دوسرا رخ دیکھئے کہ ڈنمارک کی حکومت کو صرف ایک ہفتہ میں 6.3 بلین ڈالر کا نقصان ہوا ان کی کرنسی کی قدر نہایت نیچے جا چکی ہے۔ ان کی ڈیری اور گوشت کی مصنوعات کی مارکیٹیں بند ہوگئی ہیں اور یہ سلسلہ چلا تو بعید نہیں کہ ان کی معیشت کا کباڑا نکل جائے۔ لیکن پھر بھی وہ بضد ہیں کہ ہم اپنی اس مذموم پر نہ شرمندہ ہیں اور نہ معذرت کے لئے آمادہ۔ ہم حکمرانوں کی اس زر پسندی کو بے حمیتی کا نام نہ دیں گے تو پھر کیا کہیں گے ؟ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی پڑھ لیجیے۔

''بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (الاحزاب 57)

اس سارے معاملے کا اہم پہلو یہ ہے کہ ہمارے حکمران جو ہم پر خدائی اوتار بن کر مسلط ہیں یا مسلم ریاستوں اور امارتوں کو باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں انہوں نے محض طاقت اور دھونس کے زور پر مسلم امہ کا اوتار اقتدارِ اعلیٰ اور اجتماعی قوت سلب کی ہوئی ہے اور مغرب کے مقتدر حلقوں میں اپنی جبینِ نیاز خم کر کے ان کے حوصلے اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی اہانت اور گستاخی پر اتر آئے ہیں۔ اس لئے یہ حکمران طبقہ اور حلقہ اشرافیہ مغرب سے بھی بڑھ کر اسلام کا دشمن ہے۔ ان کی اعتدال پسندی' معتدل مزاجی اور نام نہاد دہشت گردی سے گریزاں پالیسی نے سفینہ اسلام کو بھنور میں پھنسا دیا ہے اب یہ ان کے لئے کفارے کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ کھل کر مغرب کو اس کی اوقات یاد کرائیں اور یہ کہتے ہوئے نصرانی اور صیہونی قوتوں کا مقابلہ مردانہ وار کریں کہ ہم

نے تو مغرب سے رواداری اور مفاہمت کی خاطر ان کے جوتے تک چاٹے ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنا تعصب اور ہٹ دھرمی چھوڑنے پر راضی نہیں۔

مسلم دنیا کے علماء و مشائخ اور دانشور حضرات بھی اس تمام صورت حال میں ذمہ دار ہیں۔ کہ انہوں نے فرقہ بندی' جاہ پسندی اور آرام طلبی کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ وہ جدید دور کی ضروریات' پیش آمدہ مسائل اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی یلغار سے نابلد ہیں۔ وہ باقاعدہ اور منظم انداز میں مغرب کے عوام کے ذہن و قلب تک پہنچ نہیں پائے۔ اقوام مغرب کے قلوب و اذہان تک حق کی روشنی پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے شعور و آگہی' تعلیم و تربیت اور جدید علوم و فنون سے مکمل واقفیت' وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ ہمارے شاعر و ادیب حضرات نے اس اہم موقعہ پر اپنا کردار ادا نہیں کیا۔ وجہ کچھ بھی ہو بہر حال جذبہ عشق رسول سے لبریز شاعری اور تحفظ ناموس رسالت کی ترغیب دیتی اور دلوں کو گرماتی نگارشات کی کمی بے حد محسوس ہو رہی ہے۔ پچھلی صدی کتنی اچھی تھی کہ علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، حسرت موہانی اور محمد علی جوہر جیسے شعراء قومی اور ملی تحریک میں اپنے اشعار کی قوت سے قوم کے جذبہ جہاد کو ابھارتے تھے۔ افسوس کہ قحط الرجال کا دور آ گیا۔ اب ان جیسی نابغہ عصر شخصیات کا پرتو' یا ان کی طرح جذبات کا اظہار کرنے والے عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

میری دعوت ہے کہ آج کے شاعر اور ادیب حضرات میدان عمل میں آئیں اور اس اہم مشن میں اپنا کردار ادا کر کے دنیا و آخرت میں اپنے نام مرکوز کروالیں۔ اس موقع پر پرنٹ میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کا کردار بہت مثبت رہا ہے او کالم نگار حضرات' صحافیوں اور دانشوروں کی تعریف میں بخل سے کام لینا بجا نہ ہوگا۔ جنہوں نے کما حقہ' توقیر مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کے لئے اپنا کردار نہایت خوبصورتی اور

انتہائی عقیدت سے ادا کیا ہے۔

حقوق انسانی کی نام نہاد علمبردار تنظیمیں اور حقوق نسواں کے تحفظ کا نعرہ بلند کرنے والی شخصیات جو دین متین' اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کوئی لمحہ فروگذاشت نہیں کرتیں اور چھوٹے چھوٹے مسائل کو گویا' رائی کا پہاڑ بناتے ہوئے عالمی ذرائع ابلاغ پر شور مچا دیتی ہیں' آج تحفظ ناموس رسالت کے اس نازک اور اہم موثر ترین موضوع پر خاموش ہیں۔کیا ان کی یہ خاموشی' ان کے ایمان' ان کے ایمان کے کامل ہونے پر شکوک وشبہات تو پیدا نہیں کرتی ؟ اب بھی وقت ہے کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے میدان عمل میں آئیں اور اپنے غیر سرکاری پلیٹ فارم سے عظمت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے مقدور بھر کوشش کریں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آیئے! اب اس ساری صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیکھیں کہ مسلم امہ کا لائحہ عمل' اجتماعی اور انفرادی پر کیا ہونا چاہیے۔

☆......تمام مسلم ممالک اور حکومتوں کو ایسے یورپی ممالک کا اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کر دینا چاہیے جنہوں نے یہ دل آزار کارٹون شائع کئے۔ان ممالک میں سب سے پہلا نام ڈنمارک کا ہی آتا ہے۔

☆......اسلامی کانفرنس کی تنظیم ، یورپی یونین اور امریکہ سے مطالبہ کرے کہ وہ آئندہ اس طرح کی حرکات کے تدارک کے لئے قانون سازی کریں اور اظہار رائے کی آزادی کے نام پر کسی کی قلبی یا روحانی دل آزاری پر قدغن لگائیں تا کہ تہذیبوں کے تصادم کا جو خطرہ مستقبل قریب میں نظر آ رہا ہے اس

سے بچا جا سکے۔

☆......یورپی ممالک سے سفارتی تعلقات فوری طور پر منقطع کر کے اس اہم مسئلے کو اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کے پلیٹ فارم پر اٹھایا جائے اور تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مغربی استعماری قوتوں کو دھکیل کر دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اگرچہ چند مسلم ممالک نے یورپی ممالک کے ساتھ ایسے ردّیہ کا آغاز کر دیا ہے مگر اتنا پرجوش نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح شاہ فیصل مرحوم نے تیل کا ہتھیار استعمال کر کے اسرائیل کے حواریوں کو ناکوں چنے چبوائے تھے اسی طرح منظّم کارروائی کا آغاز کیا جائے۔

☆......عوامی سطح پر انفرادی جذبے بھی بے حد کارآمد ہیں جنہیں بروقت اور صحیح انداز میں استعمال کر کے ہم اپنی ذمہ داری ادا کر سکتے ہیں۔

☆......جو بھی قدم اٹھایا جائے باہمی مشاورت اور علماء دین اور دانشوران ملت کی رہنمائی میں اٹھایا جائے۔

☆......ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے قانونی اور آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں منعقد کی جائیں۔

☆......کسی قسم کی اشتعال انگیزی' شر پسندی یا جلاء گھیراؤ کا قدم نہ اٹھایا جائے سرکاری یا نجی املاک کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ ہمارے مشن کی بدنامی کا باعث ہے اس سے ہر ممکن احتراز کریں۔

☆......ہمارے اردگرد رہنے بسنے والی اقلیتیں ہماری پناہ ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں' جائیدادوں اور جان و مال کا تحفظ ہماری دینی و ملی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

☆......ڈنمارک اور اس کے حواری ممالک کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

☆......اپنے مظاہروں اور جلسوں میں مغربی استعمار کی سازشوں کو بے نقاب کریں جو وہ اسلام' قرآن مجید اور صاحب قرآن نبی ذی شان علیہ صلوات الرحمٰن کی شان کم کرنے کے لئے کرتے رہتے ہیں اس طرح یورپ کی اسلام دشمنی کا بھانڈا پھوڑ دیں۔

ان حالات میں جبکہ دشمن طاقتیں نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان وعظمت کو برداشت نہ کرتے ہوئے گستاخانہ روّیہ اپنائے ہوئے ہیں ہم مسلمان جو غلامی رسول ﷺ کے دعوے دار ہیں اور عظمت رسول کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں' ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ

☆......عشق نبی مختار ﷺ کا عملی نمونہ پیش کریں اور اس کا بروقت مظاہرہ کریں۔

☆......احتجاجی ریلیوں کے ساتھ ساتھ گھر گھر محافل میلاد کا انعقاد کریں۔

☆......ہمارے لبوں پر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آقائے' نامدار سیّد الابرار ﷺ کی ذات بابرکات پر درود سلام کے نغمے مچل رہے ہوں۔

☆......کثرت سے درود شریف کا ورد کریں اور گھروں مسجدوں اور اپنے اداروں میں درود شریف پڑھنے کا اہتمام کریں۔

☆......اپنے بچوں، گھر والوں اور دوست احباب کو اپنے پیارے نبی ذی شان علیہ صلوٰۃ الرحمٰن کی شان وعظمت اور مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں۔ خود بھی سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

☆......اسوہ محمد ﷺ کو زندگی کے ہر ہر قدم پر اپنائیں اور اپنا ہر فعل تعلیمات نبوی

کی روشنی میں سرانجام دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عشق رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں سیرت رسول کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللهم صل وسلم وبارك على سيّدنا محمد اجمل خلق الله وعلى اله واصحابه اجمعين ۔

فتاویٰ جات

اکابرین اہل سنت و جماعت

فتویٰ کی دو قسمیں

بعض علماء نے امام ابن نجیم و امام حصکفی وغیرہما کے فتاویٰ کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امام ابن نجیم وغیرہ کے فتاویٰ معتبر ہیں۔ چنانچہ امام اہل سنت فاضل بریلوی اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ فتویٰ کی دو قسم ہیں:

(۱) فتویٰ حقیقیہ: یعنی حکم کی دلیل کی تفصیل کی مکمل معرفت و تحقیق کے بعد فتویٰ دینا ایسے حضرات کو اصحاب الفتویٰ کہا جاتا ہے مثلاً فقیہ ابو جعفر اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی وغیرہ۔

(۲) فتویٰ عرفیہ: یعنی کسی عالم دین کا حکم کی دلیل تفصیلی کی معرفت کے بغیر صرف مجتہدین کے اقوال نقل کرنا۔

مثلاً فتاویٰ ابن نجیم و فتاویٰ غزی و فتاویٰ امام طوری و فتاویٰ خیریہ وغیرہا مذکورہ فتاویٰ نقل مذہب میں مستند ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۳۸۵)

تمہید

اب ہم آغاز بحث سے، پہلے خاتمۃ المحققین علامہ سید محمد امین آفندی ابن عابدین شامی اور امام محی الدین ابو محمد عبد القادر المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۵ھ اور امام الائمہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ کے فرمودات میں سے ان بعض کو ذکر کرتے، ہیں جو ایک اہم رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ شامی و امام محی الدین

مصری فرماتے ہیں کہ مفتی کے لئے جائز نہیں کہ وہ قول راجح کو چھوڑ کر قول مرجوح پر عمل کرے۔ (الجوہر المضیہ وشرح عقود رسم المفتی) اور امام حصکفی فرماتے ہیں واما نحن فعلینا ما رجحوہ وما صححوہ کمالو افتوا فی حیاتہم یعنی ہم پر لازم ہے کہ جس قول کو اصحاب ترجیح نے راجح وصحیح قرار دیا ہم اسی کی پیروی کریں۔ جیسا کہ اگر وہ ائمہ دنیا میں جلوہ گر ہوتے اور کسی قول پر فتویٰ دیتے تو ہم ان کی پیروی کرتے اور ان کی مخالفت ہمارے لئے قطعاً جائز نہ ہوتی۔ اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی ان کے فتاویٰ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (درمختار مع الشامی)

طبقات فقہاء

واضح ہو کہ فقہاء کے سات طبقے ہیں:

۱- پہلا طبقہ ''مجتہدین فی الشرع'' کا ہے جیسے ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء مجتہدین جنہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں اجتہاد کے اصول وضع کئے اور ادلۂ اربعہ (قرآن وسنت واجماع وقیاس) کے ذریعے فروع کے احکام کا استنباط کیا بغیر اس کے کہ اصول یا فروع میں کسی کی تقلید کریں۔

۲- دوسرا طبقہ ''مجتہدین فی المذہب'' کا ہے جیسے (فقہ حنفی میں) امام ابو یوسف و امام محمد اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شاگردان رشید جو اپنے استاد کے مقرر کردہ اصول وقواعد کے تحت ادلہ اربعہ کے ذریعے احکام کے استخراج واستنباط کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اگرچہ ان کا اپنے استاد سے بعض فروع میں اختلاف واقع ہوتا ہم اصول میں وہ ان کے مقلد ہیں یعنی اصول میں مقلد اور فروع میں مجتہد ہیں۔

۳- تیسرا طبقہ ''مجتہدین فی المسائل'' کا ہے یعنی ان کا کام ان مسائل کا استنباط ہے جن مسائل میں صاحب مذہب سے کوئی روایت موجود نہ تھی جیسے امام

خصاف متوفی ۲۶۱ھ و امام ابوجعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ و امام ابوالحسن الکرخی متوفی ۳۴۰ھ و امام شمس الائمہ الحلوانی متوفی ۴۵۶ھ و امام شمس الائمہ السرخسی متوفی فی حدود ۵۰۰ھ اور امام فخر الاسلام البزدوی متوفی ۴۸۳ھ و امام فخر الدین القاضی خان متوفی ۵۹۳ھ اور امام رضی الدین سرخسی متوفی ۵۷۱ھ اور امام طاہر بن عبدالرشید صاحب خلاصۃ الفتاویٰ کما فی حدائق الحنفیہ وفوائد البھیہ اور امام ابومحمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز صدر الشہید الحنفی متوفی ۵۳۶ھ و امام ابوزید دبوسی متوفی ۵۳۰ھ اور امام الھدی ابواللیث سمرقندی متوفی ۳۹۳ھ اور امام کمال الدین ابن ہمام چنانچہ حدائق حنفیہ میں ہے کہ بعض نے امام ابن الھمام کو مجتہدین میں شمار کیا اور اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ا ص ۳۸۷ پر صاحب فتح القدیر کے بارے میں لکھتے ہیں: الامام البالغ رتبۃ الاجتھاد المحقق علی الاطلاق (امام ابوبکر الجصاص الرازی متوفی ۳۷۰ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم۔ یہ حضرات امام صاحب سے اختلاف کرنے کی قدرت وصلاحیت نہیں رکھتے نہ اصول میں اور نہ ہی فروع میں ان کا کام اپنے امام کے مقرر کردہ اصول وقواعد کے تحت ان مسائل کے احکام کا استنباط ہے جن مسائل میں امام صاحب سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی۔

۴۔ چوتھا طبقہ "اصحاب تخریج" کا ہے یہ حضرات امام کے مقلد ہیں۔ اصول میں بھی اور فروع میں بھی لیکن اصول پر پورا عبور رکھنے اور احکام کے مصادر کو ضبط کرنے کی وجہ سے دو معنوں کا احتمال رکھنے والے ایسے مجمل قول اور دو چیزوں کے احتمال رکھنے والے ایسے مبہم حکم کی وضاحت کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جو صاحب مذہب امام یا ان مجتہدین کے شاگردوں سے

منقول ہو جو اپنی رائے سے اور اصول میں غور وفکر کرنے سے اور فروع کے، امثال و نظائر کو ایک دوسرے پر قیاس کر کے اجتہاد کرنے والے ہیں اور یہ جو ہدایہ کے بعض مقامات میں وارد ہے کہ کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی۔ اسی قبیل سے ہے،

۵- پانچواں طبقہ مقلدین میں سے اصحاب ترجیح کا ہے جیسے امام ابوالحسن احمد القدوری صاحب مختصر القدوری متوفی ۴۲۸ھ اور امام برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی صاحب الہدایہ، متوفی ۵۹۳ھ اور ان جیسے دیگر فقہاء یہ اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں "ھذا اوفق للقیاس" کہ یہ قیاس کے زیادہ موافق ہے اور "ھذا ارفق للناس"۔ کہ یہ عمل کرنے میں لوگوں کے لئے زیادہ آسان اور نرم ہے کہہ کر بعض اقوال و روایات کو بعض پر ترجیح دیں اور ان کا یہی کام ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہمارے ائمہ کے نزدیک ان حضرات کے لیے جو قول معتبر و غیر معتبر مقبول و مردود میں فرق نہ کر سکیں اصحاب ترجیح و اصحاب تخریج کی تقلید جائز ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۶۳ پر امام ابن عابدین شامی سے نقل فرماتے ہیں۔ صاحب الہدایہ امام جلیل من اعظم مشائخ المذھب من طبقۃ اصحاب التخریج والتصحیح فیجوز للمعذور تقلیدہ۔ پھر خود امام شامی اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مسئلہ درپیش ہوا کہ اگر جسم سے کوئی چیز تھوڑی سی خارج ہو اور اس کو کپڑے سے صاف کر دیا جائے اس طرح کہ اگر اس کو صاف نہ کیا جائے تو وہ بہہ نکلے گی۔ اس مسئلہ میں صاحب ہدایہ امام مرغینانی فرماتے ہیں کہ وضو نہیں ٹوٹے گا۔ امام شامی فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک اسی قول پر عمل کرتا رہا۔ بنا بریں کہ اس قول کے برعکس

مجھے ایسا کوئی قول نہ ملا جس پر بلا مشقت میں عمل کرسکتا تو مجھے مجبوراً صاحب ہدایہ کی تقلید کرنا پڑی۔ پھر خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں صاحب الهدایه من اجل اصحاب الترجیح فیجوز للمبتلی تقلیده۔ پھر اسی صفحہ پر امام خصاف کے بارے میں شمس الائمہ سرخسی سے نقل فرماتے ہیں۔ الامام الخصاف کان کبیرا فی العلم یجوز الاقتداء به مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوگیا کہ ساتویں طبقے کے فقہاء جو قول معتبر اور غیر معتبر میں فرق نہیں کر سکتے جیسے موجودہ دور کے علماء ان کو اصحاب ترجیح مثلاً صاحب فتح القدیر وغیرہ اجلہ ائمہ دین کی تقلید جائز ہے۔ جب اصحاب ترجیح اور اصحاب تخریج کی تقلید جائز ہوئی تو مجتہدین فی المسائل مثلاً امام طاہر بن عبدالرشید صاحب خلاصہ اور امام رضی الدین سرخسی صاحب محیط وغیرہما ائمہ اعلام کی تقلید بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔

٦۔ چھٹا طبقہ ان مقلدین کا ہے جو قوی اور ضعیف، ظاہر الروایۃ اور نادر الروایۃ میں تمیز کر سکتے ہیں جیسے متاخرین میں متون معتبرہ والے فقہاء مثلاً صاحب الکنز، صاحب المختار، صاحب الوقایہ و صاحب المجمع ایسے حضرات ہیں کہ یہ اپنے متون میں اقوال مردودہ اور روایات ضعیفہ نہیں لاتے۔

اسی طرح امام ابن نجیم چنانچہ علامہ حموی شرح اشباہ والنظائر ج اصفحہ ا پر فرماتے ہیں۔فان کتاب الاشباه والنظائر لافضل المتاخرین زین الدین ابن نجیم اور امام بیری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اشباہ میں امام ابن نجیم کو اصحاب ترجیح سے قرار دیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن نجیم کے بارے میں فرمایا۔ من الحفاظ المطلعین وهذا لاشك فیه۔ (فتاوی رضویہ جلد ا صفحہ ۳۷٦) اور اسی طرح علامہ امام خیر الدین رملی امام ابن عابدین وغیرہم اسی طبقہ فقہاء سے ہیں۔

۷۔ ساتواں طبقہ ان مقلدین فقہاء کا ہے جن میں مذکورہ بالا صلاحیتوں میں سے کوئی بھی صلاحیت نہیں ہے ان میں یہ استعداد نہیں کہ قول معتبر و نامعتبر مقبول و مردود، کھوٹے اور کھرے، ردی اور قیمتی میں فرق کرسکیں یا دایاں اور بایاں کا پتہ چلاسکیں یہ حضرات رات کے وقت اندھیرے میں لکڑیاں جمع کرنے والے شخص جو اندھیرے کی وجہ سے سوکھی اور گیلی میں تمیز نہیں کرسکتا اور اکٹھا کئے جاتا ہے کی طرح جو پاتے ہیں اپنی کتابوں میں جمع کئے جاتے ہیں یہ بات ان کے لئے اور جو ان کے پیچھے چلیں، افسوسناک ہے۔

(الجواہر المضیہ ج ۲ صفحہ ۵۵۸، ۵۵۹ شرح عقود رسم المفتی صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳)

فتویٰ

از

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضری، فقیہہ اعظم

مولانا الشاہ احمد خان علیہ الرحمۃ

فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ 38 کتاب السیر مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی

فتاویٰ رضویہ جدید جلد 14 ص 297، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ مولانا الشاہ احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ فلاں مقام پر طالب علموں کو ایک ایسا پرچہ حل کرنے کے لئے دیا گیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین آمیز الفاظ موجود ہیں، اس پرچے کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو فتویٰ دیا، ملاحظہ فرمائیں......

الجواب

رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ٥ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنَ ٥ (المؤمنون 97-98) وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥ (التوبة 61) اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ٥ (الاحزاب 57) اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ٥ (سورۃ هود 18)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب

کیا(جس میں شان حضرت رسالت مآب ﷺ میں ناشائستہ الفاظ استعمال کیے گئے) وہ کافر مرتد ہے۔ جس جس نے اس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھا وہ کافر مرتد جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد' طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا، اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب کافر مرتد، بالغ ہوں' خواہ نابالغ۔

ان چاروں فریق میں ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام، نشست و برخاست حرام' بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام' مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام' اسے غسل دینا حرام' اس پر نماز پڑھنا حرام' کفن دینا حرام' اس کا جنازہ اٹھانا حرام' اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام' اسے ثواب پہنچانا حرام' بلکہ خود کفر و قاطع اسلام' جب ان میں کوئی مر جائے اس کے اعزہ واقربا مسلمین اگر حکم شرع مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لئے مردار کتے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر اوپر سے آگ، پتھر جو چاہیں پھینک کر پاٹ بھر دیں کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ ہو، یہ احکام ان سب کے لئے عام ہو۔

اور جو جوان میں نکاح کئے ہوئے ہیں ان سب کی جوروئیں (بیویاں) ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام' حرام اور زنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد ہوگی والد الزنا ہوگی، عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کر لیں۔ ان میں جسے ہدایت ہو اور توبہ کر لے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو، اس وقت یہ احکام جو ان کی موت کے متعلق تھے منتہیٰ ہوں گے اور وہ ممانعت جو ان سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک

کہ ان کے حال سے صدق ندامت وخلوص توبہ وصحت اسلام ظاہر وروشن ہوں، مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں، انہیں ابھی بھی اختیار ہوگا چاہیں تو دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا۔ ان کی مرضی ہوتو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کرسکتیں ہیں۔(شفاء شریف صفحہ 321)

اجمع العلماء ان شاتم النبی ﷺ المتنص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله تعالى ؤمن شك في كفره وعذابه فقد كفر .

(کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص' الباب الاول' ج2:208 طبع ترکی)

یعنی علماء کا اجماع ہے کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اوراس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ص 381 میں امام ابن حجر مکی سے ہے۔

ما صرح به من كفر الساب والشاك في كفره هو ما عليه ائمتنا وغيرهم

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر' یہی مذہب ہمارے آئمہ وغیرھم کا ہے۔

وجیز امام کردری' جلد 3 ص 321 پر ہے۔

لو ارتد والعياذ بالله تعالى تحرم امر اته ويجدالنكاح بعد اسلامه، والمولود ينهما قبل تجديد النكاح بالوطی بعد التكلم بكلمة الكفر ولدزنا، ثم انا اتى بكلمة الشهادة على

العادة لا يجدبه ما لم يرجع عما قاله لان باتيانهما على العادة لا يرتفع الكفر، اذا سب الرسول الله ﷺ او واحد من الانبياء عليهم السلام فلا توبة له واذا شتمه عليه الصلوٰة السلام سكران يعفى واجمع العلماء ان شاتمه كافر ومن شك في عذاب وكفره كفر ملتقطا كاكثر الاواتي للاختصار .

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے۔ پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے' اس سے پہلے کلمۂ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ پیدا ہوگا' حرامی ہوگا اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمۂ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا اور جو رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں بھی گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ علی ہامش فتاویٰ ہندیہ الفصل الثانی النوع الاوّل ج 6 ص 321' 322 نورانی کتب خانہ پشاور)

''فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق'' جلد چہارم صفحہ 407 (باب احکام المرتدین) میں ہے۔

كل من ابغض رسول الله ﷺ بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق اولٰى وان سب سكران لا يعفى عنه

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا کینہ ہے' وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے

والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے۔ اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی کی جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

''بحر الرائق'' جلد پنجم صفحہ 135 (باب احکام المرتدین) میں بعینہٖ کلمہ مذکور ذکر کر کے صفحہ 136 پر فرمایا:

سب واحد من الانبیاء کذالك فلا یفید الانکار مع البینة لانا نجعل انکار الردة توبة ان کانت مقبولة ۔

یعنی کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے ہے توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی کریم ﷺ خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس لیے یہاں اصلاً معافی نہ دیں گے۔

درالحکام علامہ ولی خسرو جلد اوّل صفحہ 299 (فصل فی الجزیہ) پر ہے۔

اذا سبه ﷺ او واحدا من الانبیاء صلوات الله علیهم اجمعین، مسلم فلا توبة له اصلا واجمع العلماء ان شاتمة کافر ومن شك فی عذاب وکفره کفر ۔

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

''غنیۃ ذوالاحکام'' صفحہ 301 (باب المرتد) میں ہے۔

محل قبول توبة المرتد ما لم تکن ردته بسب النبی ﷺ فان کان به لا تقبل توبتة ' سواء جاء تائبا من نفسه او شهد

علیه بذالك بخلاف غیره من المكفرات ۔

یعنی نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اورکفروں کےطرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگراس کافر مرتد کے لئے کی اجازت نہیں۔

''الاشباء والنظائر قلمی'' باب الردۃ میں ہے

لا تصح ردة السكران الا الردة بسب النبیﷺ فانه لا یعفی عنه كذا فی البزازیة وحكم الردة بینونة امراته مطلقا (ای سواء رجع او لم یرجع غمز العیون) واذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملة وانما یلقی فی حضرة كالكلب والمرتد اقبح كفر امن الكافر الا صلی واذا شهدوا علی مسلم بالردة وهو منكر لا یتعرض له لا لتكذیب الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع فتثبت الاحكام التی للمرتد ماتاب من حبط الاعمال وبینونه الزوجة وقوله لا یتعرض لما انما هو فی مرتد تقبل توبتهٗ فی الدنیا لا الرادة بسب النبی ﷺ الاولی تنكیر النبی ﷺ كما عبربه فیما سبق غمزالعیون ۔

یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگرکسی سے کفر کی بات کوئی نکل جائے اسے بوجہ بے ہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے۔مگر نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی سے بھی صادر ہوتو اسے معافی نہ دیں گے۔ ''کذافی البزازیہ'' اورمعاذ اللہ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراًاس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ

جائے گی اور جب اسی ارتداد پر مر جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے۔ مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا مکرنا اس کے کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہانِ عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہو گا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی، مگر نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا اسے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی اور نبی کی شان میں گستاخی۔

''فتاوی خیریہ علامہ خیر الدین رملی'' استاذ صاحب درمختار جلد اوّل صفحہ 95 (باب المرتدین) پر فرماتے ہیں۔

من سب رسول اللہ ﷺ فانه مرتد وحكمه حكم المرتدين ويفعل به ما يفعل بالمرتدين ولا توبة له اصلا وجمع العلماء انه كافر ومن شك في كفره كفر ملتقطا۔

جو نبی کریم ﷺ کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا حکم وہی ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے جو مرتدوں سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

''مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر'' جلد اوّل صفحہ 518 (باب الجزیہ) پر ہے۔

اذا سبہ ﷺ او واحدا من الانبیاء مسلم ولو سکران فلاتوبة له تنجیه کالزندیق ومن شك فی عذابه وکفره فقد کفر ۔

یعنی مسلمان کہلا کر حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی اسے معافی نہ دیں گے جیسے، دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

''ذخیرۃ العقبیٰ'' علامہ اخی یوسف صفحہ 240 (کتاب الجہاد باب الجزیہ) پر ہے۔

قد اجمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا ﷺ وبای نبی کان علیهم الصلوٰة والسلام کفر سواء فعله علی ذالك مستحلا ام فعله معتقد الحرمة ولیس بین العلماء خلاف فی ذالك ومن شك فی کفره وعذابه کفر ۔

یعنی بے شک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور ﷺ خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے' خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر' بر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

''ذخیرۃ العقبیٰ'' علامہ اخی یوسف صفحہ 242، (کتاب الجہاد باب الجزیہ) پر ہے۔

لا یغسل ولا یصلی علیه ولا یکفن اما اذا تاب وتبرا عن

الارتداد ودخل فی دین الاسلام ثم مات غسل وکفن وصلی علیه ودفن فی مقابر المسلمین ۔

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو اُسے غسل نہ دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے کفر سے برأت کرلے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز اور مقابرِ مسلمین میں دفن سب کچھ ہو گا۔

تنویر الابصار شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے فرمایا:

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے۔

کل مسلم ارتد فتوبۃ مقبولۃ الا الکافر بسب نبی الخ ۔

درمختار شرح تنویر الابصار، باب المرتدین، ج 1 ص 356 مجتبائی دہلی)

مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

''درمختار'' میں ہے۔

الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر ۔

(درمختار شرح تنویر الابصار، باب المرتدین، ج 1 ص 356 مجتبائی دہلی)

یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

''کتاب الخراج'' سیّدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ صفحہ 197 (فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام) پر ہے۔

قال ابو یوسف وایما رجل مسلم سب رسول اللہ ﷺ او

کذبہ عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت زوجتہ ۔

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس ﷺ کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے' شان گھٹائے وہ بلا شبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلا شک نہیں' درباره اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطانِ اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے۔

وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنیٰ ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے' کہاں سلطانِ اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام' صدہا خبیث' اخبث' ملعون' انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان' مفتی' واعظ' مدرس' شیخ بن کر اللہ و رسول اللہ کی جناب میں منہ بھر بھر کر ملعونات بکتے' لکھتے اور چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر کہے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی وتشدد ہو۔

فانظر الی اثار مقت اللہ الغیور کیف انقلبت القلوب وانعکست الامور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''تمہید ایمان'' میں رقم طراز ہیں کہ

تمہارا رب عزوجل فرماتا......

یحلفون باللہ ما قالوا ط ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد

اسلامھم ۔(پ10ع16 التوبہ آیت 74)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخ نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کافر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریرہ وطبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے' ارشاد فرمایا، عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا' وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا: تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لیا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا' اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگر چہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو' کافر ہو جاتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب ط قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن o لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ط (پ10ع14 سورۃ التوبہ 65-66)

ترجمہ اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے' تم فرما دو' کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے' بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔

انہ قال فی قولہ تعالٰی: ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب ط قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذاوامایدویہ بالغیب ۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا: محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے۔

(دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم صفحہ 105 و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ 254)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ ''وہ غیب کیا جانیں؟'' کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالٰی نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

گستاخِ رسول کی شرعی سزا

............حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب وسنت، اجماع اور تصریحات آئمہ دین کے مطابق توہین رسالت کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت توہین رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اسی بناء پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:۔

''ذلك بانهم شاقوا الله و رسوله''(۱)

ترجمہ: یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت کر کے ان کی توہین کا ارتکاب کیا (۲)

توہین رسالت کے کفر ہونے پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں۔ مثلاً

''ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل ابا الله و آيته و رسوله كنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم''(۳)

ترجمہ: ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے۔ آپ (ان سے) کہیں، کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا''۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روئے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونهم او یسلمون''(۴)

ترجمہ:''اے رسول پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرمادیجئے عنقریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے۔تم ان سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔''

یہ آیت مرتدین اہل یمامہ کے حق میں بطور اخبار بالغیب نازل ہوئی۔اگرچہ بعض علماء نے اس مقام پر فارس و روم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے لیکن حضرت رافع بن خدیج کی حسب ذیل روایت نے اس کو مرتدین بنی حنفیہ (اہل یمامہ) کے حق میں متعین کر دیا۔

''عن رافع بن خدیج انا کنا نقرء هذه الآیة فیما مضی ولا نعلم من هم حتی دعا ابو بکر الی قتال بنی حنفیة فعلمنا انهم اریدوا بها''(۵)

ترجمہ:''حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین) بنی حنفیہ (اہل یمامہ) سے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔''

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو از روئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں۔

قتل مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

''اتی علی بزنادقة فاحرقهم (وفی روایة ابی داؤد) ان علیا احرق ناسا ارتدا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم احرقهم لنهی رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تعذبوا بعذاب

اللہ و لقتلتھم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ"(۶)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہو جانے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انہیں جلا دیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں فرمایا: اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو اور میں انہیں قتل کرا دیتا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے اسے قتل کر دو۔"

قتل مرتد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی جس شدت سے مرتدین کا قتل کیا محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصوں پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کان یھودیا فاسلم ثم تھود قال اجلس قال لا اجلس حتی یقتل قضاء اللہ و رسولہ ثلاث مرات فامربہ فقتل"(۷)

ترجمہ: "یہ یہودی تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

بیٹھنے کے لئے کہا، انہوں نے تین بار فرمایا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتل مرتد) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اسی وقت قتل کر دیا گیا۔"

گستاخ رسول کا قتل

غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب مرتد کو مسجد حرام میں قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اقتلوه) اسے قتل کر دو۔ (۸)

یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔ (۹)

یہ صحیح ہے کہ اس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا، اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بد حال ہے۔

اجماعِ امت

(۱) "قال محمد بن سخنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہ و حکمہ عند الامۃ القتل و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر"(۱۰)

ترجمہ: "محمد بن سخنون نے فرمایا: علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالا کافر ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔"

(۲) "و قال ابو سلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتلہ اذا کان مسلما"(۱۱)

ترجمہ: "امام ابوسلیمان الخطابی نے فرمایا: جب مسلمان کہلانے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کا مرتکب ہو تو میرے علم میں ایسا کوئی مسلمان نہیں جس نے اس کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔"

(۳) "و اجمعت الامۃ علی قتل متنقصہ من المسلمین و سابّہ"(۱۲)

ترجمہ: اور امت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سب اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

(۴) "قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اھل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل قال ذلک مالک من انس واللیث و احمد و اسحاق و ھو مذھب الشافعی قال القاضی ابو الفضل و ھو مقتضی قول ابی بکر الصدیق ولا تقبل توبتہ عند ھؤلاء و بمثلہ قال ابو حنیفۃ و اصحابہ والثوری و اھل الکوفۃ والاوزاعی فی المسلمین لکنھم قالوا ھی ردۃ"(۱۳)

ترجمہ: ''امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا: علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، قتل کیا جائے۔ ان ہی میں سے مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول کا یہی مقتضی ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان آئمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ، ان کے شاگردوں، امام ثوری، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ ان کے نزدیک یہ ردت ہے۔''

(۵) ''ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ والحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلة من خصالہ او عرض بہ او شبہہ علی طریق السب لہ او لازراء علیہ او التصغیر بشانہ او الغض منہ والعیب لہ فھو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ ولا نستثنی فصلا من فصول ھذا الباب علی ھذا المقصد ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا ...... و ھذا کلہ اجماع من العلماء و آئمة الفتویٰ من لدن الصحابة رضوان اللہ علیھم الی ھلم جرا''(۴۱)

ترجمہ: ''بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا آپ کی ذات مقدسہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب، دین یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریق سب اہانت یا تحقیر شان مبارک یا ذات مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے تشبیہ دی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صراحتہً گالی دینے والا ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثناء نہیں کرتے۔ نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحتہً توہین ہو یا اشارۃً کنایۃً ۔۔۔۔ اور یہ سب علماء اور اہل

فتویٰ کا اجماع ہے۔ عہد صحابہ سے لے کر آج تک رضی اللہ عنہم۔"

(٦) "والحاصل انه لا شك ولا شبهة فی كفر شاتم النبی صلی الله عليه وسلم و فی استباحة قتله و هو المنقول عن الائمة الاربعة" (۵۱)

ترجمہ: "خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں آئمہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔"

(٧) "كل من ابغض رسول الله صلی الله عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب بطريق اولی ثم يقتل حدا عندنا" (٦١)

ترجمہ: "جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحق گردن زنی ہے۔ پھر (مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔"

(٨) "ايما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله عليه وسلم او كذبه او عابه او نقصه فقد كفر بالله و بانت منه زوجته" (۷۱)

ترجمہ: "جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا تکذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔"

(٩) "اذا عاب الرجل النبی صلی الله عليه وسلم فی شیء كان كافرا و كذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی الله عليه وسلم شعير فقد كفر و عن ابی حفص الكبير من عاب النبی صلی الله عليه وسلم بشعرة من شعراته الكريمة فقد كفر و ذكر فی الاصل ان شتم النبی كفر" (۸۱)

ترجمہ: "کسی شے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگانیوالا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا، اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو شعر کے بجائے (بصیغہ

تصغیر) شعیر کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ امام ابو حفص الکبیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے ''مبسوط'' میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا کفر ہے۔''

(۱۰) ''ولا خلاف بین المسلمین ان من قصد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلك فھو ممن ینتحل الاسلام انه مرتد یستحق القتل''(۹۱)

ترجمہ: ''کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے تو وہ مرتد مستحق قتل ہے۔''

چند اہم امور کی وضاحت

یہاں تک ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتاب و سنت، اجماع امت اور اقوال علمائے دین کے مطابق گستاخ رسول کی سزا یہی ہے کہ وہ حداً قتل کیا جائے۔ اس کے بعد حسب ذیل امور کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

(۱) بارگاہِ نبوت کی توہین و تنقیص کو موجب حد جرم قرار دینے کے لئے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخ نبوت کے تحفظ کے مترادف ہوگی اور توہین رسالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر گستاخ نبوت اپنے جرم کی سزا سے بچنے کے لئے یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتاب اللہ کے بھی منافی ہے۔ سورۂ توبہ کی آیت ہم لکھ چکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقوں کا یہ عذر کہ ''ہم تو آپس میں صرف دل لگی کرتے تھے، ہماری غرض توہین نہ تھی اور نہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا''۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عذر کو مسترد کر دیا اور واضح طور پر فرمایا:

''لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم''(۰۲)

ترجمہ: ''بہانے نہ بناؤ، ایمان لانے کے بعد تم نے کفر کیا۔''

(۲) صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں۔ ''راعنا'' کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہتا تو وہ ''**واسمعوا و للکافرین عذاب الیم**'' کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں:

'**المدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حاله**'' (۱۲)

ترجمہ: ''توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کو نہیں دیکھا جائے گا''۔ ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا لہٰذا ہر گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔''

(۳) یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ فقہاء کا یہ قول اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو، کفر صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ قاضی عیاض نے لکھا ''**قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل** ''یعنی حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (۲۲)

کسی کلام کا توہین صریح ہونا عرف اور محاورے پر مبنی ہے۔ معذرت کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو ولد الحرام کہا جائے اور کہنے والا لفظ ''حرام'' کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے ''المسجد الحرام'' اور ''بیت الحرام'' کی طرح معظم

محترم کے معنی میں یہ لفظ بولا ہے تو اس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ عرف و محاورے میں ''ولد الحرام'' کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لئے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ کلام جس سے عرف و محاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہیں، توہین ہی قرار پائے گا۔ خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور محاورے کے خلاف تاویل معتبر نہ ہوگی۔

(۴) یہاں اس شبہ کو دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسالت کی سزا حد قتل کرنا ہے تو کئی منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت دیں کہ اس گستاخ منافق کو قتل کر دیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی۔ ابن تیمیہ نے اس کی متعدد وجوہات لکھی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(الف) اس وقت ان لوگوں پر حد قائم کرنا فساد عظیم کا موجب تھا۔ ان کے کلمات توہین پر صبر کرنا اس فساد کی نسبت آسان تھا۔

(ب) منافقین اعلانیہ توہین رسالت نہ کرتے تھے بلکہ آپس میں چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

(ج) منافقین کے ارتکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ توہین رسالت کی سزا قتل ہے۔ گستاخانِ شانِ رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا تھا۔ اس حکم کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

(د) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں لیکن امت کے لئے جائز نہیں کہ کو وہ آپ کے گستاخ کو معاف کر

دے۔(۳۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجالائے کہ ''آپ معافی کو اختیار فرمائیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں''۔(۴۲)

میں عرض کروں گا کہ گستاخ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حق ہے۔اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے۔اسی طرح اس حد کو پوری امت کا حق بھی کہا جاسکتا ہے لیکن بلاواسطہ نہیں بلکہ بواسطہ ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرمادیں۔جیسا کہ بعض دیگر احکام شرع کے متعلق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار عطا فرمایا۔مثلاً

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا''ولن تجزی عن احد بعدك''(۵۲)''کہ یہ قربانی تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔

☆ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کی گھاس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباس نے عرض کی''الا الاذخر''یعنی اذخر گھاس کو حرمت کے اس حکم سے مستثنیٰ فرمادیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''الا الاذخر''یعنی اذخر کو حرمت کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرمادیا۔(۶۲)

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں کہ ''در مذہب بعضے آں است کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم

ہرچہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضے گویند با اجتہاد گفت و اول اصح اظہر است"۔ (۷۲) یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیئے گئے تھے جس کے لئے جو کچھ چاہیں حلال اور حرام فرما دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اجتہاد کے طور پر فرمایا تھا اور پہلا مذہب زیادہ صحیح اور اظہر ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہوسکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین پر قتل کی حد جاری نہ فرمائیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

آخر میں عرض کروں گا کہ توہین رسالت کی حد اسی پر جاری ہو سکے گی جس کا یہ جرم قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جرم کا مرتکب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تواتر بھی دلیل قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص توہین کے کلمات صریحہ بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہرحال وہ مستحق قتل ہے۔

علیٰ ہذا وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین صریح کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔ شاتم رسول کے حق میں محمد بن سحنون کا قول ہم شفاء قاضی عیاض اور الصارم المسلول سے نقل کر چکے ہیں کہ "ومن شک فی کفرہ و عذابہ کفر" (۸۲)

حوالہ جات

(۱)سورہ الانفال:۳۱ (۲) مدارک التنزیل:۲/۴۷؛تفسیر خازن:۲/۱۷۴
(۳)سورہ توبہ:۵۶،۶۶(۴) سورہ فتح:۶۱
(۵) روح المعانی:۶۲/۳۹؛البحر المحیط:۸/۳۳۱
(۶) صحیح بخاری:۲/۲۱۰۱؛سنن ابی داؤد:۲/۸۳۱
(۷) صحیح بخاری:۲/۳۲۰۱سنن بی داؤد:۲/۸۳۱
(۸) صحیح بخاری:۱/۹۴۲(۹) فتح الباری:۸/۳۱
(۰۱)الشفاء:۲/۰۹۱(۱۱) الصارم المسلول،ص:۷؛الشفاء:۲/۰۹۱
(۲۱)الشفاء:۲/۶۸۱(۳۱) الشفاء:۲/۹۸۱
(۴۱) الشفاء:۲/۸۸۱(۵۱)فتاویٰ شامی:۳/۱۲۳
(۶۱)فتح القدیر:۵/۳۳۲
(۷۱) فتاویٰ شامی:۳/۹۱۳
(۸۱) فتاویٰ قاضی خان:۴/۸۶۴
(۹۱) الاحکام القرآن للجصاص:۳/۶۰۱
(۰۲) سورہ توبہ:۶۶
(۱۲) نسیم الریاض:۴/۹۸۳
(۲۲) الشفاء:۲/۱۹۱
(۳۲)الصارم المسلول:۲۲۲تا۳۳۲
(۴۲)سورہ اعراف:۹۹۱
(۵۲) صحیح بخاری:۲/۲۳۷
(۶۲) صحیح بخاری ۱/۲۱۶
(۷۲)اشعۃ اللمعات:۲/۸۰۴؛مسک الختام:۲/۲۱۵
(۸۲)الشفاء:۲/۰۹۱؛الصارم المسلول،ص:۷

گستاخ رسول کی سزائے موت...... چند ضروری وضاحتیں

علامہ پیر سید ریاض حسین شاہ
مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

لوگوں کے ذہن میں سلمان تاثیر کے قتل سے کئی ایک سوال پیدا ہو گئے۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے دارالافتاء'' سے صادر ہونے والے فتویٰ'' نے ملت اسلامیہ کی مذہبی سوچوں کو ایک رخ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے شکوک ذہن میں بے چینی پیدا کرنے لگے وگرنہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں جانی گئی ہے کہ افراد کی موت کوئی معنی نہیں رکھتی ایمان اور عقیدے کی حیات قومی زندگی کا محور ہوا کرتا ہے۔ چونکہ فی نفسہٖ مسئلہ کا تعلق قانون، فقہ، عدالت اور اسلامی تاریخ کے ساتھ ہے اس لئے اسلامی قانون کے اصل مراجع کے بغیر صورت حال پوری طرح واضح نہیں کی جا سکتی۔

رسول زمین پر اللہ کے نائب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کا نفوذ نبی اور رسول ہی کرتے ہیں۔ رسولوں کی تعظیم اور تکریم دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم اور تکریم ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں کہ رسولوں کی تکریم لازم کی گئی بلکہ رسولوں سے منسوب جملہ اشیاء کی تعظیم بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ قرآن مجید نے صاف طور پر کہا:

> ''سو جو ان پر ایمان لایا اور ان کی خوب تعظیم کی اور ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نازل ہوا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (الاعراف: 157)

حضور ﷺ کی بارگاہ میں آوازوں کو بلند کرنے سے منع کر دیا گیا۔ مزید یہ کہ

رسول رحمت ﷺ کو عامیانہ انداز سے مخاطب کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے اور وہ لوگ جو اس تادیب کے باوجود باز نہ آئے ان کے اعمال اکارت چلے جانے کی خبر سنائی گئی۔

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی (ﷺ) کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور ان کے سامنے اونچے نہ بولو جیسے تم ایک دوسرے کے ساتھ بلند آواز میں بولتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چل سکے''۔ (الحجرات:۲)

ایسے الفاظ جن کے استعمال سے کوئی دوسرا شخص فائدہ اٹھا کر گستاخی کر سکتا ہے ان جائز الفاظ کا استعمال بھی ممنوع قرار دے دیا گیا۔

''اے ایمان والو ''راعنا'' مت کہو، کہنا ہی ہو کچھ تو عرض کرو ''نظر میں رکھیے ہمیں'' اور سنا کرو اور منکرین کے لیئے دردناک عذاب ہے''۔ (البقرہ ۱۰۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان کی ایک علامت یہ بیان فرمائی کہ مومن ایسے لوگوں سے قلبی روابط اور تعلقات رکھنے کو جائز نہیں سمجھتے جو حضور ﷺ کے گستاخ ہوں اور ان کی مخالفت کرتے ہوں۔ سورۃ مجادلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''آپ نہیں پائیں گے کوئی قوم جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ پیار کریں ایسے لوگوں سے جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہوں اگر چہ وہ لوگ ان کے آباؤ اجداد یا آل اولاد یا بھائی برادر یا کنبے قبیلے سے ہوں، اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور اپنی خصوصی توجہ سے ان کی مدد فرمائی ہے اور اللہ انہیں باغات میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوگی وہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں، سنتا ہے جو اللہ کی جماعت ہے وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں''۔ (المجادلہ:۲)

کتاب اللہ نے شاتمین رسول اور مخالفین انبیا کو ذلیل ترین مخلوق قرار دیا۔ ارشاد باری ہے:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ لوگ انتہائی ذلیل لوگوں میں ہیں۔'' (المجادلہ:۰۲)

وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کو دکھ اور ایذا دیتے ہیں ان کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا

''بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ بھی انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور اس نے ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (الاحزاب:۵۷)

اس آیت کی تشریح میں جمہور مفسرین نے یہ بات نقل کی ہے۔

مدینہ میں کچھ اوباش آوارہ صفت، بدمزاج اور منافقین شاتمین حضور ﷺ کے گھر والوں کے لئے تشبیب بکتے۔ گھرانہ رسول کی توہین کرتے، افواہیں پھیلاتے، دکھ دینے والی باتیں کرتے۔ قرآن حکیم نے انہیں ملعون کہا اور صاف واشگاف اعلان کر دیا۔ یہ دھتکارے ہوئے ملعون لوگ جہاں ملیں گرفتار کر لیے جائیں اور انہیں قتل کر دیا جائے۔ اس گینگ کا سرغنہ کعب بن اشرف تھا۔ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں اعلان فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو مجھے کعب بن اشرف کے بارے میں سکون دے۔ محمد بن مسلمہ نے اجازت چاہی کہ اسے آئینہ میں اتارنے کے لئے مجھے کچھ کمزور باتیں کرنے کی بھی اجازت دی جائے۔ بارگاہ نبوت سے اجازت ملی اب اگلا ماجرا بخاری کی روایت کردہ حدیث میں تفصیلاً ملاحظہ ہو۔ امام بخاری نے اپنی جامع کی دوسری جلد میں صفحہ پانچ سو چھہتر پر یہ حدیث بیان کی۔

رسول محتشم ﷺ نے فرمایا:

''کعب بن اشرف کا ذمہ کون لیتا ہے اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔ محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں آپ نے فرمایا۔ ''جی ہاں'' محمد بن مسلمہ نے کہا پھر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمادیں کہ میں اسے کچھ تعریفی کلمات کہہ سکوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی محمد بن

مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس گئے اور کہا یہ محمد (ﷺ) ہم سے صدقہ طلب کر رہے ہیں انہوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے میں تجھ سے مقرر میعاد پر سودا کرنے آیا ہوں۔کعب بن اشرف نے کہا آپ لوگ محمد سے ضرور کبیدہ ہوں گے۔محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے ان کی اطاعت کی ہے لیکن اب چاہتے ہیں کہ چھوڑ دیں دیکھتے ہیں ان کی دعوت کا انجام کیا ہوتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو وسق پر سودا ادھار دے۔کعب بن اشرف نے کہا کہ دے دوں گا لیکن اس شرط پر کہ تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو جواباً کہا گیا کہ عورتیں تمہارے پاس کس طرح رہن رکھی جا سکتی ہیں فتنہ کا ڈر ہے اس لئے کہ تو عربوں میں حسین شخص ہے۔پھر کعب بن اشرف نے کہا کہ بیٹے رہن رکھ دو کہا گیا کہ تو اگر انہیں گالی دے گا تو یہ چیز باعث عار ہوگی لیکن اگر تم قبول کرو تو ہم اسلحہ رہن رکھ سکتے ہیں اس طرح سودا مکمل کرنے کے لئے محمد بن مسلمہ نے کعب کو رات کے وقت بلا لیا۔جب وہ قلعہ سے اتر کر ان کے پاس آیا تو محمد بن مسلمہ اور کعب کے رضاعی بھائی ابو نائلہ نے اسے ٹھکانے لگا دیا۔کعب بن اشرف کا قتل حضور ﷺ کی گستاخی کی سزا تھی"(تلخیص)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ایک دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔اس حدیث کو حضرت براء بن عازب نے روایت کیا۔

"حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے (کچھ حضرات کو) جو انصار تھے ابو رافع یہودی کی طرف بھیجا ان لوگوں کا قائد حضرت عبداللہ بن عتیک کو بنایا یہ ابو رافع نبی علیہ السلام کو ایذا دیتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا وہ سر زمین حجاز کے اپنے ایک قلعے میں رہتا تھا، جب وہ گروہ قلعہ کے قریب گیا تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ٹھکانوں پر واپس آ رہے تھے، اب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم حضرات اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں چلتا ہوں دربان کو نرم کرنے کی کوشش کروں گا شائد میں اس طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں وہ آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے پھر انہوں نے چادر لپیٹ لی گویا وہ رفع حاجت کر رہے ہیں، لوگ قلعے میں داخل ہو گئے دربان نے پکارا اے اللہ کے بندے! تو

اندر داخل ہو کیونکہ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، اب میں (عبداللہ بن عتیک) اندر چلا گیا، میں چھپ گیا جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس (دربان) نے دروازہ بند کر دیا پھر اس نے چابیاں اندر ایک میخ پر لٹکا دیں وہ اپنے ایک بالا خانے میں تھا جب اس کے پاس سے قصہ گو چلے گئے اب میں اوپر چڑھا میں جو دروازہ بھی کھولتا اندر سے اسے بند کر کے آگے بڑھتا تھا تا کہ اگر لوگوں کو پتہ بھی چل جائے تو مجھ تک نہ پہنچ پائیں تا کہ میں اسے قتل کرسکوں میں اب اس تک پہنچ گیا وہ ایک تاریک گھر (کمرہ) میں اپنے اہل خانہ کے درمیان سو رہا تھا مجھے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کس حصے میں ہے، میں نے پکارا اے ابورافع! اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں آواز کی طرف لپکا اور اسے تلوار کی ایک ضرب لگائی مجھ پر دہشت طاری تھی یہ ضرب کافی نہیں تھی، وہ چلایا میں کمرے سے نکل گیا میں کچھ فاصلے پر رک گیا پھر اندر داخل ہو کر کہا اے ابورافع! یہ آواز کیا تھی وہ بولا تیری ماں مرے (اس نے اب اسے کوئی اپنا محافظ سمجھا ہوگا) ابھی ایک شخص نے کمرے میں مجھے تلوار ماری ہے، فرماتے ہیں پھر میں نے اسے شدید زخم بھری تلوار ماری مگر وہ تا حال مرا نہیں تھا پھر میں نے تلوار کا کنارا اسکے پیٹ میں اتار دیا تلوار پشت کی طرف سے نکل گئی مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے میں ایک ایک دروازہ کھول کر باہر نکل کر ایک سیڑھی سے اترا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں مگر میں تو چاندنی رات میں گر چکا تھا میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے پگڑی سے اسے باندھ دیا پھر چل کر میں گیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے طور پر کہا کہ میں رات کو باہر نہیں نکلوں گا جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے، جب (سحری کو) مرغ چلایا تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر آیا اور کہا میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا نجات ہو گئی اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو مار دیا اب میں سید کل علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا سارا واقعہ آپ کو سنایا آپ نے فرمایا پاؤں پھیلا دے میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا آپ نے اس پر (ہاتھ مبارک) پھیرا ایسا معلوم ہوا کہ اسے کبھی کچھ بھی نہیں ہوا تھا"۔

عبداللہ ابن اخطل نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور اس کی دو لونڈیاں بھی حضور ﷺ کی گستاخی کرتی تھیں فتح مکہ کے بعد جب وہ غلاف کعبہ میں چھپا ہوا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو کیوں نہ یہ کعبے کے پردے میں پناہ لیے ہو۔

ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ آپ کی گستاخی کیا کرتا تھا میں نے اسے قتل کر دیا یہ بات آپ پر گراں نہ گذری اور اس طرح اس کا خون ھدر رہا یہ روایت ابن قانع کی ہے۔

ہارون الرشید نے حضرت امام مالک سے مسئلہ پوچھا گستاخ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں اس پر حضرت امام نے فرمایا:

''اے امیر المؤمنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے''۔

ردالمختار میں امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔

''تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے''۔ (ردالمختار جلد سوئم ص 400)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا اس نے قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مفاہیم کے ردوبدل سے یہ الفاظ کہے:

''قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں''۔

اس پر حضرت محمد نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہ فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ باب ارتداد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں:

''جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے''۔

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبھا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنیے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین ورسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کردو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو''۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:۔

''کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے''۔

نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کردیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ اُنہیں بکواس کرنے والے کو قتل کردیا جائے۔ (نسائی جلد دوم ص 170)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی اس پر فتح القدیر کا مؤلف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (ابن ماجہ جلد ۲، ص ۱۸۲: بحوالہ طبرانی)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں:

''حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا''۔

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابو بکر آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا''۔

(مصنف جلد پنجم، حدیث ۹۴۱۲)

سنن ابی داؤد کی حدیث ہے:

''حضرت عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ یہ بات ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتائی ایک اندھے کی ام ولد تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکتی تھی اور اسلام کے خلاف اعتراض کرتی تھی وہ نابینا شخص اس کو روکتا لیکن وہ باز نہ آتی۔ ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود وہ اپنے ہفوات سے باز نہ آئی ایک رات وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے لگی تو نابینا صحابی اٹھا اور خنجر لیا اور اس کے پیٹ میں اتار دیا اور اس عورت کو قتل کر دیا۔ صبح صبح یہ واقعہ رحمت عالم کو سنایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے جس آدمی نے ایسا کیا ہے اس پر میرا حق ہے وہ کھڑا ہو جائے وہ شخص لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور تسلیم کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس عورت کا قاتل ہوں یہ آپ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور اسلام پر اعتراض کیا کرتی تھی پس میں نے گذشتہ رات خنجر سے اسے قتل کر دیا حالانکہ میرے اس سے موتیوں جیسے دو بیٹے تھے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سنو! سنو! تم سب گواہ ہو کہ اس کا خون ھدر ہے''۔

اس حدیث میں غور وفکر کے لئے کافی مواد موجود ہے کہ اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ماورائے عدالت اس عورت کو قتل کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو ھدر قرار دیا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابو عفک تھا انتہائی دشمنی کا اظہار کیا لوگوں کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بد باطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کوگالیاں بکیں۔حضور ﷺ نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا:

''تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بد کردار آدمی کو ختم کردے''

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں وہ ابو عفک کے پاس گیا دراں حالیکہ وہ سورہا تھا سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے کھبو دی ابو عفک چیخا اور آنجہانی ہو گیا۔(سیرت ابن ہشام،جلد دوم،ص868)

حویرث بن نقیض رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جارہے تھے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔رسول ﷺ نے اسے موت کی سزا سنائی۔فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک مکان میں بند کردیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کرلیا اور اپنے آقا ﷺ کے حکم پر اسے قتل کردیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کروالیا اور فرمایا:

''ایک سچا مسلمان ایک ہی سانپ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا اے معاویہ بن مغیرہ!تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے پھر فرمایا:اے زبیر!اے عاصم اس کا سر قلم کردو''۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔

''جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے۔اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر اور واجب القتل ہوگا۔جیسے کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔علامہ جصاص رازی لکھتے ہیں۔

''مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو

شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے"۔ (احکام القرآن)

عالمگیری میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی اس لیے وہ واجب القتل ٹھہرا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

> "یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہو گئی اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا اس لیے کہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے"۔

(شفا جلد دوم 222)

حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں چاروں مسالک یہی کہتے ہیں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں حضور ﷺ کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں امت اس بات پر مجتمع ہے کہ کسی بھی نبی کی بے ادبی کفر ہے اور شاتم واجب القتل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حقیقت سے کسی نے انکار کیا ہو۔

مبسوط میں امام سرخسی فرماتے ہیں نبیوں کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے گا اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص الکبریٰ میں سفیان ہذلی کے بارے میں یہ روایت لکھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گستاخ کی نشاندہی خود فرمائی اور کہا کہ اس وقت وہ وادیٔ نخلہ یا وادیٔ عرنہ میں ہے۔ تم جاؤ اور اسے قتل کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس کو اپنا عصا مبارک بطور انعام عطا فرمایا۔ (خصائص الکبریٰ: سیوطی۔ جلد اول ص 325)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک گستاخ کو قتل کرنے والے کو یہ انعام عطا فرمایا تمہیں کوئی فتنہ ضرر نہیں دے سکے گا۔

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بکنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ قبول نہ کرنے والے منافق کی گردن اڑا دی۔

نصوص قرآن اور احادیث مبیضہ کی روشنی میں قاضی عیاض شفا شریف میں لکھتے ہیں۔ وہ سب لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کریں،
سب و شتم کریں، عیب لگائیں یا آپ کی پاک ذات نسب مبارک، آپ کے دین یا آپ کی کسی عادت میں نقص نکالیں، تعریض کریں یا بطور سب آپ کو کسی سے تشبیہ دیں، شان میں کمی کریں یا آپ کی ذات اقدس میں اعتراض کریں یہ سب باتیں سب و شتم ہیں ان کے مرتکب کو قتل کیا جائے گا۔ (شفا شریف۔ جلد دوم ص 217)

ابن حاتم طلیطلی اندلسی نے ایک مناظرہ میں از راہ استحقار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سسر کہہ کر آپ کے زہد کو احتیاج کی بنا پر مجبوری قرار دیا تو اندلس کے تمام فقہاء نے اسے سولی پر لٹکانے کی سزا کا فتویٰ دیا۔

جسٹس میاں نذیر اختر اپنے ایک مقالے میں گراں قدر خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ مسلمہ قانون ہے کہ توہین رسالت کی سزا موت ہے۔ عہد نبوی اور دور صحابہ میں بہت سے مجرموں کو اس جرم میں سزا دی گئی برطانوی اور مغلیہ دور

میں بھی توہین رسالت کے مرتکب افراد کو موت کی سزا دی گئی اور کبھی حکومتی سطح پر قانون پر عمل نہ ہو سکا تو مسلمان غازی علم الدین کی پیروی کرتے ہوئے خود ہی توہین رسالت کے مرتکب افراد کو سزا دیتے رہے گویا اس قانون پر امت متفق ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے"۔

(تقریر ایوان اقبال وسنی سیکرٹریٹ)

جسٹس میاں نذیر اختر کے یہ الفاظ مزید غور وفکر کا تقاضا کرتے ہیں۔

یہ قانون چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے قلوب پر نقش ہے اگر سزا ختم کی گئی تو فرق یہ پڑے گا کہ غازی علم الدین کی طرح عشاق سزائیں خود نافذ کریں گے۔ سرکار کی عظمت ہے ہمیں سب سے مقدم پیغام یہ کفار کو سب مل کے سنائیں جو کوئی بھی مجرم ہے توہین رسالت کا عبرت کی اسے ۔۔۔ تصویر بنائیں زندہ ہیں ابھی عالم اسلام کی مائیں۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک موقع پر کسی نے سوال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک مقرر نے تکبر کی نسبت کی اس پر آپ نے جواب دیا یہ صریح کفر ہے۔ ایسے شخص کا ایمان جاتا رہا۔ اس کی عورت اسکے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں کا اس سے سلام کلام حرام، اسکے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے غسل وکفن دینا حرام، مرنے کے بعد اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام بلکہ اسکے کفر پر مطلع ہو کر جو اسے مسلمان سمجھتا رہا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرے بلکہ اسکے کفر میں شک بھی کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(فتاوی رضویہ جلد ۱۴ ص ۶۴۶)

تاریخ بغداد میں یہ روایت موجود ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی مت دو اس لیے کہ آخر زمانے ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو میرے صحابہ کو گالی دے گی اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا اور اگر وہ مر جائیں تو ان پر نماز جنازہ نہ پڑھنا۔ ان سے نکاح کے رشتے نہ قائم کرنا۔ انہیں وراثت میں حصہ نہ دینا اور انہیں سلام بھی نہ دینا اور ان کے لیے دعائے

رحمت بھی نہ کرنا۔ (تاریخ بغداد جلد 8 ص 139)

اس حدیث سے حضور ﷺ کی توہین کرنے والے کے لیے نرم دل رکھنے والے کا حکم آپ خود معلوم کر سکتے ہیں۔

اب میں چاہوں گا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C کی طرف آؤں لیکن قبل اس کے کہ اس پر تشریحاتی گفتگو کی جائے اس پر دی گئی آئینی توضیح ملاحظہ ہو۔

"The following is the text of 295C PPC which provides for the death penalty or life imprisonment for blasphemy.In 1992,by order of the Federal Shariat Court, 295-C PPC was amended to make death the only possible penalty for blasphemy. The National Assembly did not amend the PPC or appeal the decision of the Court in the time allowed by the decision. By order of the Court, failure to amend or appeal the decision in the allotted time resulted in the allowance for life imprisonment to be deemed struck. While the wording has not changed, death is now the mandatory penalty"

''مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C توہین رسالت پر عمر قید یا سزائے موت دیتی ہے 1992 میں وفاقی شرعی عدالت کے حکم کے ذریعے

295-C میں توہین رسالت کی سزا کے طور پر صرف موت ہی کو ممکنہ سزا بنا نے کی ترمیم کر دی گئی۔قومی اسمبلی نے عدالت کی جانب سے مقررہ معیاد میں نہ تو قانون میں ترمیم کی اور نہ ہی عدالتی فیصلے کے خلاف اپیل کی گئی۔عدالتی حکم کے مطابق دیئے گئے وقت میں ترمیم یا اپیل نہ کرنے کی صورت میں نتیجۃً عمر قید کی سزا خود بخود کالعدم متصور ہو گی باوجودیکہ عبارت میں تبدیلی نہیں کی گئی۔اب موت ہی لازمی سزا ہے"۔(مجموعہ تعزیرات پاکستان توضیحی نوٹ 295-C) آئین پاکستان کی یہ شق ملاحظہ کرنے کے بعد یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ قانون انسانی ذہن کی پیداوار نہیں اور یہ خیرات میں بھی نہیں دیا گیا۔اس قانون کے عقب میں اسلامی تحریکات کے اربوں جذبے،قربانیاں اور شہادتیں موجود ہیں جن کے نتیجے میں قرآن وسنت کا نفوذ شرعی عدالت کے ذریعے عمل میں آیا ہے اور آئینی سطح پر اس کی توثیق کی گئی اب یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیے کہ توہین رسالت کی سزا قتل صرف آئین پاکستان کی تجویز نہیں بلکہ یہ کتاب وسنت کا سپریم لاء ہے جس کا انکار کفر ہے۔ اسے کالا قانون کہنا رسالت مآب ﷺ کی توہین ہے۔اسے دقیانوسیت سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔اسے بدلنے کی کوشش احکام رسالت سے بغاوت ہے اور اسے غیر موزوں،غیر صحیح اور نامناسب کہنا مغرب پرستی ہے۔وہ شخص جو خواہ مخواہ اس میں کیڑے نکالے گا وہ ریاست کا دشمن اور شرعی عدالت کی توہین کا مجرم ٹھہرے گا۔اس پر دینی حلقے اگر جذباتی ہیں تو وہ 295-C کے الفاظ کے لئے نہیں،قرآن وحدیث کے سینکڑوں شواہد پر جان چھڑکنے کے لئے تیار ہیں اور یہ باتیں اگر کسی کو پسند نہیں تو اس کا کیا کیا جا سکتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ سوچنا،سمجھنا اور فیصلہ کرنا انسان کا حق ہے مگر سچائی کو قبول کرنا اس کا فرض ہے۔مغربی استعمار کی سوچوں کا رخ اپنا ہے لیکن مسلمان اپنی مدنی

سوچوں اور افکار کو کسی کی غلامی کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتے اور یہ بھی صحیح ہے کہ انسان کو صیاد نہیں ہونا چاہیے جو جان وجسم، مال واسباب اور انسانی وقار کو خواہشات کو نشانہ بنائے لیکن وقار واحترام کے محور انبیاء اور مرسلین کی عزت اور ناموس کو نشانہ بنانے کی وحشت کی اجازت بھی نہیں دی جاسکتی۔ روشن خیالات کے نام پر انسانی زندگی کے سمندر میں حضور ﷺ ہی نہیں تمام انبیاء کے ناموس کو مقدس جاننے والی چھوٹی مچھلیاں بڑے وحشی ناگوں کی خوراک نہیں بن سکتیں۔

پروفیسر لاسکی کا کہنا ہے آزادی اس فضا کا نام ہے جسے حقوق پیدا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ممالک کے اندر دو قسم کے قوانین اس وقت رائج ہیں ''پبلک لاء'' جس کی پابندی سے طاقتور عناصر فرد کی آزادی میں مداخلت سے باز رہتے ہیں دوسرا ''پرائیویٹ لاء'' جس کی رو سے ریاست کے باشندے ایک دوسرے کی آزادی میں مداخلت نہیں کرتے اسلامی ریاست کا قانونی مزاج یہی ہے لیکن اسلام اٹل قانون ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور حضور ﷺ کی ذات پر بحث نہیں کی جاسکتی اللہ تعالیٰ کا منزہ عن العیوب ہونا اور حضور ﷺ نہ صرف آپ بلکہ تمام انبیاء معصوم عن الخطاء ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی نقص وعیب کی طرف بڑھے تو اس کا یہ اقدام اس کے اسلام کی چادر کو پھاڑ دیتا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں کوئی شخص حضور ﷺ کی توہین کرتا ہے تو پورا معاشرا ایک دوراہے پر کھڑا ہوتا ہے یا وہ اسلام، اسلام کی اعلیٰ اقدار، روشن تاریخ، فقہا کے عدالتی فیصلے، عصمت انبیاء اور اپنے ایمان کے ساتھ چلنا اختیار کرے یا وہ اپنے اسلام سے دستکش ہو جائے دوسری صورت ناممکن، قطعی مشکل، از بس دشوار ہے یہ ہے وہ وجہ کہ اسلامی معاشرے میں گستاخ رسول، رسول کے دامن پر حملہ کر کے عزت نہیں پاسکتا۔ اس گھناؤنے فعل کے ارتکاب کے بعد اس کا جنازہ پڑھنا، اس سے تعلق رکھنا چہ معنیٰ دارد گل سڑ جانے والا عضو بدن بھی جسم سے جدا کر دینا ناگزیر ہوتا ہے۔

مغرب کے روشن خیال لوگوں کی خدمت میں بھی ہم گذارش کریں گے کہ وہ تورات اور انجیل ہی کا مطالعہ کرلیں۔ کتاب مقدس ص198 احبار باب 24 آیت 10 تا

17 میں لکھا ہے:۔

''یہ واقعہ ہے کہ دبری کی بیٹی سلومیت کے بیٹے نے پاک نام پر کفر بکا اور لعنت کی اسے حوالات میں ڈال دیا گیا تا کہ اللہ فیصلہ فرمائے اب موسیٰ کی طرف سے حکم ملا اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ کے باہر نکال کر لے جا اور جتنوں نے اسے لعنت کرتے سنا وہ سب اپنے اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگسار کر دے''۔

سلاطین باب اکیس میں ہے:۔''اللہ اور بادشاہ کی توہین کرنے والے کی سزا سزائے موت ہے''۔

''دو شریر آدمیوں کو اس مجرم کے سامنے کرو کہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں تو نے خدا پر اور بادشاہ پر لعنت کی ہے پھر اسے باہر لے جا کر سنگسار کرو تا کہ وہ مر جائے''۔

بات اصل میں یہ ہے کہ کسی جرم پر مجرم کو سزا دینا اس لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ یہ عمل اس شخص کی سوزش قلبی کا علاج ہو جس پر جرم کے ارتکاب سے زیادتی کی گئی ہے۔جدید قوانین نے بھی اپنی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ وہ جرم جو اجتماعی ناموس کو مجروح کرنے والے ہوں ان کی سزا کڑی رکھی جائے تا کہ معاشرتی بگاڑ کا کلیۃً ازالہ ہو جائے۔وہ شخص جو توہین رسالت کرتا ہے وہ دراصل رسول کو ماننے والے ہر غلامِ رسول کے گھر میں داخل ہو کر گویا ڈکیتی کا ارتکاب کرتا ہے۔وہ مفسد فی الارض ہوتا ہے اور یقیناً اس کی سزا قتل ہوتی ہے۔

پاکستان ایک آزاد مملکت ہے۔اس کے آئین میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بات کی گئی ہے۔یہ آزاد ریاست آئینی قدروں کے سائے میں پرسکون آگے بڑھ رہی تھی کہ ایک شیری رحمٰن نامی عورت نے C-295 کے خلاف ترمیمی بل پیش کر کے معاشرتی پرامن اور پرسکون فضا کو درہم برہم کر دیا۔بحیثیت رکن اسمبلی ان کو اندازہ کرنا چاہیے تھا کہ ملک میں بسنے والے کروڑوں لوگ جس ہستی پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں آزاد شہری

کی حیثیت سے تمام حقوق حاصل ہیں ان کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ جلتی پر تیل سلمان تاثیر نامی ایک شخص کا سیاہ کردار ثابت ہوا۔ عدالت میں حضور ﷺ کی توہین کرنے والی آسیہ نامی ایک عورت کو آزادی دلوانے کے لئے تاثیر نے جس سیاہ کرتوت کا ارتکاب کیا۔ اپنی بیٹی اور بیوی کی معیت میں پاکستان کا عدالتی سسٹم تباہ کر کے ایک گستاخ رسول کا محسن بنا۔ نہ صرف محسن بنا بلکہ توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دیا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی موت سے تین چار دن پہلے جو انٹرویو دیا اسمیں اصرار، ڈھٹائی اور ضد کے ساتھ ایک بار پھر توہین رسالت پر تاریخی اعتبار سے جو فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں ہوئے اور مجرموں کو سزائے موت سنائی گئی انکا مذاق اڑایا۔ شرعی عدالت کے فیصلے کو ناموزوں، غیر صحیح اور کالا قرار دیا۔ اس پر حملہ کر کے قتل کرنے والے ممتاز حسین قادری کا بیان ہے کہ صرف اتنا ہی نہیں یہ شخص اپنی عمومی زندگی میں بھی اسلام کا مذاق اڑاتا رہتا تھا۔ اسلام کا ایک عام طالب علم اگر تھوڑی دیر کے لئے سلمان تاثیر کی گورنری کا غلاف اتار دے اور غور وفکر کرے تو بات کو واضح کرنے کے لئے میں اسے کربلا لے جاؤں گا۔ اور اس ماحول میں انسانی ضمیر سے فتویٰ لینا چاہوں گا کہ ایک ایسا شخص ہو جس نے ہندو عورت کے پیٹ سے بچے پیدا کئے ہوں۔ اسکا لخت جگر لکھتا ہو کہ میرا ابا سور کا گوشت حلال سمجھ کر کھاتا ہے۔ اور اس کی بیٹی کہتی ہو کہ میرا والد نہ صرف یہ کہ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم چاہتا تھا بلکہ وہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے والی قانون کی شق کا بھی مخالف تھا۔ اور وہ شراب بھی جائز سمجھ کر پیتا ہو اور دھت رہتا ہو۔ اور اسے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے میں شرم محسوس نہ ہوتی ہو۔ اور وہ مسلمان کا نکاح مشرکہ عورت سے جائز سمجھتا ہو اور نہ صرف جائز سمجھتا ہو بلکہ اس نے تجربہ عملی طور پر نبھایا ہو وہ توہین رسالت کے جرم پر قتل کی سزا دینے کے شرعی قوانین کو کالا اور سیاہ قرار دیتا ہو نہ صرف یہ بلکہ ایک مجرمہ شاتمہ بدکردار عورت کو رہائی دلوانے کی اپنی سی کوشش بھی کی ہو۔ اب میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اگر کربلا میں حسین کے پرچم تلے کھڑے ہو جائیں تو لگے گا یہ

ساری صفات رکھنے والا یزید ہی ہوسکتا ہے۔سلمان تاثیر کے بارے میں جو کچھ اسکے بیٹے نے لکھا اور جو کچھ انہوں نے خود بیان کیا وہ کافی ہے۔ایسے عالم میں یہ کیسے ممکن تھا کہ پاکستان میں یزید کی شناخت غیر ممکن رہتی۔

میرا خیال ہے علمائے اہلسنت کا فتویٰ پورے تدبر تاریخی مطالعہ عمیق تجزیے اور آئینی دائرے میں رہ کر دیا گیا ہے۔کہا یہ جاتا ہے کہ علمائے اہلسنت کو سلمان تاثیر کے خلاف سخت فتویٰ دینے کی بجائے 295-c کے تحت مقدمہ درج کروانا چاہئے تھا۔یہ مشکل اپنی جگہ کہ کسی منصب پر فائز شخصیت کے خلاف مقدمہ دائر کرنا پاکستان میں کتنا مشکل اور کتنے مالی وسائل کا تقاضا کرتا ہے لیکن چلئے اس کو تھوڑی دیر کے لئے کوتاہی سمجھ لیا جائے تو بھی سپریم کورٹ جو اللہ کے فضل سے اتنی زیرک اور چابکدست ہے کہ اشیائے خوردونوش کے نرخ میں اضافہ ہو جائے تو سوموٹو ایکشن لے لیتی ہے تعجب ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کے صریح اقدامات کے باوجود نہ عدالت نے سوموٹو ایکشن لیا اور نہ ہی وزارت قانون نے خود مقدمہ درج کروایا۔حالانکہ آئینی دفعات کے تحفظ کی ذمہ داری تو حکومت کی ہوتی ہے۔اگر یہ ضروری ہے کہ فتویٰ دینے والے،مسجدوں میں جلسے کرنے والے، سڑکوں پر ریلیاں نکالنے والے لاکھوں کو شامل تفتیش کیا جائے تو کیا یہ ضروری نہیں کہ صدر، وزیر اعظم ،شیری رحمٰن، وزارتوں، اسمبلیوں اور عدالتوں میں بیٹھے ہوئے تمام افراد شامل تفتیش کر لئے جائیں کہ گستاخ گورنر چلو اس پر تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ گستاخی کا محض الزام تھا مقدمہ قائم کرنے میں کیوں سستی کی گئی۔۔۔جہاں تک ممتاز حسین قادری کا تعلق ہے اس کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیاد محض دین اسلام کا رشتہ ہے۔دنیوی اعتبار سے تو ممتاز حسین قادری ہماری نسبت گورنر سے زیادہ قریب تھا۔جیسے روشنی کو مٹھی میں بند نہیں کیا جا سکتا ایمان کو زنجیریں نہیں پہنائی جاسکتیں۔ممتاز حسین قادری نے جو کچھ کیا اس پر ہم اگر جذباتی نہ بھی ہوں تو رحمان ملک نے جو کہا کہ میرے سامنے بھی اگر کوئی حضور ﷺ کی گستاخی کرے میں بھی اسے گولی

مار دوں گا۔تو جناب! رحمان ملک صاحب کا تو ممتاز حسین قادری سے کوئی تعلق نہیں۔کچہریوں میں ممتاز حسین قادری کو چومنے والے سینکڑوں وکلاء علمائے اہلسنت کے فتوے پر تو اسے چوم نہیں رہے۔بات صرف اتنی ہے کہ جس ملک میں قانون کو ویران کرنے کی کوشش کی جائے،قادری ایسے لوگ خود بخود مختلف اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

''باقی رہا نماز جنازہ پڑھنا اس معاملے میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں جنازے مسلمانوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اللہ کو ماننے والوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے رسول معظم کو رسول جان کر انکی عزت کرنے والوں کے پڑھے جاتے ہیں جنازے اسلام پر دل و جان سے یقین رکھنے والوں کے پڑھے جاتے ہیں بلاشبہ گناہ گار لوگوں کو بھی جنازوں کے بغیر پھینک نہیں دیا جاتا لیکن وہ اپنی سرکشیوں پر ڈٹتے نہیں اللہ تو بہ کرتے رہتے ہیں نماز جنازہ تو دعا ہے،مومن کا اعزاز ہے مسلمان کے لیے تقریب وداع ہے جسمیں اللہ کی کبریائی کا اظہار ہوتا ہے اور امام کے سامنے پڑی مسلمان کی میت کی آنر ہوتی ہے کہ مسلمان اسے دعائے مغفرت سے الوداع کرتے ہیں۔جنازے کی نماز میں حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔درود وسلام تو عاشقوں کا وظیفہ محبت ہے قرآن حکیم میں درود والی آیت کے معا بعد حضور ﷺ کو دکھ دینے والوں کو لعنتی کہا گیا ہے۔سو اصحاب لعنت پر نماز جنازہ کی خوشبوئیں کیسے چھڑکی جا سکتی ہیں۔اے کاش جتنے سلمان تاثیر کے چاہنے والے انکی نماز جنازہ کے لیے تڑپ رہے ہیں وہ خود بھی اس وقت کو یاد رکھ لیتے۔تاثیر نے تو پنجاب یونیورسٹی میں توہین رسالت کے قانون پر اظہار ضد کرتے ہوئے ایک طالب علم جس نے آیت پڑھی تھی انا کفیناك المستھزئین ''مذاق کرنے والوں کے لئے ہم کافی ہیں'' بڑے تکبر سے کہہ دیا تھا کہ میں مانتا ہوں وہی کافی ہے ہمیں قانون توہین بنانے کی کیا ضرورت ہے پھر اللہ نے تاثیر صاحب کو بتا دیا کہ وہ کافی ہے۔

ایک بات ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء کو منظور ہوگا عدالت ممتاز حسین قادری کو بیل آؤٹ کر کے سلیمان تاثیر کے گستاخانہ لفظوں کا جائزہ لے کہ وہ توہین رسالت بنتی ہے یا نہیں۔ اگر سلیمان تاثیر مجرم ثابت ہو جائے تو جنہوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ وہ سب توبہ کریں کہ گستاخ رسول کے ساتھ یہ عقیدت کیسی؟ اور یہ بھی کہ ممتاز حسین قادری کو بری کردیا جائے یقیناً عدالتوں کے جج جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی پسند کدو کے مقابلے میں کدو کو پسند نہ کرنے والے کو امام ابو یوسف نے کافر اور مرتد قرار دیا تھا۔ علماء کے نزدیک سلیمان تاثیر کا مجرم ہونا بھی مسلمہ ہے۔

یہ بھی کہہ دوں کہ فتویٰ تلوار نہیں، لڑائی نہیں، جھگڑا نہیں کسی کی حقوق تلفی نہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صادر ہونے والے احکام اور ہدایات کی ترسیل کا دوسرا نام ہے فتویٰ نسل انسانی کو الوہی ہدایات کے معاملے میں احتیاط سکھانے کا منہاج قویم ہے۔ فتویٰ کتاب وسنت کو معیارِ زندگی قرار دینے کی جرأت ہے۔ صاحب فتویٰ دراصل عظمتوں کے ہمالہ پر فائز ہوتا ہے اس کے لئے مشکل ہوتا ہے کہ وہ رسول سے پیوستگی کے مقام محمود کو چھوڑ کر قعر مذلت میں جا گرے۔ فتویٰ چھری نہیں، چاقو نہیں، بندوق نہیں اور دھماکہ خیز مواد بھی نہیں لیکن علم ودانش اور عقل وبصیرت روایت ودرایت اور آیات واحادیث کے تاریخی ریکارڈ کے ساتھ حق وحقیقت سے ملحق رہنے کا نام فتویٰ ہے۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے پانچ سو مفتیان کرام صرف عدد بیانی ہے وگرنہ ہزاروں ائمہ اور مفتیان متین رسول کریم ﷺ کے گستاخ کے بارے میں نرمی کا سوچ بھی نہیں سکتے رہ گئے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ہلکیے تو ان سب کا معاملہ ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں اور قارئین کو رسول کریم ﷺ کے ناموس کے معاملے میں اللہ یاد کرانے کے لئے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ایک سورت سورۂ لہب نام کی بھی اتری ہے جو ہمیں سکھاتی ہے کہ وہ رشتہ داریاں اور تعلق جن میں ایمان وعقیدہ نہ ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی مردان خدا ہمیشہ منحرف، جبار اور سرکش لوگوں کی

بدتمیزیوں کے خلاف برسرِ پیکار رہتے ہیں کیوں نہ وہ لوگ ان کے رشتہ دار ہی ہوں سورہ لہب اعلان کرتی ہے ابولہب کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہیں۔کفر، گستاخی اور بدی دریا کی جھاگ کی طرح ابھرتے ہیں لیکن ان کا منطقی انجام قعر مذلت ہوتا ہے۔قرآن کریم کا یہ حصہ ہمیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ گستاخوں کے ساتھ مداہنت برتنے کی تمام رسیاں کاٹ دی گئی ہیں

سورۂ لہب گستاخ رسول ﷺ کے لئے ایک سنگین تعزیر بھی ہے اور عشق رسول ﷺ رکھنے والوں کے لئے درود وسلام کا ایک آہنگ بھی۔آؤ سورۂ لہب پڑھ کر اس بات کا اظہار کریں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کی جانے والی تمام گستاخیاں، بے باکیاں اور بدتمیزیاں قعر مذلت میں پٹخ دی گئی ہیں اب ہم قرآن مجید کا یہ اعلان سمع و اطاعت کے جذبے سے سنتے ہیں کیوں نہ کوئی ملت فروش، چشمہ پوش اور شیدائے ناؤ نوش اس کو برا جانے۔

"ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو ہی گیا۔اسے اسکا مال کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی وہ جو اس نے کمایا وہ جلد ہی اس آگ میں جا ملے گا جس کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔اور اس کی وہ بیوی بھی جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔اس کے گلے میں کھجور کی چھال کی رسی ہے۔اے میرے الہ!

تو نے جیسے ابولہب کو گستاخیوں کی وجہ سے بھڑکتی آگ میں جھونکا
آج بھی ہر رشدی ملعون کے لئے آگ کے شعلے بھڑکا
وہ قوم جو تیرے نبی کے خاکے بنا کر تیری قدرت کا مذاق اڑائے
اس پر آگ برسا
شعلے بپا کر
انہیں دوزخ کا ایندھن بنا۔
یا عشاق کے بازوؤں میں توانائی پیدا کر

کہ

وہ گندی قوم کا احتساب خود کر سکیں

ہمارے رب!

تو نے ام جمیل کی گندی گردن میں رسے ڈالے

تیرے جلال کا تجھے عظیم واسطہ

ہر تسلیمہ نسرین کی گردن میں بٹے ہوئے رسے ڈال

مسلمانوں کو شعور عطا فرما

کہ

وہ سمجھیں۔

وہ جانیں۔

انکا عقیدہ ہو۔

محکم ایمان مضبوط نظریہ

ناقابل شکست تصدیق

آبروئے ما ز نام مصطفٰے است"۔

•••-----•••-----•••

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن ہائے گفتنی

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے آخری رسول جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ روحی علیہ فداکو دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کردے۔ اللہ تعالیٰ نے قلیل عرصہ میں ہی اسلام کو وہ قوت اور شان وشوکت عطا فرمائی کہ دنیا ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی چنانچہ انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کردیں لیکن الحق یعلو ولا یعلی کے مطابق اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے جو لوگ اسلام یا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف زبان طعن دراز کرتے اللہ تعالیٰ ان کے جواب کے لئے ایسے علمائے حق کو پیدا فرما دیتا جو ان معترضین کو دندان شکن جواب دیتے اسی سلسلے میں گزشتہ سال آزاد کشمیر میرپور سے ایک گستاخ رسول (پروفیسر زاہد حسین مرزا) نے ایک دل آزار کتاب مقام نبوت کے نام سے تحریر کی جس میں جابجا ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کو طعن وتنقیص کا نشانہ بنایا گیا وہاں کے مسلمان جن کے دلوں میں عظمتِ رسول اللہ ﷺ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا پاس تھا زبردست احتجاج کیا چنانچہ وہ گستاخ رسول زیر عتاب ہوکر پس دیوار زندان پہنچا دیا گیا علاقہ کے لوگوں نے بالخصوص حضرت قبلہ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن وغیرہ نے قبلہ شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء سے گستاخ رسول کا صریح حکم قرآن وسنت کی روشنی میں دریافت کیا قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چند دنوں میں ایک جامع فتویٰ

جو کہ مزین بدلائل قاہرہ و باہرہ تھا تحریر فرما کر صاحبزادہ عتیق الرحمٰن صاحب کو ارسال فرما دیا بغرض افادہ عوام و خواص اب ہم اس رسالہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں امید ہے کہ اہل علم حضرات اس کوشش کو بنظر تحسین ملاحظہ فرمائیں گے۔

ضروری نوٹ: تمام کتب کے حوالہ جات ہم نے نہایت احتیاط کے ساتھ قلم بند کیے ہیں پھر بھی بمصداق الانسان مرکب من الخطاء والنسیان علماء اور صاحب دانش حضرات سے گزارش ہے کہ چشم پوشی فرما کر فقیر کو مطلع فرمائیں اگلے ایڈیشن میں اس کو درست کر دیا جائے گا۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست۔ جب یہ سطور تحریر کی جارہی تھیں ایک دوست نے ہندوستان کے ایک مولوی صاحب (وحید الدین) کی کتاب "شتم رسول کا مسئلہ" کی طرف توجہ دلائی اس کتاب کو پڑھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا کہ جس مسئلہ پر تمام لوگ متفق ہیں ہیں اس مسئلہ کو ایک نئے انداز میں تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف پیش کیا گیا اور جا بجا اس متفقہ حکم شرعی کا گویا کہ مذاق اڑایا گیا اور اس کی تضحیک کی گئی میری مراد گستاخ رسول کی شرعی سزا ہے چنانچہ اہلسنت والجماعت کے ممتاز و محقق عالم مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گستاخ رسول کا فتاویٰ رضویہ جلد 6 ص 38 تا ص 41 میں یوں بیان کیا' جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہر گز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ نیز ص 127 جلد 6 میں ہے یکفی واحد منھا فی تکفیرہ وقتلہ۔ اور علمائے دیو بند کے بہت بڑے مناظر مولوی منظور سنبھلی نے مناظرہ کے دوران امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت پڑھی۔ ما بقاء امہ بعد سب نبیہا ۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیئے

جانے کے بعد امت کی کیا زندگی ہے۔(فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص 99) نیز اسی میں مولانا رفات حسین فاروقی دیو بندی لکھتے ہیں ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کا دشمن یا آپ کی شان میں گستاخی کرنے والا خدا کی زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کر دینا چاہیے'' واللہ علیٰ ما نقول شہید۔ص 34 بیشک جو بدنصیب حضور کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ ملعون ہے ص 151 اسی طرح غیر مقلدین کے پیشوا قاضی شوکانی احادیث لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں''وفی حدیث ابن عباس وحدیث الشعبی دلیل علیه انه یقتل من شتم النبی ﷺ وقد نقل ابن المنذر الاتفاق علی ان من سب النبی ﷺ صریحا وجب قتله (نیل الاوطار ص 200 ج 7)ومثله فی عرب الجادی من جنان ہدی المھدی ص 201 الحاصل تمام مکاتب فکر کے نزدیک گستاخ رسول کا شرعی حکم یہی ہے ظاہر ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہی تمام علماء نے اس مسئلہ کا مذکورہ شرعی حکم بیان فرمایا: برخلاف اس کے مولانا وحید الدین خاں اپنی مذکورہ کتاب (شتم رسول کا مسئلہ) میں لکھتے ہیں ان آیتوں سے قتل شاتم رسول کا مسئلہ نکالنا لغت اور تفسیر کے علم سے کشتی لڑنے کے ہم معنی ہے ص 115 نیز ص 116 پر لکھا کہ پاکستان کے ایک عالم مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رشدی کے خلاف ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ رشدی جیسے ملعون کا واجب القتل ہونا کئی آیات سے ثابت ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علماء کے نزدیک شاتم رسول ﷺ کا یہی شرعی حکم ہے لیکن وحید الدین خان صاحب اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں آخر میں لکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ تمام تر خود ساختہ مسئلہ ہے اس کا خدا کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ص 117 (معاذ اللہ استغفر اللہ العظیم) میں صرف ایک واقعہ عرض کرتا ہوں بقیہ تفصیلی دلائل رسالہ میں ملاحظہ فرمالیں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ مسئلہ خود ساختہ

نہیں۔

واقعہ: ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتا تھا تنازعہ ہو گیا یہودی حق پر تھا اس نے بظاہر مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے کہا اس منافق کے دل میں چور تھا اس کو معلوم تھا کہ وہاں تو نہ سفارش چلے گی اور نہ رشوت سے کام بنے گا اس لئے اس نے کہا تمہارے عالم کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں یہودی اس بات پر رضا مند نہ ہوا چنانچہ چار و ناچار حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہودی حق پر تھا فیصلہ بھی اسی کے حق میں ہوا منافق کو پسند نہ آیا تو وہ یہودی کو لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا آخر دل میں سوچا کہ میں بظاہر تو مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے عمر کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ دیں گے چنانچہ اس نے یہودی کو بھی اس پر رضا مند کر لیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ پہلے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہاں سے بھی وہی حکم ملا لیکن اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا آخر دل میں سوچا کہ میں بظاہر تو مسلمان ہوں اور یہ یہودی ہے عمر کے پاس چلیں وہ یقیناً میرے اسلام کا پاس کرتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ دیں گے چنانچہ اس نے یہودی کو بھی اس پر رضا مند کر لیا جب وہاں پہنچے تو یہودی نے عرض کی کہ پہلے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس مقدمہ کا فیصلہ میرے حق میں کر چکے ہیں اب یہ مجھے آپ کے پاس لایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رویدکما حتّٰی اخرج الیکما ''میرے واپس آنے تک ٹھہرو چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے تلوار بے نیام کیئے واپس آئے اور اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا: ھٰکذا اقضی علٰی من لم یرض بقضاء اللہ وقضا رسولہ و نزلت الایۃ وقال

رسول اللہ ﷺ انت الفاروق، یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یوں فیصلہ کرتا ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو الفاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

(الجامع الاحکام القرآن ص 263 جلد 3 للعلامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی 668)

نیز احادیث رسول ﷺ میں بہت سے مقامات میں اس کی صراحت اور وضاحت موجود ہے جیسا کہ آپ قبلہ حضرت صاحب کے رسالہ میں پڑھیں گے لیکن وحید صاحب نے صاف انکار کر دیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ پورے ذخیرہ حدیث میں کوئی معتبر روایت ایسی موجود نہیں جس کی عبارت النص میں حکم دیا گیا ہو کہ سب وشتم کرنے والے کو قتل کر دو ص 117- معاذ اللہ (تو کیا ایسے راندۂ درگاہ شخص کا حکم یہ ہے؟ کہ اس کی تعظیم کرو) استغفر اللہ العظیم۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا است
کار طفلاں تمام خواہد شد

اب ہم اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تفویض کرتے ہیں وہی حق کا راستہ دکھانے والا ہے آخر میں ربّ کریم کی بارگاہ عالیہ میں دعا ہے کہ ہمیں سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر کی دولت سے نوازے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو پیارے مصطفی ﷺ سے والہانہ عشق و محبت رکھتے تھے اور آپ کے بچے ہوئے وضو کے پانی کو (بطور تبرک) حاصل کرنے کے لئے جان کی بازی لگا دیتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے ص 31 جلد 1 باب استعمال فضل وضوء الناس' واذا توضاء النبی ﷺ کادوا یقتتلون علی وضوئہ (ترجمہ) اور جب نبی کریم ﷺ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے وضو سے

کرنے والے پانی کو لینے کے لئے لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے۔ میں اپنے ابتدائیہ کو اس رباعی پر ختم کرتا ہوں۔

رباعی

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

فالحمد لله اولا واخرا وظاهرا باطنا لرب العالمين والصلوٰة والسلام على سيّد الانبياء والمرسلين وعلى عباد الله الصالحين برحمتك يا ارحم الراحمين ۔

استكتبة

(حافظ) غلام یٰسین مفتی مرکزی دارالافتاء
جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس
اوکاڑہ

کتبہ معین المفتی غلام دستگیر اکبری
مرکزی دارالافتاء جامعہ ہذا
19 صفر المظفر 1421ھ
بمطابق 25 مئی 2000ء

تعظیم وتوقیر مصطفیٰ ﷺ

1- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○

2- قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﰳاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ○ (التوبۃ ۲۳،۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں کوئی جوان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ (ﷺ) اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ

فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنز الایمان)

3- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ (46 الاحزاب ص 22 جلد 7)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (کنز الایمان)

یقول انی عبد اللہ وخاتم النبیین وابی منجدل فی طینة وساخبرکم عن ذلك انا دعوة ابی ابراهیم .وبشارة عیسیٰ ورؤیا امی آمنة التی رات وکذلك امهات النبیین یرین وان ام رسول اللہ ﷺ رات حین وضعته له نوراضات لها قصور الشام ثم تلا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝ ۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ایضا قال الذهبی صحیح ۔ المستدرك للحاکم کتاب التفسیر (418/2)

یہ حدیث پاک بالفاظ متقاربہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

اخرجه ابن حبان وذکر الهیثمی فی موارد الظمان 512) کتاب علامات نبوة نبینا ﷺ باب فی اوّل مرة (293) واحمد فی المسند (4/127-128) والبزار فی مسنده اورده الهیثمی فی کشف الاستار (3-113) کتاب علامات النبوة باب قدیم نبوتة (2365) والطبرانی المعجم الکبیر (18/252-629) والحاکم فی المستدرك

(600/2) كتاب التاريخ باب ذكر اخبار سيّد المرسلين وقال صحيح الاسناد واقره الذهبی وابو نعيم فی حلية الاولياء (89/6) فی ترجمة ابو بكر الغسانی (334) والبيهقی فی دلائل النبوة (13/2) جماعی ابواب امبعث باب الوقت الری كتب فيه ﷺ نبيا ۔شرح السنة مؤلفه ابو محمد حسين بن مسعود بغوی متوفی 516ھ ص 13 ج 7

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں بیشک میں اللہ کا بندہ اور آخری نبی ہوں حالانکہ میرے باپ (آدم) اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے اور میں اس بات کی خبر دیتا ہوں کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق ہوں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور اپنی ماں حضرت آمنہ کے خواب کا مصداق ہوں اور وہ جو اس نے دیکھا اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ماؤں کو دکھایا جاتا رہا اور بے شک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ولادت کے وقت نور دیکھا جس سے ان کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی یا ایھا النبی الایۃ۔

4- اِنَّـآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ (8) لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط .

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا' تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنز الایمان)

(5)- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (22)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنز الایمان)

سورۂ مجادلہ کی آخری آیت کے شان نزول میں مفسرین کرام نے مندرجہ ذیل اقوال تحریر فرمائے ہیں۔

1-حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ان کے باپ ابو قحافہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نازیبا الفاظ کہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس گستاخی کی وجہ سے اپنے باپ کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو بکر تم نے ایسا کیا ہے آپ نے عرض کی جی ہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا: دوبارہ ایسا نہ کرنا عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!! اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل

کردیتا۔

2- بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا باپ جب جنگ بدر میں قیدی ہو کر آیا تو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی کے الفاظ کہے حضرت ابوعبیدہ کے منع کرنے کے باوجود نہ باز آیا تو آپ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

3- جنگِ بدر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو مبارزت کے لئے للکارا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں شہداء کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر ہمیں تم اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میری سمع اور بصر کے قائم مقام ہے۔

4- اور جنگ احد میں حضرت مصعب بن عُمیر نے اپنے سگے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا اور بعد میں آنے والوں کو یہ سبق دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں۔

5- اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اور بھائی ابوعزیز بن عمیر کو ایک انصاری صحابی نے گرفتار کر لیا اور وہ اسے باندھ رہا تھا کہ حضرت مصعب نے دیکھ کر کہا اس کو اچھی طرح باندھو اس کی والدہ بہت مالدار ہے زیادہ فدیہ ادا کرے گی ابو عزیز نے سن کر کہا اے مصعب تم بھائی ہو کر اس طرح کہہ رہے ہو تو سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے ایمان افروز جواب دیا اس وقت تم میرے بھائی نہیں ہو بلکہ یہ انصاری میرا بھائی ہے جس نے تجھے گرفتار کیا ہے اسی طرح

7- جنگ بدر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ ابن الحارث کے

مقابلہ میں عتبہ شیبہ اور ولید بن عتبہ آئے جو کہ ان کے عزیز اور رشتہ دار تھے تو رسول اللہ ﷺ کے ان جانثاروں نے ان کو کفار سمجھ کر قتل کر دیا۔ روح المعانی ایضاً مظہری۔ ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن، تدبر القرآن، روح البیان، مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اسی آیہ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہی تھی کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہ کی اس کے بعد کچھ واقعات مذکورہ بالا تحریر کئے تفسیر عثمانی۔ تفسیر صاوی۔ تفسیر حسینی۔ تلك عشرة كاملة۔

ترجمہ: اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو نبی کریم ﷺ کو (اپنی بد زبانی سے) ایذا دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں (کان کے کچے ہیں) فرما دیجئے اور تمہاری بھلائی کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے لئے (وہ سرکار علیہ السلام) رحمت ہیں اور جو رسول کو ایذا دیتے ہیں۔

8-ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ (61) اے مسلمانو! وہ منافق تمہارے لئے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تا کہ وہ تم کو راضی کر لیں حالانکہ اللہ اور اس کے رلول کا حق زائد تھا کہ وہ ان کو راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ (62) کیا انہوں نے نہ جانا کہ جس کسی نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی پس بے شک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ (63 التوبہ پ 10)

9- بے شک جو لوگ ایذا دیتے اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا

ہے۔(57) (گستاخان رسول) پھٹکارے ہوئے ہیں جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں (61) (الاحزاب پ 22) ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول لعنتی اور جہنمی اور ذلیل وخوار ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایذاء اللہ تعالیٰ کی ایذا کے مترادف ہے۔ دیکھو تفسیر بیضاوی' مدارک' ابوسعود' تفسیر مظہری زیر آیت نمبر 57 الاحزاب میں ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر تعظیم رسول کے لئے ہے گویا جس نے رسول اللہ کو ایذا دی یقیناً اس نے اللہ کو ایذا دی۔ چنانچہ الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں ابن تیمیہ نے لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کے ساتھ ملایا ایسا ہی جیسا کہ اس نے رسول اللہ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا پس وہ کافر مباح الدم ہے۔

10- ترجمہ: اے ایمان والو! رسول اللہ کو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ ہم پر نظر کرم فرمائیں اور پہلے ہی سے غور اور توجہ سے سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (104- البقرہ)

جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی درمیان میں راعنا یا رسول اللہ (ﷺ)! عرض کیا کرتے اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارے حال کی اعانت فرمایئے (یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے) یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوادب کا معنی رکھتا تھا انہوں نے اسی نیت سے یہ (راعنا) کہنا شروع کیا حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ ان کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت ہو اگر اس کے بعد میں نے یہ کلمہ کسی کی زبان سے سنا تو اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ کبیدہ خاطر ہو کر سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر

ہوئے تھے کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی اور راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس کی بجائے انظرنا کا لفظ کہنے کا حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وترقی اوران کے جناب میں ادب واحترام کے کلمات عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع۔ دربار انبیائے کرام میں انسان کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازمی وضروری ہے اور آخری آیت میں للکافرین۔ اس طرف مشیر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

(تفسیر کبیر، مظہری، خزائن، اسباب النزول، روح المعانی، نور العرفان)

11-ترجمہ: اے محبوب اگر آپ ان سے پوچھیں تو ضرور وہ کہیں گے ہم تو صرف دل لگی اور کھیل کررہے تھے آپ فرمادیں کیا اللہ اوراس کی آیات اوراس کے رسول کا تم استہزاء کرتے ہو (65) بہانے نہ بناؤ ایمان کے بعد تم کافر ہو چکے (66) التوبۃ: پتہ چلا کہ جب استہزاءِ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں توہین کرنا کفر ہے تو جداً یعنی ارادۃً بارگاہ اقدس میں بے ادبی بدرجہ اولیٰ کفر ہے اس آیت کے شان نزول میں مفسر قرآن حضرت ابن عباس کے شاگرد امام مجاہد راوی ہیں کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی سرکار نے ارشاد فرمایا فلاں جگہ ہے تو ایک منافق نے جواب میں کہا محمد (ﷺ) کو غیب کا کیا پتہ تو اس پر آیت نازل فرمائی۔ تفسیر جامع البیان ص 73 لابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی 310ھ الدر المنثور مؤلفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، بمصر زاد المسیر منافق اور گستاخ رسول ﷺ محل بخشش نہیں جبکہ وہ حالت کفر پر مرجائے جیسا کہ سورۂ توبہ آیت نمبر 80 میں ہے۔

ترجمہ: تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا یہ اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر علامہ بیضاوی نے یوں فرمائی کہ یعنی (لن یغفر اللہ لھم) میں اس بات کی طرف کی وجہ سے ہے اور نہ حضور علیہ السلام میں کسی کمی کی وجہ سے ہے بلکہ ان کی بخشش نہ ہونے کا سبب انکا وہ کفر ہے جو ان کو بخشش سے پھیرنے والا ہے۔

الحکم الشرعی لساب النبی ﷺ وشاتمہ

(6)

نمبر 1: قال محمد بن سهل سمعت على بن الدينى يقول دخلت على امير المؤمنين فقال لى اتعرف حديثا مسندا فيمن سب النبى ﷺ فيقتل قلت نعم فذكرت له حديث عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل عن عروة ابن محمد عن رجل من بلقين قال كان رجل شتم النبى ﷺ فقال النبى ﷺ من يكفنى عدو الى فقال خالد بن الوليد انا فبعثه اليه فقتله فقال امير المؤمنين ليس هذا مسندا هو عن رجل فقلت يا امير المؤمنين بهذا يعرف هذا الرجل وقد بايع النبى ﷺ وهو معروف فامر لى بالف دينار .

فتاوى السبكى ص 569 جلد 2 الامام ابى الحسن تقى الدين على بن عبد الكافى 756 ھ مطبوعه دارالمعرفت بیروت لبنان .

نمبر 2: استدل محمد لبيان قتل المرأة اذا اعلنت بشتم الرسول ﷺ بماروى ان عمر بن عدى لما سمع عصماء بنت مروان تؤذى الرسول فقتلها مدحه ﷺ على ذلك

(درمختار ص 280 جلد 3) مطبعه احياء التراث بيروت لبنان)

نمبر 3:فلوا علن بشتمه او اعتاده قتل ولو امرأة وبه يفتى اليوم (رد المختار ص 278جلد 3)

نمبر 4: والحق انه يقتل عندنا اذا اعلن بشتم عليه الصلوٰة والسلام صرح به فی سیر الذخيره

(در مختار ص 280جلد 3) مطبوعه احياء التراث بيروت لبنان

نمبر 5–اذصرحوا قاطبة بانه يعزر على ذلك ويؤدب وهو يدل على جواز قتله زجرا لغيره اذيجوز الترقی فی التعزير الى القتل اذا عظم موجبه .

مجموعه رسائل (الرسالة الخامسة عشرة ص 353) ابن عابدين

نمبر 6–وفی حديث ابن عباس وحديث الشعبی دليل على انه يقتل فی شتم النبی ﷺ وقد نقل ابن المنذر الاتفاق على ان من سب النبی ﷺ صريحا وجب قتله ونقل ابو بكر الفارسی احد ائمة الشافعية فی كتاب الاجماع ان من سب النبی ﷺ بما هو قذف صريح كفر باتفاق العلماء فلو تاب لم يسقط عنه القتل لان حد قذفه القتل وحد القذف لا يسقط بالتوبة .

نيل الاوطار شوكانی ص 200 جلد 7مطبعه البابی الحلبی بمصر

بذل المجهود فی حل ابو دائود ص 300 جلد 17 مؤلفه خليل احمد سهانپوری متوفی 1346ھ مطبعة ندوة العلماء لكهنؤ (الهند) والله اعلم بالصواب .

7–ولا تطع كل حلاف مهين ○ هماز مشاء بنميم ○ مناع

للخير معتد اثيم ○ عتل بعد ذلك زنيم ○ ان كان ذا مال وبنينز اذا تتلى عليه ايتنا قال اساطير الاولين ○ سنسمه على الخرطوم ○ (القلم پ29)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر کی لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خواس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا اس لیے کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے۔ (کنز الایمان)

جسٹس پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ کمینہ اور رذیل شخص بارگاہ رسالت میں اس لئے گستاخی کی جرأت کرتا ہے کہ اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے اور اس کے بہت سے بیٹے ہیں اور جب اسے میرا رسول میری آیتیں سناتا ہے تو بڑی بے حیائی سے کہتا ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس آیت میں ایک خاص شریر کافر ولید بن مغیرہ کی صفات رذیلہ بیان کر کے اس سے اعراض کرنے اور اس کی بات نہ ماننے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے۔

(کما رواہ ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

زنیم کے معنی وہ شخص جس کا نسب کسی باپ سے ثابت نہ ہو۔ جس شخص کے یہ اوصاف بیان کئے گئے ہیں وہ ایسا ہی غیر ثابت النسب تھا۔

(تفسیر معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی)

زنیم ایسا شخص جو کسی قوم یا قبیلہ سے نہ ہو مگر اس کی جانب منسوب کر دیا گیا ہو۔ انما الزنيم في لغة العرب هو الدعی فی القول قاله جرير وغيره

واحد من الائمة (ابن کثیر) وھو الدعی الملصق "بقوم" ولیس منھم (معالم)۔

(تفسیر ماجدی مؤلفہ عبدالماجد دریابادی)

وبمعناہ (تفسیر عثمانی مؤلفہ مولانا شبیر احمد عثمانی)

الزنیم کا میرا المستحلق فی قوم لیس منھم ۔فرا (نحوی) نے عتل بعد ذلك زنیم میں زنیم کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور کامل للمبرد میں ابوعبید نے روایت کیا ہے کہ نافع نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ زنیم کا کیا معنی ہے۔ تو یہ آپ نے فرمایا ھو الدعی الملذق (تاج العروس 339/8 مؤلفہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی حنفی متوفی 1205) اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا اور بولا کہ حضور ﷺ نے میرے دس عیوب بیان فرمائے نوتو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی مجھے خبر ہے سچ بتائیں میں حرامی ہوں یا حلالی سچ کہنا ورنہ تیری گردن ماردوں گا تب اس کی ماں بولی کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا تو اس سے پیدا ہوا۔ (خزائن وروح و صاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور ﷺ سے عناد ہو اور آپ کی بدگوئی اور اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے۔

(تفسیر نور العرفان مؤلفہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب)

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔(متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا تا آنکہ میں اسے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔ یہاں پیار سے مراد طبعی محبت ہے نہ کہ صرف عقلی

کیوں اولاد کو ماں باپ سے طبعی الفت ہوتی ہے یہ ہی محبت حضور سے زیادہ ہونی چاہیے اور بحمدہٖ تعالیٰ ہر مومن کو حضور جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مرتد اولاد بے دین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں حضور کی عزت پر جان نچھاور کر دیتے ہیں۔ غازی عبد الرشید غازی علم دین عبد القیوم وغیرہ کی زندہ جاوید مثالیں موجود ہیں"۔ (مرأت شرح مشکوٰۃ ص 30 جلد 1)

عہد نبوی میں گستاخ رسول ﷺ کی سزا

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو میں مشغول رہتا تھا ہجرت کے تیسرے سال میں 14 ربیع الاوّل شریف کی رات اس گستاخ رسول کو قتل کر دیا گیا۔

(صحیح بخاری جلد 2 ص 576 ' صحیح مسلم جلد 2، 110 مدارج النبوۃ 182/2)

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد تاجر حجاز ابو رافع کا قتل واقع ہوا۔

(بخاری شریف، 577/2، مدارج النبوۃ)

ابن اخطل گستاخ رسول کو کعبہ کے پردوں کے درمیان لپٹے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ (بخاری شریف 249/1 ' سیرت طیبہ 91.3)

اور اس (ابن اخطل) کو وہاں قتل کرنے کا حکم دیا۔ یہ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے۔ (حاشیہ بخاری شریف 249)

ایک نابینا صحابی کی یہودیہ لونڈی سرکار مدینہ ﷺ کی شان میں بے ادبی گستاخی کرتی تھی نابینا صحابی نے اسے قتل کر دیا۔ (ابوداؤد شریف 243)

بشر نامی منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ کے فیصلے کو نہ ماننے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ (مظہری، جلالین، روح البیان)

ایک شخص حارث بن طلاطلا حضور نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتا تھا اسے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے قتل کر دیا۔

ایک قریبہ نامی بھی گستاخی کی وجہ سے فتح مکہ کے دن قتل کر دی گئی۔

(مدارج النبوۃ 506:2)

ارنب کنیز ابن خطل بھی قتل کر دی گئی۔

ایک گستاخ رسول (جس کے قتل کا حکم بارگاہ رسالت سے صادر ہو چکا تھا وہ) مقیس ابن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا تو وہیں قتل کر دیا۔

(کنز العمال ص 298 جلد مطبعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد مؤلفہ علامہ علی متقی بن حسام الدین متوفی 975ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شعبی کی حدیثوں میں اس بات پر دلیل ہے کہ شاتم رسول اللہ ﷺ کو قتل کیا جائے گا۔ ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس پر سب کا جو کہ شوافع میں سے ایک بہت بڑے امام ہیں اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس نے صریح گالی دی تو وہ باتفاق العلماء کافر ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ساقط نہیں ہوگا اس لئے کہ رسول کریم ﷺ کے قذف کی سزا قتل ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

(نیل الاوطار، شوکانی 200/7 مطبعہ البابی الحلبی بمصر، بذل المجہود فی حل ابوداؤد 300/17 مؤلفہ خلیل احمد سہانپوری متوفی 1342ھ)

کسی کو گالی دینے میں قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ سوائے اس شخص کے جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا۔

(شرح السنۃ 301/5 بیروت، لبنان مؤلفہ امام حسین بن مسعود بغوی)

ایک یہودی عورت حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ کی

شان اقدس میں بے ادبی کے الفاظ بکتی تھی ایک صحابی نے زور سے اس کا گلا دبا دیا جس سے وہ مرگئی۔ (ابوداؤد شریف 244/2 اس سند کے تمام رجال صحیح ہیں۔ حاشیہ ابوداؤد)

جس شخص نے میرے ایک بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور ابونعیم اور دیلمی میں یوں ہے کہ حضور ﷺ کے بال مبارک کو اذیت پہنچانے والے پر آسمان اور زمین کی وسعتوں کے برابر لعنت ہو۔

(فیض القدیر ص 19 جلد 6 مؤلفہ علامہ محدث عبدالرؤف مناوی متوفی 1003ھ مکتبہ تجاریہ کبری)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: نبی کی سوٗ ادبی کرنے والے کو قتل کردو اور صحابی کو گالی بکنے والے کو سزا دو۔

(شفاء شریف ص 383 جلد 2' مترجم مولانا اطہر نعیمی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

حضرت کعب بن علقمہ کی روایت ہے کہ میں حضرت غرفہ بن حارث کندی رضی اللہ عنہ جنہیں حضور علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ کسی ذمی آدمی پر گرے اور اسے حضرت غرفہ نے اسلام کی دعوت دی اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں اظہار بے ادبی کیا تو اسے حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں نے ہمارے ساتھ عہد کر کے اطمینان پکڑا ہے حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارا ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول کے بارے میں تکلیف پہنچائیں۔ (حیاۃ الصحابہ ص 404 حصہ پنجم)

اقوال آئمہ

نمبر 1: چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
حضور نبی کریم ﷺ کی تنقیص کرنے والے صراحتہً اشارۃً گالی دینے والے آپ کی ذات وصفات نسب وغیرہ میں عیب لگانے والے یا تحقیر وتصغیر استہزاء کرنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے اور آئمہ فتاویٰ اس پر متفق ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے آج تک۔ (شفاء شریف ص186 جلد 2 تا 190)

نمبر 2: جس کسی نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کی یا آپ کی ذات یا آپ کی کسی صفت میں عیب نکالا خواہ وہ گستاخی کرنے والا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو خواہ وہ یہودی یا نصرانی ہو یا اسلامی حکومت میں پناہ لینے والا ذمی کافر ہو یا وہ حربی کافر ہو وہ خواہ عمدا توہین کرے یا سہوا یا مذاقا یا بطور غفلت ہر حالت میں ابدی دائمی کافر ہو گیا۔

اس کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہے نہ عندالناس شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعا اور اکثر متقدمین کے نزدیک شریعت مطہرہ کی رو سے اس کا یقینی حکم ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے حکومت یا اس کے نمائندے حکم قتل میں سستی نہ کریں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ص386 جلد 4)

نمبر 3: حضور نبی کریم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی بے ادبی کرنے والے

کی توبہ دنیا اور آخرت میں قبول نہیں اس کے علاوہ سب کفار کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ (الاشباہ والنظائر ص 261)

نمبر 4: مذہب امام ابو حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس شخص نے حضور ﷺ کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں خواہ وہ مومن ہو یا کافر اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی گستاخی کی وجہ سے ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔

(تفسیر مظہری ص 191 ج 4)

نمبر 5: ذمی اگر علی الاعلان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ کو گالی دینا اس کی عادت بن جائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو آج کل اسی پر فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار ص 213 جلد 4، مطبوعہ مصر البابی الحلبی)

نمبر 6: علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور حضور ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی وعید ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے کافر ہے۔

(الشفاء ص 190 جلد 2)

نمبر 7: جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے، تکذیب کرے، عیب لگائے یا آپ کی شان اقدس میں کسی طرح سے تنقیص کا مرتکب ہو تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی اس وجہ سے اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

(کتاب الخراج للقاضی امام ابو یوسف ص 186)

نمبر 8: نام نہاد مسلمان گستاخ رسول کے کفر اور قتل پر آئمہ اربعہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کا اتفاق ہے۔

(الصارم المسلول ابن تیمیہ حنبلی ص 5)

نمبر 9: قال محمد بن سهل سمعت علي بن المديني يقول

دخلت علی امیر المومنین فقال لی اتعرف حدیثا مسند فیمن سب النبی ﷺ فیقتل قلت نعم فذکرت له حدیث' عبد الرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل بن عروة ابن محمد عن رجل من بلقین قال کان رجل شتم النبی ﷺ فقال النبی ﷺ من یکفنی عدوالی "فقال خالد بن الولید انا فبعثه الیه فقتله فقال امیر المومنین لیس هذا مسندا هو عن رجل فقلت یا امیر المؤمنین بهذا یعرف هذا الرجل وقد بایع النبی ﷺ وهو معروف وامر لی بالف دینار (ص 529 جلد 2فتاویٰ السبکی مؤلفه الامام ابی الحسن تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی المتوفی 5756مطبعی دارالمعرفه بیروت لبنان) اما سب النبی ﷺ قال اجماع منعقد علی انه کفر والا ستهزاء به کفر قال الله تعالیٰ (ابا لله وایاته ورسوله کنتم تستهزئون لا تعتذوروا قد کفرتم بعدایمانکم) بل لولم تسهزوا قال ابو عبید القاسم بن سلام فیمن حفظ شطر بیت مماهجا به النبی ﷺ فهو کفر وقد ذکر بعض من الف فی الاجماع اجماع المسلمین علی تحریم ما هجی به النبی ﷺ وکتابة وقرأته وترکه متیٰ وجد دون محوه .

(فتاویٰ السبکی ص573 جلد2)مطبعہ دارالمعرفہ بیروت لبنان)

ترجمہ: محمد بن سہل فرماتے ہیں میں نے علی بن مدینی سے سنا وہ فرما رہے تھے میں امیر المؤمنین کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے کہا آپ کوئی ایسی مسند حدیث جانتے ہیں کہ جس میں کسی شخص نے نبی کریم

ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی ہو اس بناء پر اسے قتل کر دیا گیا ہو؟ تو میں نے ایک حدیث بیان کی کہ ایک آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تھی تو سرکار نبی کریم ﷺ نے (اپنے اصحاب سے) ارشاد فرمایا اس دشمن سے میری کون کفایت کرتا ہے حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بھیجا وہ اسے قتل کر آئے امیر المؤمنین نے مجھے (اس حدیث کے سنانے پر) ایک ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔

لیکن حضور نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دینا تو علماء کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کفر ہے نیز آپ کا استہزاء کفر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں سے ہنستے ہوئے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر بلکہ اگر نہ بھی وہ استہزاء کریں ویسے ہی ایسی گفتگو کریں تب بھی کافر ہو گئے ابو عبید قاسم بن مسلم نے کہا جس شخص نے شعر کا ایک مصرع یاد کیا جس میں پیارے مصطفیٰ ﷺ کی بے ادبی اور ہجو ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے اس مسئلہ (شاتم رسول کا حکم) پر کتب تحریر کی ہیں انہوں نے مسلمانوں کا اجماع ذکر کیا ہے کہ حضور انور ﷺ کی ہجو کرنا اور اس کو لکھنا اور پڑھنا سب حرام ہے سب لکھے ہوئے کو جب قدرت پائے فوراً مٹا دے۔

گستاخِ رسول کے متعلق دیوبندی علماء کی عبارات

مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب کے ص 61 پر لکھتے ہیں ''ہم خود پہلے طائف (رشیدیہ ص 22) میں سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات

علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس بحث کو بوضاحت تامہ حضرت مولانا نے مع دلائل کے ذکر فرمایا ہے۔

سوال: شاعر جو اپنے اشعار میں آنحضرت ﷺ کو صنم یا بت یا آشوب ترک فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

جواب: یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگر چہ معنی حقیقی بمعانی ظاہر خود مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے۔ مگر تاہم ایہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے خالی نہیں۔ یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے صحابہ کو منع فرمایا انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد کیا حالانکہ مقصود صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہرگز وہ معنی کہ جو یہود مراد لیتے تھے نہ تھی مگر ذریعہ شوخی یہود کا وہ موہم اذیت وگستاخی جناب رسالت کا تھا لہٰذا حکم ہوا **لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا** الخ اور علیٰ ہذا حضرات صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت ﷺ میں ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذ اللہ نہ تھا بلکہ حسب عادت وطبع تھا مگر چونکہ اذیت وبے اعتنائی شان والا کا اس میں ایہام تھا یہ حکم ہوا۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کی حضور بات بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو کیا صاف حکم ہے کہ اگر چہ تمہارا قصد گستاخی نہیں مگر اس فعل سے تمہارے حبط اعمال ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہو گی اور ایسا ہی حدیث میں تکنی بکنیۃ ابی القاسم آپ کی حیات شریف میں منع ہو گئی بوجہ اذیت ذات سرور عالم کے کوئی کسی سے کو اگر پکارے گا تو آپ یہ سمجھ کر کہ مجھ کو ارادہ کرتا ہے التفاف فرمائیں گے حالانکہ نادی ہرگز اذیت رسول اللہ ﷺ نہیں کرتا تھا اور ابن

ماجہ نے روایت کیا کہ اشعت بن قیس کندی جب آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا آپ ہمیں میں نہیں ہیں اور یہ عرض۔ والغیب عند اللہ تعالیٰ باینوجہ تھی کہ سب عرب از قریش تا کندہ و بنو اسماعیل ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہماری ماؤں کو تہمت زنا مت لگا اور ہمارے نسب کی نفی ہمارے باپوں سے مت کر ہم اولاد نضر ہیں دیکھو اس لفظ میں فقط ایہام بعید کو کس قدر آپ نے نفی کر کے نہی فرمایا اور کلام کا ادب تلقین کیا۔ علی ہذا خبثت نفسی کو منع فرمایا اور لقسمت نفسی کی اجازت دی کہ وہ بظاہر سخت لفظ ہے گو معنی ایک ہیں الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (احزاب آیت 57)

لیکن اگر کوئی شخص بلا قصد و ارادہ ایسے الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں استعمال کرتا ہے جس سے اس کا ارادہ نہ تو تنقیص کا تھا اور نہ عیب جوئی کا بلکہ ان الفاظ سے معاذ اللہ لعنت سب و شتم نسبت کذب یا کوئی ایسا مفہوم متصور ہوتا ہو جس کی خصوصیت کی نفی کی جو خاصہ نبوت میں شامل ہے مثلاً اس قائل نے کسی گناہ کبیرہ کی نسبت حضور کی ذات کی یا شان رسول، نبوت، حضور علیہ السلام کے نسب، علم نبوی یا تبلیغ اسلام میں مداہنت یا حضور علیہ السلام کے کلام کی تکذیب اور احادیث متواترہ میں شبہ کیا یا شبہ پیدا کرنے کی کوشش کی یا اس شخص نے ایسا کلمہ استعمال کیا جو بظاہر میرے مفہوم میں استعمال ہوتا ہو لیکن اس نے اس کلمہ کو مذمت و منقصت کے طور پر استعمال نہ کیا ہو خواہ یہ جہالت کے سبب سے ہو یا حالت سکر میں بے قابو ہو کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو قلت حفظ یا زبان کی لغزش کی وجہ سے یہ کلمہ زبان سے ادا

ہو گیا ہو۔ان کے تمام حالات میں ایسے شخص کے لئے بھی وہی حکم ہے جیسا کہ اس سے پہلے شخص کے لئے کیونکہ زبانی لغزش، جہالت یا مذکورہ امور میں سے کسی دوسری وجہ سے انسان کو کفر میں معذور نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ عقل سلیم رکھنے والے کا کوئی عذر اس سلسلہ میں مسموع ہوگا۔(کتاب الشفاء ص 400 ج 2 اردو فتاویٰ رشیدیہ ص 71-72)

بلکہ شفاء میں تو یہ ہے ایک معزز شخص نے مدینہ طیبہ کی زمین کو امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے ردی اور بیکار کہا: امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو تیس درے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ شخص تو قابل گردن زدنی ہے کیونکہ اس مقدس سرزمین جہاں سرور کائنات آرام فرما ہیں اس کو ردی اور بیکار کہتا ہے اور اس کو پاک وطیب منفعت بخشش نہیں سمجھتا۔

(شفا مع شرح شفا ملا علی قاری وعلامہ خفاجی ص 435 جلد 3 دار الفکر بیروت)

مآخذ و مراجع

کتاب الٰہی

1 قرآن مجید

احادیث مبارکہ

2 صحیح بخاری شریف — محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی 256ھ

3- صحیح مسلم شریف — مسلم بن حجاج قشیری، متوفی 261ھ

4 ابوداؤد — سلیمان بن اشعث، متوفی 275ھ

5 المستدرک — محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی، 405ھ

6 کنز العمال — علی متقی بن حسام الدین، متوفی 975ھ

7 شرح السنۃ — امام حسین بن مسعود بغوی، متوفی 516ھ

کتب شروح حدیث

8 فیض القدیر — علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی۔ 1003ھ

9 مرقات شرح مشکوٰۃ — علی بن سلطان محمد قاری، متوفی 1014ھ

10 بذل المجہور شرح ابوداؤد — خلیل احمد سہانپوری، متوفی 1346ھ

11 مرآت شرح مشکوٰۃ — مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ

کتب تفاسیر

12 کنز الایمان — اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں بریلوی، متوفی 1340ھ

13 الجامع الاحکام القرآن — محمد بن احمد مالکی قرطبی، متوفی۔ 668ھ

14 تفسیر روح البیان — علامہ محمد اسماعیل حقی، متوفی 1137ھ

15 تفسیر روح المعانی — سید محمود آلوسی بغدادی، متوفی 1270ھ

16 تفسیر مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی۔ 1225ھ

17 تفسیر صاوی — احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی۔ 1241ھ

18 تفسیر حسینی فارس — سید حسین الواعظ کاشفی

19 تفسیر عثمانی — شبیر احمد عثمانی، متوفی 1369ھ

20	تفسیر تدبر قرآن	امین احسن اصلاحی
21	تفسیر تفہیم القرآن	مودودی' متوفی 1399
22	تفسیر معارف القرآن	مفتی شفیع دیوبندی' متوفی 1396ھ
23	تفسیر جامع البیان	ابوجعفر محمد بن جریری طبری' متوفی 310ھ
24	تفسیر در منشور	علامہ جلال الدین سیوطی' متوفی 911ھ
25	تفسیر کبیر	فخر الدین محمد بن ضیاء الدین' متوفی 606ھ
26	تفسیر خزائن العرفان	صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی' متوفی 1367ھ
27	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی' متوفی 1391ھ
28	تفسیر ماجدی	عبدالماجد دریابادی
29	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین ابن کثیر' متوفی 774ھ
30	تفسیر زاد المسیر	عبدالرحمٰن بن علی محمد جوزی' متوفی 597ھ
31	تفسیر ضیاء القرآن	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
32	تفسیر بیضاوی	قاضی عبداللہ' متوفی 685ھ

کتب سیرت

33	شفاء شریف	قاضی عیاض بن موسیٰ' متوفی 544ھ
34	سیرت حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین حلبی' متوفی 1044ھ
35	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی' متوفی 1052ھ
36	حیات صحابہ	مولانا محمد یوسف کاندھلوی

کتب فقہ

37	کتاب الخراج	قاضی امام ابو یوسف' متوفی، 182ھ
38	الاشباہ والنظائر	زین الدین بن ابراہیم ابن النجیم' متوفی۔970ھ
39	فتاویٰ سبکی	امام ابوالحسن تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی' متوفی 756ھ
40	ردالمحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، 1252ھ
41	درمختار	محمد بن علی حصکفی' متوفی۔1088ھ
42	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا' متوفی۔1340ھ
43	نیل الاوطار	شیخ محمد بن علی شوکانی' 1250ھ
44	مجموعہ رسائل ابن عابدین	شامی' 1252ھ
45	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی

46	شہاب ثاقب	حسین احمد مدنی
47	خلاصہ الفتاویٰ	شیخ طاہر بن عبدالرشید
48	فتح بریلی کا دلکش نظارہ	مولانا رفاقت حسین فاروقی
49	عرف الجادی	ابوالخیر میر نورالحسن خان
50	الصارم مسلول	تقی الدین ابن تیمیہ حرانی، متوفی 728ھ

لغت

51	تاج العروس	سیّد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی، متوفی 1205ھ

گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) واجب القتل ہے

حضرت علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ ساہیوال

۱ عظمت نبوت

☆ اُلوہیت کے بعد سب سے بڑا مقام نبوت کا ہے جس کا تقاضا ہے کہ اُسے تحفظ دیا جائے اور خود قرآن کریم نے مشرکوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔ ''واقتلو المشرکین'' اور ''قاتلوا آئمة الکفر'' کے ارشادات سے واضح ہے کہ ملت اسلامیہ کے فرزندوں کو توحید کے تحفظ کا حکم دیا گیا اور اس کے تحفظ کا طریقہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ ایسے ہی ملت اسلامیہ کو رسالت و نبوت کی تقدیس قائم رکھنے کا بھی حکم ہے اسلام نے کفر کو اجازت دی ہے کہ اپنے دائرہ میں رہ کر چلے مگر جونہی بغاوت اختیار کرے تو اسے کچلنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ اسلام کسی کو جبراً مسلمان بنانے کا شوق نہیں رکھتا، نہ اس کا یہ دستور ہے بلکہ ''لا اکراہ فی الدین'' کے اعلان سے آزادی دیتا ہے لیکن اس آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی شخص رسالت کے خلاف دریدہ دہنی کرلے تو اُسے کھلا چھوڑ دیا جائے اس لئے کہ رسالت کی توہین اور بے حرمتی اللہ کے دین بلکہ پوری امت کی بے حرمتی اور توہین ہے۔ لہذا اُمتی کا فرض ہے کہ جب اپنے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی سنے تو جان لے لے یا دے دے اور ہر دور میں عظمت رسالت کے پیش نظر ایسا ہوتا چلا آیا ہے ہاں ملک کے اندر قیام امن کے پیش نظر براہ راست تصادم سے بچنے کا حل یہی ہے کہ ایسے ملزم کو عدالت سزائے موت دے۔

☆ شفاء شریف قاضی عیاض میں ہے، خلیفہ ہارون رشید نے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے توہین رسالت کرنے والے کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا "ما بقاء الامۃ بعد سبّ نبیھا" (اس اُمت کی کیا زندگی ہے جس کے نبی کو گالیاں دی گئیں)

☆ حضرت حافظ ابن تیمیہ کے دور میں ایک عیسائی نے حضور ﷺ کو گالی دی تو آپ نے اس عنوان پر چھ سو صفحات پر کتاب الصارم المسلول لکھی جس میں دلائل سے ثابت کیا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ اس کتاب کی مقبولیت سارے عالم اسلام میں ہے۔

☆ یاد رہے کہ فتح مکہ کے بعد وہاں کے بدترین اخلاقی مجرموں کو بھی "لا تثریب علیکم الیوم" کی نوید سنا دی گئی مگر ساتھ ہی ایک اچھی خاصی تعداد کے افراد کا خون مباح (جائز) قرار دیدیا گیا اور ان کی گرفتاری کا حکم دیدیا گیا انہیں کیوں نہ معاف کیا گیا یہ بھی تو مکہ مکرمہ کے ہی مجرم تھے۔ ان کے قتل کا سبب کفر کے ساتھ گستاخی رسول بھی تھا کہ جگہ جگہ توہین آمیز تقریر کرتے ہجو کے اشعار گاتے۔

☆ جس قدر دین کی تقدیس اور معصومیت ہے اس سے کہیں زیادہ اُس کے لانے والے کی عظمت ہے کہ دین اسلام کے فروغ کا باعث ذات مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔ پہلے حضور ﷺ کی جلوہ گری اور پھر اسلام کا ظہور ہے۔ پہلا بہرحال پہلا ہی ہوتا ہے۔

کوہِ صفا کا پہلا خطبہ بھی اس عنوان پر واضح حجت ہے آپ نے اہل مکہ سے پہلی بات جو فرمائی یہ تھی "ھل وجدتمونی صادقا او کاذبا" مجھے تم نے سچا پایا یا جھوٹا؟ پہلے اپنی شخصیت، صداقت اور امانت کا ذکر فرمایا پھر اسلام کی دعوت دی۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اسلام کے باغی (مرتد) کو قتل کیا جائے اور اسلام کے لانے والے محبوب ﷺ کے گستاخ کو چھوڑ دیا جائے، گستاخ رسول کے قتل کا اسلامی فیصلہ دوہرا نہیں کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ بات ہو اور کسی دوسرے نبی کیلئے ایسا نہ ہو بلکہ ہر رسول کی گستاخی کی سزا قتل ہی ہے ہاں خود رسول کسی کو معاف کردے یہ الگ بات ہے کسی

کو حق نہیں کہ وہ رسول کے گستاخ کو معاف کر دے۔ افراد، عدالتیں، سبھی کے سبھی اسی ضابطہ کے پابند ہیں۔

۱۔ عبداللہ ابن اخطل کو غلاف کعبہ کے پیچھے سے نکال کر مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان قتل کر دیا گیا۔ (بخاری شریف ص ۹۴۲، ج ۱۔ ص ۴۱۶ ج ۲۔) یہ شخص حضور ﷺ کی ہجو میں تقریریں کرتا اور اشعار گاتا تھا۔

۲۔ اسی مقدس مدنی دور میں گستاخ رسول کعب ابن اشرف کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (مسلم ص ۱۱۰، ج ۲)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل سکوت رہا۔ اگر یہ قتل روح اسلام کے خلاف ہوتا، تو زبان رسالت اس پر خاموشی اختیار نہ کرتی۔

۳۔ ابورافع گستاخ رسول کو چند نوجوانوں نے قتل کیا۔ (ص ۵۷۷، ج ۲)

۴۔ ایک گستاخ رسول کو ایک نوجوان نے قتل کیا۔ (مشکوۃ شریف ص ۸۰۳)

۵۔ عقبہ بن معیط کو اس کی گستاخیوں کے باعث ہی قتل کیا گیا جبکہ جنگ بدر کے باقی تمام قیدیوں کو فدیہ کے بعد رہا کر دیا گیا۔

۶۔ بشر نامی منافق گستاخ رسول کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

(سورۃ النساء، ص ۶۰۔ تفسیر خازن ص ۷۹۳، ج ۱۔ تفسیر کبیر ص ۸۴۳ ج ۳۔ روح المعانی ص ۱۰۱ ج ۵۔ الصارم المسلول ص ۸۳)

۷۔ فرتنی اور قریبہ دونوں شاعرہ خواتین تھیں۔ حضور کی ہجو میں محفلیں سجاتیں اور اشعار گاتی تھیں، اسی گستاخی کے جرم میں ایک قتل کر دی گئی اور دوسری نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اسلام قبول کر لیا۔ (الصارم المسلول ص ۱۲۶، فتح الباری ص ۹ ج ۸)

۸۔ سارہ نامی خاتون بھی ہجو کرتی تھی، حاطب ابن ابی بلتعہ کا خفیہ خط لے کر مکہ جا رہی تھی قتل کی گئی، گستاخ تھی، شاعرہ تھی۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳)

۹۔ حویرث بن نقید کو گستاخی کی بنا پر ہی قتل کیا گیا سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

(زرقانی ص۳ ۵۱ ج ۲۔ الصام ص ۱۴۱۔ فتح الباری ص ۹ ج ۸)

۱۰۔ مقیس ابن صا بہ کو فتح مکہ کے بعد حضرت غیلہ ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

۱۱۔ عبد اللہ بن سعد کے قتل کا حکم دیا گیا۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے ان کی سفارش پر ان کی بیعت لی گئی اور معاف کر دیا گیا۔

۱۲۔ عکرمہ ابن ابی جہل، ہبار ابن اسود، وحشی ابن حرب، کعب ابن زہیر، عبد اللہ ابن زبعری، ہندہ بنت عتبہ ان سبھی کا خون مباح فرما دیا تھا (قتل کا حکم دے دیا تھا) مگر یہ سبھی باری باری حاضر ہو کر معافی مانگ کر مسلمان ہوتے رہے۔

زبان نبوت کا فیصلہ

۱۳۔ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا "من سب نبیا قتل" جس نے نبی کو گالی دی اُس کی سزا قتل ہے،

(جامع صغیر علامہ سیوطی ص ۱۷۱ ج ۲۔ فتح القدیر ص ۳۹۱ ج ۳۔ شفاء ص ۲۱۲ ج ۲، الصارم المسلول ص ۲۹)

آئمہ کا متفقہ فیصلہ

۱۴۔ محمد بن سحنون فرماتے ہیں: اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتنقص له کافر و حکمه عند الائمه القتل،

(الشفاء، ص ۶۱۲ ج ۲۔ نسیم الریاض ص ۸۳۳ ج ۴۔ الدر المختار ص ۱۳ ۷ ج ۳، الصارم المسلول ص ۴)

محمد بن سحنون فرماتے ہیں علماء کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے۔ چاروں آئمہ کرام امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد، امام شافعی، سبھی اس فیصلہ پر متفق ہیں۔ (شامی ص ۱۲۳، ج ۳)

۱۵۔ امام ابو بکر بن منذر فرماتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ نبی کو گالی دینے والے کی سزا قتل ہے ان کے الفاظ یہ ہیں: "قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل (الشفاء ص ۱۲۲ ج ۲)

۱۶- من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتدا فالساب، بطريق اولى يقتل حدّا عندنا،

(فتح القدیر امام ابن ہمام ص ۴۰۷ ج ۴۔ کتاب الخروج ص ۲۸۱، فتاویٰ شامی ص ۴۱۳ ج ۳)

آپ کو گالی دینے والا مستحق قتل ہے۔

۱۷- نبی کے گستاخ اور گالی دینے والے کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(فتاویٰ شامی ص ۴۱۳، ج ۳)

۱۸- ولا خلاف بين المسلمين ان من قصد النبي صلى الله عليه وسلم بذالك فهو ممن ينتحل الاسلام انه مرتد يستحق القتل۔

(فتاویٰ قاضی خاں، ص ۲۸۸، ج ۴۔۔ احکام القرآن بصاص ص ۱۰۶، ج ۳)

کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس کسی نے حضور ﷺ کی توہین کا قصد کیا وہ مستحق قتل ہے۔

خلاصہ تحریر

اس اہم ترین نازک مسئلہ پر لکھے گئے مضمون کے خلاصہ کو خلاصۃ الفتاویٰ کی عبارت پر ختم کرتا ہوں، درج ذیل عبارت محیط کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے۔ من شتم النبي صلى الله عليه وسلم اهانه او عابه في امور دينه او في شخصه او في وصف من اوصاف ذاته سواء كان الشتم او الاهانة او العيب صادرا عنه عمدا او سهوا و غفلة ان تاب لم يقبل توبة ابدا و حكمه في الشريعة القتل قطعا (مختصرا) (خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۸۶، ج ۴۔ الشفاء ص ۲۱۲ ج ۲

ترجمہ: جس نے نبی کو گالی دی توہین کی یا عیب لگایا اس کے کسی دینی معاملہ میں ہو یا کسی ذاتی مسئلہ میں وہ گالی دینے والا نبی کی امت سے ہو یا کوئی اور اہل کتاب ہو، ذمی کافر ہو یا حربی یا گالی اُس نے بھول کر دی ہو یا قصدا یا غفلت سے اس کا حکم قتل ہی ہے۔ اُس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

۲۰۔ حضور ﷺ کو گالی دینا ارتداد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

۲۱۔ اجمعت الامة علی قتل منقصه وسابه۔ (شفاء ص۱۲۲، ج۲)

حضور ﷺ کو گالی دینے اور نقائص بتانے والا واجب القتل ہے۔

۲۲۔ اجمع عوام اهل العلم ای کلهم علی من سب النبی صلی الله علیه وسلم یقتل تمام اہل علم اس پر متفق ہیں حضور ﷺ کو گالی دینے والا قتل کر دیا جائے۔

۲۳۔ حضور علیہ السلام کی توہین صریحاً یا اشارۃً ایسے تمام الفاظ گالی میں شمار ہوتے ہیں۔

والحکم فیه حکم الساب یقتل۔ اس میں فیصلہ یہی ہے ایسا شخص قتل کر دیا جائے۔ (الصارم المسلول ص۲۵۲، الشفاء ۴۱۲) ایسے شخص کی توبہ بھی قبول نہیں۔

آئمہ مجتہدین کا یہی نظریہ ہے کہ جو بھی توہین رسالت کا مرتکب ہوا اُسے قتل کر دیا جائے کہ اس جرم کی حد ہی یہی ہے۔ کسی بھی حد والے مجرم کی توبہ اس کی حد ہی ہے۔

امام بزازی ابن ہمام علامہ ابن زین، علامہ عمر بن نجیم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، علامہ خیر الدین رملی شیخ زادہ، محمد بن علی حصکفی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی یہی نظریہ پیش کیا ہے۔

وصلی الله تعالیٰ علی حبیبه سیدنا محمد وآله واصحابه وسلم

گستاخ رسول کی سزا

مفتی محمد وحید قادری جامعہ رضویہ ٹرسٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

ایمان کا معیار

اسلام وہ مذہب ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مکمل فرما دیا ہے۔ اس کے قواعد وضوابط قرآن کریم میں وحی متلو کے ذریعے اور احادیث میں وحی غیر متلو کے ذریعے مسلمانوں کی رہنمائی کیلئے مقرر فرما دیئے ہیں۔ ان قواعد وضوابط پر عمل کرنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اور ان کا انکار کفر ہے۔ اس میں سب سے اہم چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وتوقیر ہے اور ایمان کا بنیادی جزو ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے۔

''لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین''

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے والدین، بچوں اور سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا

؎ محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو دین نامکمل ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے کچھ تقاضے ہیں ان تقاضوں میں سے ایک تقاضا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرنا، آپ سے محبت رکھنا ہے۔ اگر آدابِ محبت سے شناسائی نہ ہو تو قرآن مجید فرقان حمید، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جائزہ لیا جائے، ہر چیز واضح ہو جائے گی۔

گستاخ رسول کی سزا

اس لئے تمام آئمہ کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ واجب القتل ہے اور قرآن کریم میں واضح الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ

''ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ اعدلھم عذابا مھینا'' (الاحزاب)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول (کی شان میں بے ادبی کر کے ان) کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی (انہیں دونوں جہانوں میں اپنی رحمت سے دور کر دیا) اور اس نے ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر لیا۔ (عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن:۸۹۶)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''ملعونین اینما ثقفوا اخذوا و قتلوا تقتیلا''

ترجمہ: وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے ہیں (پھر ہم تمہیں حکم دیں گے کہ) جہاں بھی پائے جائیں پکڑے جائیں اور گن گن کر خوب قتل کیے جائیں۔

(عمدۃ البیان:۹۹۶)

اور اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم''

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں انہیں قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹ دیا جائے۔

یہ تمام آیات بلاشبہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم کا گستاخ کافر ہے اور

واجب القتل ہے۔ بلکہ اسلام تو سب سے بڑھ کر یہ کہتا ہے کہ ہر نبی کا گستاخ واجب القتل ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ کعبہ کے پردوں سے بھی چمٹے ہوں تو بھی ان کو قتل کردو۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جیسے کالم نگار اپنے مضامین میں اس کا ذکر کر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ اللعالمین ہیں اور سب سے زیادہ معاف فرمانے والے ہیں اور آپ نے معاف بھی فرمایا جیسا کفار مکہ کو، بڑھیا کو اور اسی طرح بے شمار لوگوں کو معاف فرمایا تو اب ہم لوگ گستاخِ نبی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق معاف کیوں نہیں کرتے؟

محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اسوہ حسنہ اور سیرت صحابہ پر غور نہیں کیا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کیا تو ساتھ یہ حکم بھی دیا کہ وہ اشخاص جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی اور ناموس رسالت کے مجرم تھے ان کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا جائے، انہیں معافی نہیں خواہ کعبے کے پردوں سے لٹک جائیں (اہل عرب میں یہ دستور تھا جو شخص کعبے کے پردے سے لٹک جاتا، اس کو معافی مل جاتی) امام بخاری کے استاد عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (جو تابعین میں سے ہیں) نے اپنی کتاب المصنف میں حدیث نمبر 9805 روایت کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس عورت کو قتل کیا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الشفاء'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرے لیے اس کو ٹھکانے لگائے گا؟ اس قبیلے کے ہی ایک شخص نے اس ملعونہ عورت کو ٹھکانے لگایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا خون مباح ہے۔

تو یاد رکھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گستاخیاں کرنے والے لوگوں کو سزا

دینے کا حکم فرمایا اور یہ شاتم رسول کو سزا دینا ذاتی انتقام کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ گستاخ رسول دوسروں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول گھٹانے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے دلوں میں نفرت کے بیج بوتا ہے اس لئے توہین رسالت کو برداشت کر لینا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو لینا ہے۔ اور وہ درحقیقت ساری امت کو گالیاں دینے والا ہے لہٰذا وہ ضرور سزا کا حقدار ہوگا اور اس کی سزا قتل ہی ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک شاتم رسول ملعون یہودی ابو رافع کو اس کی گستاخی پر قتل کرنے کیلئے عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک گروپ بھیجا گیا وہ یہودی ایک قلعہ میں رہتا تھا۔ مگر عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ اپنی جان خطرہ میں ڈال کر اس کے سر پر پہنچے اور اسے واصل جہنم کر دیا۔ جلدی سے واپسی کیلئے مڑے تو سیڑھی سے گر کر ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ جب واپس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ٹانگ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو ٹانگ ویسے ہی ٹھیک ہوگئی جیسے ٹوٹنے سے پہلے تھی۔ (بخاری شریف)

قانون توہین رسالت پر فضول بحث کرنے والے افراد کو اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس معاملہ پر کئی غازی علم الدین شہید پیدا ہو سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر بنے ہوئے قانون کی حفاظت کے لئے مسلمان جان کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ بقول شاعر

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں ان کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سچی بات یہ ہے کہ ہر مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے مر مٹنے کا جذبہ رکھتا ہے اب یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے تو توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا تو پھر شاتم رسول کی توبہ کیوں قبول نہیں؟ یا کم از کم دنیاوی سزا سے کیوں نہیں بچ سکتا۔ تو یاد رکھیں اہل سنت، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہما کا موقف یہ ہے کہ توبہ بھی اسے قتل کی

سزا سے نہیں بچا سکتی البتہ امام شافعی سے توبہ قبول کرنے یا نہ کرنے کے دونوں اقوال منقول ہیں اس کی وجہ جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ

(۱) شاتم رسول فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔

(۲) اگر سزا نہ دی جائے اور توبہ قبول کر لی جائے تو لوگ اس کو مذاق بنالیں گے کہ گستاخی کی پھر توبہ کر لی اور غیروں کو بھی موقع مل جائے گا کہ وہ اس کو بچوں کا کھیل بنالیں گے جب جی چاہا گستاخی کر ڈالی پھر توبہ کر لی۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ اپنا حق تو معاف فرما دیتا ہے لیکن رسول اللہ کا حق جو حقوق العباد ہے وہ معاف نہیں فرمائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات ظاہرہ میں تو اپنا حق ایک وقت تک معاف فرماتے رہے لیکن اب معاف نہیں ہوسکتا۔

(۴) قتل، زنا، سرقہ کی سزا میں بھی یہی ہے کہ اگر مجرم سچی توبہ بھی کر لے تو آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے لیکن دنیا میں سزا معاف نہیں ہوسکتی یہ ممکن نہیں کہ قتل، زنا، چوری کرنے والا کہہ دے کہ میں نے سچی توبہ کر لی اب مجھے معاف کر دیا جائے اور وہ عدالت سے رہا بھی ہو جائے اور عدالت اسے چھوڑ دے تو توہین رسالت تو وہ جرم ہے جو ان جرائم سے زیادہ سنگین و بدتر ہے۔

(۵) اب اگر کوئی بے وقوف یہ کہے کہ نعوذ باللہ توہین رسالت والا قانون (295/C) ظالمانہ قانون ہے تو یہ اس کی عقل کی کمزوری ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ اگر کوئی موٹر سائیکل یا دیگر گاڑی والا سرخ اشارہ توڑ کر روڈ کراس کر لے اور وارڈنز اسے جرمانہ یا چالان کر دے تو بعد میں اشارہ توڑنے والا یہ کہے یہ سرخ اشارہ ظالمانہ اشارہ ہے اس کی وجہ سے مجھے جرمانہ یا میری گاڑی کا چالان ہوا ہے لہٰذا یہ اشارہ ہونا ہی نہیں چاہئے بلکہ اس کی جگہ سبز اشارہ لگا دینا چاہئے یا اشارے والا قانون ہی ختم کر

دینا چاہئے تو یہ اس کی اپنی بے وقوفی ہے کہ وہ اشارہ توڑ کر جرم کا مرتکب ہوا ہی کیوں؟ اس مجرم کی وجہ سے سرخ اشارہ ختم کر دینا تو انتہائی بیوقوفی ہوگی کیوں کہ باقی سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پاکستان کا ایسا کون سا قانون ہے جو غلط استعمال نہیں ہو رہا ان کو ختم کرنے کی بات کیوں نہیں کرتے، سارا زور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم والے قانون پر کیوں دیا جاتا ہے؟

(۶) اگر ہمارے گورنر یا صدر کو عورت پر اتنا ہی ترس آتا ہے تو انہیں وہ خواتین نظر کیوں نہیں آتیں جو سال ہا سال سے بے گناہی کی سزا جیلوں میں کاٹ رہی ہیں۔ گستاخ رسول ہی انہیں مظلوم کیوں نظر آتا ہے۔ حکمران طبقہ کی ساری محبت، عقیدت اور شفقت گستاخ رسول پر ہی کیوں ہوتی ہے جبکہ ہزاروں افراد جیلوں میں بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہیں ان کو رہا کیوں نہیں کرتے؟

(۷) اگر یہ قانون ہی ختم کر دیا جائے تو پھر ہر مسلمان از خود ایکشن لینے پر مجبور ہو جائے گا۔

قارئین کرام! ذرا غور کریں جب اسلامی ریاستوں کے حکمرانوں کے کردار ہی ڈھیلے ڈھالے ہوں گے تو قوم مادر پدر آزاد کیوں نہ ہوگی اور افسوس ہے کہ وہ مملکت جو اسلام کے نظریہ پر قائم ہوئی وہاں اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جائے وہ کیسے حکمران ہوں گے ذرا ہوش کے ناخن لیں اور ادراک کر لیں کہ ہمارا سب کچھ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے اور امریکہ، لندن، یورپ کے پیچھے لگ کر ایسا نہ ہو کہ خاموش رہیں اور روز قیامت ہمارا شمار خطا کاروں میں ہو۔

گزشتہ ماہ ویٹی کن سٹی میں 170 ممالک کے سفارت کاروں سے خطاب کرتے ہوئے پوپ نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ مسلم ممالک عیسائی اقلیتوں کو حملوں سے تحفظ فراہم کریں' ان کے بقول گورنر پنجاب کے قتل کے بعد اس جانب توجہ دینے کی ضرورت بڑھ گئی ہے۔ انہوں نے یہ دشنام طرازی بھی کی کہ تحفظ ناموس رسالت کا قانون ناانصافی اور تشدد کا جواز

فراہم کرتا ہے، اس لئے حکومت پاکستان اس قانون کو ختم کرنے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ انہوں نے مصر، عراق اور نائجیریا میں عیسائیوں پر ہونے والے حالیہ حملوں کی بنیاد پر مطالبہ کیا کہ ان ممالک کی حکومتیں عیسائی برادری کے لیے تحفظ کی فراہمی یقینی بنائیں۔

دوسری جانب دینی و سیاسی جماعتوں اور قائدین نے ناموس رسالت کا قانون ختم کرنے سے متعلق پوپ بینی ڈکٹ کے مطالبے کی سخت مذمت کرتے ہوئے اسے پاکستان کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں کھلی مداخلت، تہذیبوں کے درمیان تصادم کی کھلی دعوت اور دنیا کو جنگ کی آگ میں جھونکنے کے تباہ کن ایجنڈا کا حصہ قرار دیا ہے اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ پوپ کے اس بیان پر سرکاری سطح پر احتجاج کرے سنی اتحاد کونسل نے پوپ کے بیان کے خلاف جمعۃ المبارک 14 جنوری کو ملک بھر میں یوم احتجاج منایا۔ دینی و سیاسی قائدین نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون ختم کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔

ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کے حوالے سے اور اس قانون کی زد میں آنے والی ملعونہ آسیہ کی رہائی کے لئے پوپ نے جس ہذیانی کیفیت میں بیان دیا ہے، وہ نہ صرف یہ کہ اس کے منصب کے شایانِ شان نہیں بلکہ یہ بیان کسی مذہب کے ایک روحانی پیشوا کے بجائے کسی متعصب کٹ حجتی اسلام دشمن کا نظر آتا ہے، جس کے ذریعہ محسن انسانیت اور رحمت اللعالمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین برحق اور ان کی ذات مبارکہ کے بارے میں مغلظات بکنے کی کھلی چھوٹ کی ترغیب دی گئی ہے اور مذہبی رواداری کے بجائے اشتعال انگیز جنونیت کا راستہ دکھایا گیا ہے جو لازماً تہذیبوں کے ٹکراؤ پر منتج ہو سکتا ہے۔ پوپ بینی ڈکٹ اس سے پہلے بھی متعدد مواقع پر آفاقی دین اسلام کے حوالے سے متنازعہ بیانات دے چکے ہیں اور مادر پدر آزاد مغربی میڈیا پر دیئے جانے والے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی مذموم حرکات کی

بھی آزادی اظہار رائے کے جواز کے تحت تائید کر چکے ہیں جبکہ ان گستاخانہ خاکوں کی اشاعت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے دنیا کے کم وبیش ہر ملک میں احتجاجی مظاہرے ہوئے اوران گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی مذموم حرکت پر سویڈش اخبار کے ایڈیٹر پر قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس نے بعدازاں ضمیر کی خلش کے تابع اپنی اس قبیح حرکت پر مسلم امہ سے معافی بھی مانگی مگر پوپ بینی ڈکٹ جو پادریوں کے ننوں کے ساتھ جنسی تعلقات اور گرجا گھروں میں نوجوان لڑکوں کے ساتھ ان کے قبیح فعل کی حمایت کر کے بھی خاصے متنازعہ ہو چکے ہیں' شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کو آزادئ اظہار کے کورٹ میں لاتے لاتے اب ناموس رسالت کے قانون کو بھی ناانصافی پر قرار دے کر اس کے خاتمے کا مطالبہ کر رہے ہیں جو کسی متعصب اسلام دشمن کا موقف ہی ہوسکتا ہے۔

دین اسلام کے بارے میں پوپ بینی ڈکٹ اور اس قبیل کے دوسرے آزادئ اظہار اور انسانی حقوق کے تحفظ کے نام نہاد علمبرداروں کا تعصب اپنی جگہ مگر کوئی مسلمان اپنے عقیدے اور ایمان کی بنیاد پر کسی بھی نبی اور پیغمبر کی شان میں گستاخی کا تصور تک نہیں کرسکتا تمام مذاہب اور بشمول حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام، ان کے پیغمبروں کا احترام مسلمان اپنے ایمان کا حصہ سمجھ کر کرتے ہیں جبکہ ناموس رسالت کا قانون صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وعزت کے تحفظ کا متقاضی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کی عزت کا تحفظ اس قانون کے زمرے میں آتا ہے' اس لئے یہ قانون تو مسیحیوں کے بھی فائدے میں ہے' جبکہ اس قانون کی وجہ سے ہی گستاخانِ رسول قانون و انصاف کی عملداری کے دائرے میں آ کر اپنے خلاف کسی عاشق رسول کے غازی علم الدین شہید والے کردار سے بچے ہیں اس تناظر میں تو ناموس رسالت کے قانون کے برقرار رہنے کے بارے میں کوئی دو رائے ہونی ہی نہیں چاہئیں جبکہ پوپ بینی ڈکٹ نے توہین مسیحیت کے قانون کے خاتمہ کا کبھی تقاضا نہیں کیا حالانکہ اس قانون کے تحت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین پر ہی سزائے موت نہیں دی جاتی' بلکہ پادری کی توہین بھی اسی زمرے میں

ہی آتی ہے۔ پوپ کو بخوبی علم ہوگا کہ ملعون سلمان رشدی کے خلاف برطانیہ میں مسلمانوں کے مظاہروں کے دوران برطانوی پارلیمنٹ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ توہین مسیحیت کے قانون میں ترمیم کر کے دیگر انبیاء کرام کی توہین پر بھی اس قانون کے اطلاق کی گنجائش نکالے مگر یہ مطالبہ اس جواز کے تحت مسترد کر دیا گیا کہ توہین مسیحیت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم ممکن نہیں ہے، سارے یورپ میں لاگو ہے۔

اس تناظر میں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون میں ترمیم یا اس کے یکسر خاتمہ کے مطالبہ میں مسلمانوں اور دین اسلام سے نفرت اور تعصب کے سوا کسی دوسرے جذبے کا عمل دخل نظر نہیں آتا اس لئے ایسا جاہلانہ تقاضا کر کے مسلم امہ کے مذہبی جذبات مجروح و مشتعل کرنے کی راہ ہموار کی جائے گی تو یہ صورت حال عالمی امن کی تباہی پر ہی منتج ہوگی کیونکہ کوئی بھی کلمہ گو مسلمان اپنے پیارے نبی محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا اور اپنے ایمان کی تکمیل کیلئے حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کٹ مرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

اللہ ہمیں غیرتمند مسلمان حکمران عطا فرمائے۔ آمین

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و آلہ

واصحابہ اجمعین و بارک وسلم

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی، دار العلوم حزب الاحناف

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور

کی عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے مشہور زمانہ کتاب المسمّٰی بہ

شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

کے بعد اب عظمت باری تعالیٰ کے حوالے سے عظیم علمی شاہ کار

شانِ خدا جل جلالہ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ

اور نبی اکرم ﷺ کے اسماء گرامی کے حوالے سے کتاب مستطاب

نامِ محمد ﷺ کے میں قربان

زیور طباعت سے آراستہ ہو کر عنقریب منظر عام پر آ رہی ہیں

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022